تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ خاصہ

2

شبیر برادرز

تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

حل شُدہ پرچہ جات

المعروف

نُورانی گائیڈ

برائے طلباء / برائے طالبات

درجہ عامہ سال اوّل | درجہ عامہ سال دوئم | درجہ عالیہ سال اوّل | درجہ عالیہ سال دوئم

درجہ خاصہ سال اوّل | درجہ خاصہ سال دوئم | درجہ عالمیہ سال اوّل | درجہ عالمیہ سال دوئم

تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طلباء از 2014ء تا 2016ء

نُورانی گائیڈ

حل شُدہ پرچہ جات

مُفتی مُحمّد الحسنیٰ نُورانی دامت برکاتہم عالیہ

درجہ خاصہ ✿ سال دوئم

شبیر برادرز (رجسٹرڈ) زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں
نورانی گائیڈ
باہتمام: ملک شبیر حسین
سن اشاعت فروری 2017
قیمت =/160 روپے
شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084
شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ترتیب

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ!

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ يَا حَبِيۡبَ اللّٰهِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (سال دوم) پہلا پرچہ: قرآن مجید (ترجمہ وتفسیر)﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے

کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے بقیہ میں سے کوئی چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) مفسرین علیہما الرحمۃ کے حالات زندگی اور تفسیری خدمات پر نوٹ لکھیے؟ (۱۰)

(ب) اغراض مفسرین میں سے کوئی پانچ غرضیں ذکر کریں؟ (۵)

(ج) اپنی ذکر کردہ اغراض کو کلمات تفسیریہ میں انطباق (فٹ) کریں؟ (۱۰)

(د) آپ کے نصاب میں درجنوں سورتیں شامل تھیں ان میں سے دس سورتوں کے نام اور وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: ویوم یعض الظالم المشرك عقبة بن ابی معیط کان نطق بالشهادتین ثم رجع ارضاء لابی بن خلف علی یدیه ندما و تحسرافی یوم القیامة یقول یاللتنبیه لیتنی اتخذت مع الرسول محمد سبیلا طریقا الهدی

(الف) لفظی ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟ (۵)

(ب) نفس واقعہ کو اپنے لفظوں میں بیان کریں؟ (۵)

(ج) عبارت مذکورہ پر حرکات وسکنات لگا کر اعراب واضح کریں؟ (۵)

سوال نمبر 3: طسمہ الله اعلم بمراده تلك ای هذه الآیات آیات الکتاب القرآن والاضافة بمعنی من المبین المظهر الحق من الباطل. لعلك یا محمد باخع نفسك قاتلها غما من اجل الا یکونوا ای اهل مکة

مؤمنين ولعل هنا للاشفاق عليها بتخفيف هذا انعم .

(الف) تشکیل کلمات کریں؟ (حرکات وسکنات لگائیں) (۵)

(ب) تفسیری کلمات کی غرض بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: سورۃ شعراء میں بہت سارے انبیاء کرام اوران کی امتوں کے واقعات کا تذکرہ ہے۔

(الف) کل کتنے اورکون سے نبیوں کا ذکرخیراس سورت میں ہے؟ (۵)

(ب) کم از کم پانچ نبیوں کے حالات اور ان کی قوموں کے سلوک پر نوٹ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: الـذيـن يقيمون الصلوٰة يـأتـون بها علی وجهها ويؤتون يعطون الزكوة وهم بالآخرة هم يوقنون يعلمونها بالاستدلال (واعيدهم لما فصل بينه وبين الخبر)

(الف) تشکیل کلمات اورلفظی ترجمہ کریں؟ (۸)

(ب) بين القوسين عبارت میں ایک غرض نحوی وبلاغی کا تذکرہ ہے، وہ کیا ہے؟ (۷)

سوال نمبر 6: (الف) سورۂ نمل میں کتنے اورکون سے واقعات مذکورہ ہیں؟ تعداد و نام ذکرکریں؟ (۵)

(ب) تین واقعات کو آیات بینات کے تذکرے کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر جلالین﴾

سوال نمبر 1: (الف) مفسرین علیہما الرحمۃ کے حالات زندگی اورتفسیری خدمات پر نوٹ لکھئے؟

(ب) اغراض مفسرین میں سے کوئی پانچ غرضیں ذکرکریں اورانہیں کلمات تفسیریہ میں انطباق کریں؟

(ج) آپ کے نصاب میں درجنوں سورتیں شامل تھیں ان میں سے دس سورتوں کے نام اوروجہ تسمیہ لکھیں؟

جواب: (الف) حالات مفسرین: تفسیر جلالین چونکہ دو بزرگوں کی تصنیف کردہ تفسیر ہے ایک ہستی کا نام گرامی امام جلال الدین سیوطی جبکہ دوسرے بزرگ کا نام ہے ''جلال الدین محلی'' دونوں آئمہ کے حالات زندگی ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

ا- علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: عبدالرحمٰن، کنیت: ابوالفضل، لقب: جلال الدین، والد کا نام: ابوبکر کمال الدین، دادا کا نام: سابق الدین

سلسلہ نسب کچھ یوں ہوا: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر محمد کمال الدین بن سابق الدین بن عثمان فخر الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مصر میں دریائے نیل کی مغربی جانب ایک ''سیوط'' نامی شہر ہے اس کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو سیوطی کہا جاتا ہے۔ آپ یکم رجب المرجب 849ھ میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر بہت سی خصوصیات اورخوبیاں رکھی ہوئی تھیں۔ کمال کا ذہن عطا کیا تھا۔ آپ نے آٹھ سال سے

کم عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔ پھر آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کے لیے ممتاز شیوخ سے شرف تلمذ حاصل کیا اور چند سالوں میں ماہر علوم عقلیہ نقلیہ بن گئے خصوصاً علم حدیث میں تو آپ کو بلند اور عظیم مرتبہ حاصل تھا۔

ساری عمر علم دین کی شمعیں روشن کرتے رہے اور علم کے طالبوں کی پیاس بجھاتے رہے۔ بالآخر ہاتھ کے ورم میں مبتلا ہونے کی وجہ سے علم وحکمت کا یہ آفتاب 19 جمادی الاولیٰ 911ھ میں غروب ہوگیا۔

۲- جلال الدین محلی رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: محمد، لقب: جلال الدین، والد کا نام: احمد، دادا کا نام: محمد۔ آپ کا شجرہ نسب یوں ہے: جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

آپ شوال 791 ہجری میں پیدا ہوئے۔ محلّہ کبریٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو محلی کہا جاتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ نے ابتدائی عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کرلیا تھا' بعد ازاں علوم اسلامیہ حاصل کرنے کے لیے مختلف شیوخ سے کسب فیض کیا۔ اس طرح آپ نے مختصر عرصہ میں فقہ واصول وفرائض و دیگر فنون عقلیہ میں مہارت تامہ حاصل کرلی۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔ آخری سانس تک فروغ دین کے لیے کام کرتے رہے۔

ساری عمر آپ علم دین کی اشاعت وترویج کے لیے کوشاں رہے۔ بہت سے جید علماء و فضلاء آپ سے کسب فیض کرتے رہے۔ بالآخر علم دین کی کرنیں بکھیرتا ہوا یہ آفتاب 27 رمضان المبارک 864 ہجری کو غروب ہوگیا۔

(ب) اغراض مفسر اوران کا انطباق:

مفسرین علیہا الرحمۃ نے کئی اغراض کے لیے عبارات کو چلایا ہے۔ ان اغراض میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

☆ کہیں عبارت چلا کر آپ الف و لام کے تعین کی طرف اشارہ کرتے ہیں

جیسے: "ویوم یعض الظالم المشرك الخ" اس جگہ المشرك نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ الظالم پر الف لام عہد کا ہے۔

☆ کہیں مفعول محذوف ہوتا ہے تو عبارت لا کر اس کا اظہار فرمادیتے ہیں جس طرح: یوم یعض الظالم علی یدیه ندمًا و تحسرًا۔ اس مثال میں ندمًا اور تحسرًا لا کر یعض کے محذوف مفعول کی طرف اشارہ کردیا۔

☆ کہیں عبارت لا کر حرف کا تعین فرماتے ہیں جس طرح: "یقول یا لیتنی" اس آیت کریمہ میں حرف یاء کے بعد مفسر نے "للتنبیه" نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ یا حرف ندا نہیں ہے بلکہ حرف تنبیہ ہے۔

☆ کہیں آیت مبارکہ میں صرف اسم اشارہ کا ذکر ہوتا ہے تو مفسر عبارت لا کر اس کے مشارالیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس طرح: "طسم تلك ایات الکتاب" علامہ مفسر تلك کے بعد ھذہ الایات عبارت لائے تلك کے مشارالیہ کی طرف اشارہ کرنے کے لیے۔

☆ کہیں لفظ کے معنیٰ کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے: "یؤتون الزکوة" علامہ مفسر نے یوتون کے بعد یعطون نکالا۔ اس کے معنیٰ کو بیان کرنے کے لیے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی اغراض ہوتی ہیں مثلاً ضمیر کے مرجع کو بیان کرنا، مبتداء محذوف کی طرف اشارہ کرنا، عامل محذوف کی طرف اشارہ کرنا، مشکل صیغہ کو واضح کرنا، شان نزول بیان کرنا، سوال مقدر کا جواب دینا، مختلف قراءتیں بیان کرنا اور ترکیب نحوی کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(ج) دس سورتوں کے نام اوران کی وجہ تسمیہ:

۱- سورۃ الانبیاء: اس سورت میں چونکہ انبیاء کے قصص مذکور ہیں اس لیے اس کا نام سورہ انبیاء رکھا گیا۔

۲- سورۃ الحج: اس سورہ میں حج کا تذکرہ ہے، اسی نسبت سے اس کا نام سورۃ "الحج" رکھا گیا۔

۳- سورۃ المومنون: اس میں مومنوں اوران کی صفات کا ذکر ہے۔

۴- سورۃ النور: اس میں نور کا ذکر ہے۔

۵- سورۃ الفرقان: یہ سورت حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہے یعنی توحیداوراس کے دلائل پر مشتمل ہے۔

۶- سورۃ النمل: اس سورۃ میں چیونٹی کا ذکر ہے۔

۷- سورۃ القصص: اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی حکایات اوراخبار پر مشتمل ہے۔

۸- سورۃ العنکبوت: اس میں سورت مکڑی کا ذکر ہے۔

۹- سورۃ روم: اس سورت میں شہرروم کا ذکر ہے۔

۱۰- سورۃ البقرہ: اس سورت میں گائے کا ذکر ہے۔

سوال نمبر 2: ویوم یعض الظالم المشرك عقبة بن ابی معیط كان نطق بالشهادتين ثم رجع ارضاء لابی بن خلف علی يديه ندما و تحسرافی يوم القيامة يقول ياللتنبيه ليتنی اتخذت مع الرسول محمد سبيلا طريقا الهدى

(الف) لفظی ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟

(ب) نفس واقعہ کواپنے لفظوں میں بیان کریں؟

(ج) عبارت مذکورہ پرحرکات وسکنات لگا کراعراب واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اور (یاد کریں) اس دن کو (جس وقت) ظالم اپنے ہاتھ چبائے گا یعنی مشرک (اوروہ) عقبہ بن ابی معیط ہے جس نے شہادتین کا نطق کیا تھا اور پھر ابی بن خلف کوراضی کرنے کے لیے (گمراہی کی طرف) لوٹ گیا۔ قیامت کے دن حسرت اور ندامت کی وجہ سے وہ کہے گا (یا تنبیہ کے لیے ہے) کاش میں نے رسول محمد کے ساتھ ہدایت کا راستہ پکڑا ہوتا۔''

مفہوم: یہ آیت عقبہ بن ابی معیط کی بابت نازل ہوئی خواہ حکم اس کا عام ہے۔ عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا تھا پھر ابی بن خلف کواس کے ایمان کا پتہ چلا تو وہ اس کوڈانٹنے لگا۔ اس کوراضی کرنے کے لیے دوبارہ کفر کی طرف پلٹ گیا۔ اس کے

بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے کافر کو قیامت کے دن حسرت اور ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور یہی حسرت کرے گا: کاش میں نے دین محمدی کو نہ چھوڑا ہوتا تو آج مجھے یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

(ب) نفس واقعہ: عقبہ بن ابی معیط نے ایک دعوت کا انتظام کیا جس میں اس نے باقی لوگوں کے علاوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدعو کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعوت پر تشریف لے گئے تو وہاں فرمایا: میں تیرے گھر کا کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک تو اللہ کی وحدانیت اوراس کے رسول کی رسالت کو تسلیم نہ کرے گا۔ اس کو نا گوار گزرا کہ میرے گھر سے آپ کھانا کھائے بغیر جائیں۔ چنانچہ اس نے شہادتین کا اقرار کرلیا اور ایمان لے آیا۔ ابی بن خلف اس کا بڑا گہرا دوست تھا۔ جب اس کو پتہ چلا تو وہ کہنے لگا: جب تک تو ایمان کو نہ چھوڑے گا اس وقت تک میری تیری دوستی ختم۔ چنانچہ عقبہ نے ابی بن خلف کو راضی کرنے کے لیے پھر اسلام کو چھوڑ دیا اور کفر کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نزول کے اعتبار سے خاص ہے مگر حکم کے اعتبار سے عام ہے اور ہر کافر کو شامل ہے۔

سوال نمبر 3: طٰسٓمٓ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرٰدِهٖ تِلْكَ ای هٰذِهِ الْاٰيَاتُ آيَاتُ الْكِتَابِ الْقُرْآنِ وَالْاِضَافَةُ بِمَعْنٰی مِنَ الْمُبِيْنِ الْمُظْهِرِ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ ۔ لَعَلَّكَ يَا مُحَمَّدُ بَاخِعٌ نَفْسَكَ قَاتِلُهَا غَمًّا مِنْ اَجْلِ اَلَّا يَكُوْنُوْا ای اَهْلَ مَكَّةَ مُؤْمِنِيْنَ وَلَعَلَّ هُنَا لِلْاِشْفَاقِ عَلَيْهَا بِتَخْفِيْفِ هٰذَا الْغَمِّ ۔

(الف) تشکیل کلمات کریں (حرکات وسکنات لگائیں)؟

(ب) تفسیری کلمات کی غرض بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(ب) اغراض مفسر: علامہ مفسر نے طٰسٓمٓ کے بعد: **اللہ اعلم بمرادہ** عبارت لا کر اس بات کی طرف اشارہ کردیا، طٰسٓمٓ متشابہات میں سے ہے۔ اس کی مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا' اس لیے عام لوگوں کو ان کے بارے میں بحث نہیں

کرنا چاہیے۔ متشابہات میں واقع ہونے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

تلک کے بعد: ھٰذہ الایات نکال کر دو باتوں کی طرف اشارہ کر دیا: ایک تو یہ یہاں اسم اشارہ بعید بمعنی قریب ہے اور دوسرا اس کے مشار الیہ کی طرف اشارہ کر دیا جو کہ اس کی صفت ہے۔

القرآن نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا: الکتاب پر الف عہد کا ہے یعنی کتاب سے خاص کتاب یعنی قرآن مراد ہے مطلق کتاب مراد نہیں ہے۔ آیات کی الکتاب کی طرف اضافت ہو رہی اور اضافت چونکہ تین طرح کی ہوتی ہے تو علامہ مفسر نے بتا دیا کہ اس جگہ اضافت منی مراد ہے یعنی جہاں من مقدر ہوتا ہے۔ المظھر الخ نکال مبین کا معنی بیان کر دیا۔ یا محمد نکال کر یہ بتا دیا: لعلک سے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے ہے۔ قاتلھا الخ سے ایک تو باخع کا معنی بیان کرنا مقصود تھا اور دوسرا یہ بتانا مقصود ہے: الا یکونوا سے پہلے لفظ من مضاف محذوف ہے اور الا یکونوا الخ پورا جملہ مل کر مضاف الیہ ہے۔ اہل مکہ نکال کر یکونوا کے اندر پوشیدہ ضمیر کا مرجع بیان کر دیا۔ ولعل ھنا الخ نکال کر یہ بتا دیا کہ لعل اس جگہ تشکیک کے لیے نہیں ہے بلکہ مہربانی کے لیے ہے۔

سوال نمبر 4: سورۃ شعراء میں بہت سارے انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے واقعات کا تذکرہ ہے۔

(الف) کل کتنے اور کون سے نبیوں کا ذکر خیر اس سورت میں ہے؟

(ب) کم از کم پانچ نبیوں کے حالات اور ان کی قوموں کے سلوک پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) سورت شعراء میں کل نو انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر ہے۔

۱- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۲- حضرت موسیٰ علیہ السلام

۳- حضرت ہارون علیہ السلام ۴- حضرت ابراہیم علیہ السلام

۵- حضرت نوح علیہ السلام ۶- حضرت ہود علیہ السلام

۷- حضرت صالح علیہ السلام ۸- حضرت لوط علیہ السلام

۹- حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے سردار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت عام فیل کے اگلے سال 12 ربیع الاول بروز پیر شریف صبح کے وقت مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر چالیس برس کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم الٰہی اعلان رسالت فرمایا۔ لوگ آپ کے جانی دشمن بن گئے۔ ابتدائی تین سال تو آپ خفیہ طور پر دین الٰہی کی تبلیغ کرتے رہے۔ اس کے بعد علی الاعلان اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان فرماتے رہے۔ مشرکین مکہ آپ کے جانی دشمن بن گئے حتیٰ کہ باذن الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ پاک ہجرت فرمائی۔ مدینہ پاک میں نبی علیہ السلام نے تبلیغ اسلام کو جاری رکھا حتیٰ کہ اسلامی مجاہدین کی ایک فوج تیار ہوگئی۔ پھر غزوات کے ذریعے مسلمان مجاہدین نبی علیہ السلام کی سرپرستی میں ممالک اور علاقہ جات فتح کرتے گئے۔ نبی علیہ السلام نے عمر بھر دعوت حق کو جاری رکھا۔ آپ کی سیرت، کردار اور صورت دیکھ کر۔ کافر مسلمان ہو جاتے تھے مگر جن کے دلوں پر مہر لگ چکی تھی وہ ایمان نہ لائے۔ وقتاً فوقتاً وحی کا سلسلہ بھی جاری وساری رہتا حتیٰ کہ 23 سال کے عرصہ میں قرآن پاک کا نزول مکمل ہوا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرتے ہوئے 63 کی عمر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس ظاہری دنیا سے پردہ فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شفاعت سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب حد سے تجاوز کر گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لیے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ حضرت نوح علیہ السلام ان کو شرک سے روکتے رہے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے منع کرتے رہے مگر وہ لوگ آپ کی اتباع کرنے کی بجائے دشمن بنتے گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو 950 سال احکام الٰہی کی تبلیغ

کرتے رہے مگر اتنے لمبے عرصہ میں صرف 72 افراد ایمان لائے۔ ایک روایت کے مطابق 80 افراد جن میں نصف مرد اور نصف عورتیں تھیں۔ جب قوم سرکشی کی انتہاء کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ آپ علیہ السلام نے ایک کشتی تیار کی۔ جب کشتی تیار ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے تابعین اور فرمانبرداروں کو لے کر سوار ہو جاؤ۔ جب آپ اور آپ کے متبعین سوار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طوفان کی صورت میں عذاب نازل کیا۔ ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا۔ کشتی کے سواروں کے علاوہ سب کے سب غرق ہو گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

فرعون کی فرعونیت اپنے جوبن پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی فرعونیت کو ختم کرنے کے لیے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ ان دنوں فرعون کو انہوں نے خبر دی کہ تیری سلطنت میں بنی اسرائیل سے ایک لڑکا پیدا ہو گا جو تیری سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ تب سے فرعون کا ظلم اور بڑھ گیا۔ وہ بنی اسرائیل کے پیدا ہونے والے بچوں کو ذبح کرا دیتا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیا، وہ صندوق فرعون کے محلوں کے نیچے سے گزرا تو فرعون نے وہ صندوق پکڑ لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی پرورش میں رکھ لیا۔ یوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش فرعون کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کروائی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک بنی اسرائیل کو ایک قبطی کے ساتھ لڑتے دیکھا تو قبطی چونکہ زیادتی کر رہا تھا اس لیے آپ نے اسے مکا دے مارا جس سے وہ مر گیا۔ پھر آپ وہاں سے نکل پڑے حتیٰ کہ شعیب علیہ السلام کی بستی میں امن لیا۔ ادھر آپ نے کچھ سال ان کی نوکری کی تو اس کے بدلے میں حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ پھر اپنے علاقہ میں واپس گئے، تو راستے میں آپ کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ پھر بحکم الٰہی دوبارہ واپس گئے۔ وہاں سے فرعون کے بطلان اور اپنی حقانیت کو

ثابت کیا۔ بحکم الٰہی آپ نے بنی اسرائیل کو وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ جب وہاں سے چلے گئے تو فرعون نے آپ کا تعاقب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دریا میں راستے بنا دیے۔ فرعون اور اس کا لشکر بھی ان راستوں پر چل نکلا جب درمیان میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو اپنی اصلی حالت پر آ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ فرعون اور اس کا سب لشکر غرق ہو گئے۔

حضرت شعیب علیہ السلام:

مدین کے قریب ایک بستی تھی جس کا نام بن تھا اس میں بہت سے درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپ کو جھٹلا دیا۔ بن والے آپ کی قوم تو نہ تھے مگر جس طرح آپ کو آپ کی قوم نے جھٹلایا انہوں نے بھی آپ کی تکذیب کی۔ حضرت شعیب علیہ السلام ان کو فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اس کی اطاعت کرو ناپ تول پورا کرو اور حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو ان امور سے منع فرمایا۔ قوم نے آپ کو جھٹلا دیا اور کہا: تم پر تو جادو ہوا ہے، تم تو ہماری طرح آدمی ہو، تم کیسے نبی ہو سکتے ہو؟ اگر تو سچا ہے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسا دے۔ جب انہوں نے جھٹلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا۔ ایک ابر آیا وہ اس کے نیچے آ کر جمع ہو گئے، اس سے آگ برسی اور وہ سب جل گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام:

جب قوم لوط اپنی بدکاری میں انتہاء کو پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت لوط علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ فرمایا: اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو، کیونکہ اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نے انہیں فرمایا: تم مردوں سے بدفعلی نہ کیا کرو اور یہ برا فعل چھوڑ دو۔ اگر تمہیں اپنی خواہش پوری کرنا ہے تو اللہ نے تمہارے لیے عورتیں پیدا کی ہیں تم جائز طریقے سے اپنی خواہشوں کو پورا کرو۔ اگر تم ہمیں نصیحت کرنے سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں یہاں سے نکال دیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔

پھر آپ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی: اے میرے رب! مجھے اور میرے گھر والوں کو اس کام سے بچا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی' آپ کو نجات بخشی اور دوسروں کو ہلاک کر دیا۔ ان پر پتھروں کی یا گندھک کی یا آگ کی برسات کر کے ان کو ہلاک کر دیا۔

سوال نمبر 5: اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یَأْتُوْنَ بِھَا عَلٰی وَجْھِھَا وَیُؤْتُوْنَ یُعْطُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ یَعْلَمُوْنَھَا بِالْاِسْتِدْلَالِ (وَاُعِیْدَھُمْ لِمَا فُصِّلَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْخَبَرِ)

(الف) تشکیل کلمات اور لفظی ترجمہ کریں؟

(ب) بین القوسین عبارت میں ایک غرض نحوی و بلاغی کا تذکرہ ہے، وہ کیا ہے؟

جواب: (الف): عبارت پر اعراب او پر لگا دیے گئے ہیں۔ ترجمہ درج ذیل ہے:

وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی اس کو اس کے طریقے پر ادا کرتے ہیں' زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں یعنی جانتے ہیں اس کو دلیل کے ساتھ۔ ھم کا اعادہ کیا گیا ہے' کیونکہ اس کے اور اس کی خبر کے درمیان فاصلہ آ گیا ہے۔

(ب) نحوی و بلاغی غرض:

یہاں سے مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ ھم مبتدا ہے اور یوقنون اس کی خبر ہے۔ ھم مبتدا کو دو دفعہ ذکر کیا ہے وہ اس لیے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان بالآخرۃ کا فاصلہ آ گیا تھا تو فاصلہ آ جانے کی وجہ سے ھم کا ذکر دوبارہ کیا گیا۔ بلاغی غرض یہ ہے کہ اس جگہ مسند الیہ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو کہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے اور حکم کو پختہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) سورۂ نمل میں کتنے اور کون سے واقعات مذکورہ ہیں؟ تعداد و نام ذکر کریں۔

(ب) تین واقعات کو آیات بینات کے تذکرے کے ساتھ تفصیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) تعداد واقعات:

سورۂ نمل میں 10 واقعات مذکور ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ۲- واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام

۳- واقعہ قوم لوط ۴- واقعہ قوم ثمود

۵- واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام ۶- واقعہ نبی علیہ السلام

۷- واقعہ سیر جبل یوم القیامۃ۔ باقی واقعات حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ سے ماخوذ ہیں یعنی ۸- واقعہ ہدہد ۹- واقعہ آصف بن برخیا

۱۰- واقعہ مجیبت بلقیس

(ب) تین واقعات:

حضرت سلیمان علیہ السلام جب جنوں، انسانوں اور پرندوں کا لشکر لے کر چیونٹیوں کے نالے پر آئے۔ وہاں چیونٹیوں کی کثرت تو ایک چیونٹی جو کہ ان کی ملکہ تھی، نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ کہیں تمہیں سلیمان اور اس کا لشکر کچل نہ ڈالے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کی یہ بات چھ میل کی مسافت سے سن کر مسکرا پڑے۔ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت ذکر فرمایا:

"حَتّٰی اِذَآ اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَۃٌ یّٰاَیُّھَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُہٗ وَھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○ فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِھَا"

واقعہ نمبر 2

برخیا کے آنکھ جھپکنے سے پہلے حضرت آصف بن برخیا کے تخت لانے والا واقعہ بھی بہت مشہور ہے۔ جب بلقیس کا قاصد بلقیس کے بھیجے ہوئے ہدیے لے کر واپس ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اے درباریو! تم میں سے کون بلقیس کا تخت میرے پاس جلدی جلدی لائے گا؟ ایک عفریت (جن) بولا: میں آپ کے اپنی جگہ سے کھڑا ہونے

سے پہلے پہلے لے آؤں گا۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس سے پہلے چاہیے چنانچہ حضرت آصف بن برخیا عرض نے کیا: میں آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے لے آؤں گا۔ سو وہ لے آئے جس طرح قرآن مجید میں ارشاد ہے: قَالَ الَّذِىْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ

واقعہ نمبر 3

حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ ان آیات مبارکہ میں مذکور ہے:

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم لوگ ایسی برائی میں مبتلا ہو جس میں کوئی قوم مبتلا نہیں ہوئی۔ تم لوگ عورتوں سے خواہشات پوری کرنے کے بجائے مردوں سے کرتے ہو۔ اس لیے تم نہایت نافرمان اور برے لوگ ہو۔ آپ کی قوم کے پاس اس کے علاوہ کوئی جواب نہیں تھا کہ تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ اور وہ لوگ نہایت نافرمان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر آسمان عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا جبکہ بیوی کے علاوہ حضرت لوط علیہ السلام کے تمام اہل خانہ کو اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ ظالم و نافرمان لوگوں کا انجام قابل عبرت ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے) دوسرا پرچہ: حدیث و ادب عربی﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: القسم الاول سے کوئی تین سوال حل کریں اور القسم الثانی کے دونوں سوال حل کریں۔

﴿القسم الاول...... الحديث الشريف﴾

سوال نمبر 1: عن حذيفة قال: يدرس الاسلام كما يدرس وشى الثوب ولايبقى الا شيخ كبير أو عجوز فانية يقولون قدكان قوم يقولون لا اله الا الله وهم لايقولون: لا اله الا الله .

(i) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟ (۱۰)

(ii) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی کریں؟ (۴)

(iii) اگر تقدیر میں لکھا جا چکا تو عمل کی کیا ضرورت؟ (۶)

سوال نمبر 2: عن ابن عباس أن رسول الله مربشاة ميتة لسودة فقال ما على أهلها لو انتفعوا باهابها فسلخوا جلد الشاة فجعلوه سقاء فى البيت حتى صارت مشنا .

(i) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟ (۸)

(ii) والتسليم تحليلها ۔ اگر کوئی شخص سلام کے علاوہ کسی فعل کے ساتھ نماز سے خروج کرے تو کیا حکم ہے؟ (۶)

(iii) شوافع و احناف کے موقف مع دلائل زینت قرطاس بنائیں؟ (۶)

سوال نمبر 3: عن أم عطية تقول رخص للنساء فى الخروج الى العيدين

حتی لقد كانت البكر ان تخرجان فی الثوب الواحد حتی لقد كانت الحائض تخرج فتجلس فی عرض الناس يدعون ولا يصلين ۔

(i) ترجمہ لکھیں اور اعراب سے مزین کریں؟ (۱۰)

(ii) بكر و بصلاة العصر: نماز عصر کا وقت مستحب کیا ہے؟ حدیث کا ظاہر آپ کے موقف کی تائید نہیں کرتا تو اس کی توجیہ کیا ہے؟ (۶)

(iii) احناف کے نزدیک نماز میں تسمیہ سراً پڑھی جاتی ہے اس پر کوئی دلیل پیش کریں؟ (۴)

سوال نمبر 4: عن أم هانی رضی الله عنها أن النبی صلی الله عليه وسلم يوم فتح مكة وضع لامته ودعا بماء فصبه عليه ثم دعا بثوب واحد فصلی فيه زادفی رواية متوحشا ۔

(i) ترجمہ کریں؟ اور اعراب لگائیں؟ (۱۰)

(ii) ان النبی صلی الله عليه وسلم نهی عن يوم الوصال وصوم الصمت: صوم وصال اور صوم صمت کی تشریح کریں نیز ان کا حکم مع وجہ تحریر کریں؟ (۱۰)

﴿القسم الثانی ...... الادب العربی﴾

سوال نمبر 5: کوئی سے پانچ اشعار کا ترجمہ وتشریح تحریر کریں؟ (۲۰)

وقوفا بها صحبی علی مطيهم   يقولون لاتهلك أسی وتجمل

وان تك قد ساء تك منی خليقة   فسلی ثيابی من ثيابك تنسل

وكشح لطيف كالجديل مخصر   وساق كانبوب السقی المذلل

ضليع اذا استدبرته سد فرجه   بضاف فويق الارض ليس باعزل

لها مرفقان افتلان كأنها   تمر بسلمی دالج متشدد

وان تلتق الحی الجميع تلاقنی   الی ذروة البيت الكريم المصمد

تبصر خليلی هل تری من ظعائن   يتحملن بالعلياء من فوق جرثم

فأصبح يهدی فيهم من تلادكم   مغانم شتی من افال مزنم

ومن يجعل المعروف من دون عرضه   يفره ومن لا يتق الشتم يشتم

ومن يغترب يحسب عدوا صديقه   ومن لا يكرم نفسه لا يكرم

سوال نمبر 6: درج ذیل الفاظ میں سے کسی 5 کی صرفی تحلیل وتحقیق کریں؟ (۲۰)

اَرْخِیْ، مُخْلَنْخَل، تَمَطّٰی، دَرِیْر، اَمُوْن، اِسْتَكَنَّا، تَزُدْ، يَمْتَلِلَنَّ، لَا تَجْعَلِيْنِی، اسْطَعْتَ

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی

حصہ اول: حدیث شریف

سوال نمبر 1: عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ وَلَا يَبْقَى إِلَّا شَيْخٌ كَبِيْرٌ أَوْ عَجُوْزٌ فَانِيَةٌ يَقُوْلُوْنَ قَدْ كَانَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ لَا يَقُوْلُوْنَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۔

(الف) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب نحوی کریں؟

(ج) اگر تقدیر میں لکھا جا چکا تو عمل کی کیا ضرورت؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں، ترجمۃ الحدیث ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام ہلکا پڑ جائے گا جیسا کہ کپڑے کے نقش ونگار ختم ہو جاتے ہیں اور نہیں باقی رہے گا مگر بہت بوڑھا یا قریب المرگ بڑھیا۔ وہ کہیں گے کہ ایک قوم تھی جو کہتی تھی: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور وہ خود لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنے والے نہ ہوں گے۔"

(ب) ترکیب نحوی:

لَا يَبْقَى إِلَّا شَيْخٌ كَبِيْرٌ: لا یبقی فعل منفی مضارع معروف الا حرف استثناء شیخ موصوف کبیر صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر مستثنیٰ مفرغ بعدہ فاعل۔ یبقی

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(ج) ضرورت عمل کی وجہ:

تقدیر میں جو لکھا جا چکا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے جان کر بندوں کے افعال کو پہلے سے ہی درج فرما دیا ہے یعنی بندوں نے جو جو کام کرنے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے جان کر وہ پہلے ہی لکھ دیے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ ہر فعل اپنے اختیار سے کر رہا ہے۔ بندہ اپنے افعال میں مختار ہے جیسا چاہے کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو صفت اختیار پر پیدا فرمایا ہے۔

اور رہی بات عمل کرنے کی...... تو عمل کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

اچھے اعمال کرے گا تو اچھی جزاء پائے گا اور اگر برے اعمال کرے گا تو بری سزا پائے گا۔ نیز اچھے اعمال کرنے سے جنت میں بلند مراتب حاصل کرے گا اور آخرت میں کڑے حساب سے محفوظ رہے گا۔ جیسا دنیا میں کرو گے آخرت میں ویسا ہی بھرو گے۔

سوال نمبر 2: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ لِسَوْدَةَ فَقَالَ مَا عَلٰى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِإِهَابِهَا فَسَلَخُوْا جِلْدَ الشَّاةِ فَجَعَلُوْهُ سِقَاءً فِي الْبَيْتِ حَتّٰى صَارَتْ شَنًّا ۔

(الف) ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں؟

(ب) والتسلیم تحلیلها۔ اگر کوئی شخص سلام کے علاوہ کسی فعل کے ساتھ نماز سے خروج کرے تو کیا حکم ہے؟

(ج) شوافع واحناف کے مؤقف مع دلائل زینت قرطاس بنائیں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے اب ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ ترجمہ درج ذیل ہے:

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جو حضرت سودۃ رضی اللہ عنہا کی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بکری والوں کو کیا ہے؟ کاش! وہ اس کے چمڑے کے ساتھ نفع حاصل کرتے۔ پس انہوں نے بکری کی کھال اتاری اور اس سے گھر کے لیے مشکیزہ بنالیا' حتیٰ کہ وہ پرانا ہو گیا۔"

(ب) نماز سے خروج کا مسئلہ: اگر کوئی شخص سلام کے علاوہ کسی اور فعل سے نماز سے نکلتا ہے تو اس کی نماز یعنی فرض ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، کیونکہ لفظ سلام کہنا فرائضِ صلوٰۃ سے نہیں بلکہ واجب ہے۔

(ج) لفظ سلام کہنے میں اختلاف آئمہ فقہ:

اس مسئلہ میں احناف اور شوافع کا اختلاف ہے کہ آیا "سلام" کہنا فرض ہے یا واجب؟

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے باہر نکلنے کے لیے سلام کہنا فرض ہے واجب نہیں۔

دلیل: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہی حدیث پاک ہے: "والتسلیم تحلیلھا" یعنی نماز کی وجہ سے جو کام حرام ہوئے تھے سلام کہنے سے وہ حلال ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا جس طرح تکبیر تحریمہ کہنے سے وہ سارے کام حرام ہو جاتے ہیں جو نماز سے پہلے حلال تھے تو تکبیر تحریمہ فرض ٹھہری۔ اسی طرح سلام کی وجہ سے وہ امور حلال ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا سلام کہنا بھی تکبیر تحریمہ کی طرح فرض ٹھہرا۔

احناف کا مؤقف: عند الاحناف سلام کہنا فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا قلت ھذا او قضیت ھذا فقد قضت صلاتك"

اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا ہے اور اختیار فرض کے

منافی ہے، لہٰذا سلام فرض نہیں ہے۔ البتہ واجب ضرور ہے۔

سوال نمبر3: عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ تَقُوْلُ رُخِّصَ لِلنِّسَاءِ فِي الْخُرُوْجِ اِلَى الْعِيْدَيْنِ حَتّٰى لَقَدْ كَانَتِ الْبِكْرَانِ تَخْرُجَانِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ حَتّٰى لَقَدْ كَانَتِ الْحَائِضُ تَخْرُجُ فَتَجْلِسُ فِيْ عَرَضِ النَّاسِ يَدْعُوْنَ وَلَا يُصَلِّيْنَ ۔

(الف) ترجمہ لکھیں اور اعراب سے مزین کریں؟

(ب) بکر و بصلاۃ العصر: نماز عصر کا وقت مستحب کیا ہے؟ حدیث کا ظاہر آپ کے موقف کی تائید نہیں کرتا تو اس کی توجیہ کیا ہے؟

(ج) احناف کے نزدیک نماز میں تسمیہ سراً پڑھی جاتی ہے اس پر کوئی دلیل پیش کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

"حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عورتوں کو عیدین کی طرف نکلنے کی اجازت دی گئی یہاں تک کہ دو کنواری لڑکیاں ایک ہی کپڑے میں نکلتی تھیں حتیٰ کہ حیض والی بھی نکلتیں تو وہ لوگوں کے ایک طرف میں بیٹھ جاتیں وہ صرف دعا کرتیں نماز نہ پڑھتیں۔"

(ب) نماز عصر کا مستحب وقت:

نماز عصر کو سورج کے متغیر ہونے تک مؤخر کرنا مستحب ہے اور بادلوں کے دنوں میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مذکورہ حدیث کی توجیہہ:

یہ حدیث بادلوں کے دنوں پر محمول ہے یعنی بادلوں کے دنوں میں جلدی کرو ورنہ تغیر شمس تک تاخیر مستحب ہے۔

(ج) سرا تسمیہ کہنے پر دلیل:

بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا چاہیے، اس پر دلیل یہ روایت ہے: "ابو حنیفہ عن حماد

عن انس قال كان النبی صلی الله عليه وسلم و ابوبكر و عمر لا يجهرون ببسم الله الرحمن الرحيم ۔" یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بسم اللہ بلند آواز سے نہیں کہتے تھے۔

سوال نمبر 4: عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فُتِحَ مَكَّةَ وَضَعَ لَامَتَهُ وَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَصَلّٰى فِيْهِ زَادَ فِیْ رِوَايَةٍ مُتَوَحِّشًا ۔

(الف) ترجمہ کریں؟ اور اعراب لگائیں؟

(ب) ان النبی صلی الله عليه وسلم نهی عن يوم الوصال وصوم الصمت: صوم وصال اور صوم صمت کی تشریح کریں نیز ان کا حکم مع وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی زرہ رکھی اور پانی منگوایا پس اس کو اپنے اوپر ڈالا پھر ایک کپڑا منگوایا اور اس میں نماز پڑھی۔ ایک دوسری روایت میں اس کو لپیٹنے کا ذکر بھی ہے"۔

(ب) صوم وصال اور اس کا حکم:

صوم وصال کا مطلب ہے کہ مسلسل روزے رکھنا اور سحری و افطاری کے وقت کھانا نہ کھایا جائے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ یہ منع ہے۔ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر وصال کے روزے رکھنا شروع کر دیے۔ چند دنوں میں ان کی حالت بہت کمزور ہو گئی۔ آپ نے سبب پوچھا تو انہوں نے کہا: ہم آپ کی پیروی میں وصال کے روزے رکھتے

ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے میری مثل کوئی نہیں ہے مجھے میرا رب کھلاتا بھی ہے پلاتا بھی ہے۔ لہٰذا آپ نے منع فرما دیا۔

صوم صمت اور اس کا حکم: صوم صمت یعنی چپ کا روزہ یہ ہے کہ کسی سے کوئی بات نہ کرنا۔ یہ بھی منع ہے۔ اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عیسائیوں سے مشابہت لازم آتی ہے۔

القسم الثانی ...... الادب العربی

سوال نمبر 5: کوئی سے پانچ اشعار کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں؟

وقوفا بها صحبی علی مطيهم ۔۔۔ يقولون لاتهلك أسی وتجمل

وان تك قد ساء تك منی خليقة ۔۔۔ فسلی ثيابی من ثيابك تنسل

وكشح لطيف كالجديل مخصر ۔۔۔ وساق كانبوب السقی المذلل

ضليع اذا استدبرته سد فرجه ۔۔۔ بضاف فويق الارض ليس باعزل

لها مرفقان افتلان كأنها ۔۔۔ تمر بسلمی دالج متشدد

وان تلتق الحی الجميع تلاقنی ۔۔۔ الی ذروة البيت الكريم المصمد

تبصر خليلی هل تری من ظعائن ۔۔۔ يتحملن بالعلياء من فوق جرثم

فأصبح يهدی فيهم من تلادكم ۔۔۔ مغانم شتی من افال مزنم

ومن يجعل المعروف من دون عرضه ۔۔۔ يقره ومن لا يتق الشتم يشتم

ومن يغترب يحسب عدوا صديقه ۔۔۔ ومن لا يكرم نفسه لا يكرم

جواب: ترجمة الاشعار و تشريحها

۱- میں رو رہا تھا درانحال کہ کھڑی تھیں میرے پاس میرے دوستوں کی سواریاں، وہ کہتے تھے کہ تو غم کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جانا اور تحمل مزاجی کا مظاہرہ کر۔

یعنی میں پریشان تھا اور بہت غمگین تھا، حتیٰ کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور

میرے ساتھی بھی میرے پاس تھے اور وہ مجھے صبر کی نصیحت کر رہے تھے۔

۲- (اے محبوبہ!) اگر تجھے بری لگی ہے میری طرف سے کوئی عادت تو علیحدہ کر لے تو میرے کپڑوں کو اپنے کپڑوں سے اور پریشانی سے آزاد ہو جا۔

یعنی اگر تجھے میرے ساتھ رہنا اچھا نہیں لگتا تو اپنا راستہ الگ کر لے مجھے میری حالت پر چھوڑ دے۔

۳- اور ظاہر کی اس (محبوبہ) نے اپنی نازک اور پتلی کمر جو اونٹ کی نکیل کی مثل باریک ہے۔ اور پنڈلی کو جو پانی میں اگنے والے پودے کی طرح نرم و نازک ہے۔ (اس شعر میں شاعر اپنی محبوبہ کی تعریف کر رہا ہے)

۴- چوڑے سینے، چوڑی پسلیوں والا جب تو اس کو پیچھے سے دیکھے اور اس کی دم گھنے بالوں والی ہے۔ زمین سے تھوڑی اوپر اور ٹیڑھی نہیں ہے۔

شاعر اس میں اپنے گھوڑے کی تعریف کر رہا ہے کہ خوب موٹا تازہ ہے اور عمدہ گھوڑے کی تمام خصوصیات اس میں موجود ہیں۔

۵- اس کے دو بازو ہیں۔ اس کی پہلوؤں کی ہڈیاں اس قدر دور ہیں کہ چلتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے: کوئی ڈول سے پانی نکالنے والا قوی آدمی دو ڈول ہاتھوں میں تھامے چل رہا ہے۔

اس شعر میں شاعر اپنی اونٹنی کی تعریف کر رہا ہے کہ بہت طاقت والی ہے۔

۶- اور اگر تمام قبیلے ملاقات کریں تو تیری ملاقات مجھ سے اس حال میں ہو گی کہ میرا تعلق اس اعلیٰ خاندان سے ہو گا جو شریف اور اخلاق سے مزین ہے۔

لوگ بھلائی لینے ان کی طرف آتے ہیں۔

شاعر اس شعر میں اپنی تعریف و مدح کر رہا ہے۔

۷- تو دیکھ میرے دوست کیا دیکھی تو نے کوئی ہودج نشین عورتوں سے کہ اٹھایا انہوں نے قبیلہ جرثم کے بلند مقام سے اپنا سامان سفر۔

۸- اور جو شخص اپنی عزت بچانے کے لیے نیکی کرتا ہے تو وہ اس کو بچا لیتا ہے۔

اور جو گالی سے نہیں بچتا اس کو گالی دی جاتی ہے۔

(گویا جیسا کرو گے ویسا بھرو گے)

۹- اور جو مسافر ہو وطن سے دور ہو وہ دشمن کو اپنا دوست گمان کرتا ہے اور جو اپنے آپ کی عزت نہیں کرواتا اس کی عزت نہیں کی جاتی۔ یعنی اگر انسان کسی دوسرے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو لوگ بھی اس کی قدر کرتے ہیں۔

سوال نمبر6: درج ذیل الفاظ میں سے کسی 5 کی صرفی تحلیل وتحقیق کریں؟

اَرْخِي: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ

مُخَلْخَلٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب تفعللة

تَمَطّي: صیغہ واحد غائب فعل ماضی معروف ناقص یائی از باب تفعّل

اَمُوْن: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ

اِسْتَكَنَّا: صیغہ تثنیہ مذکر غائب فعل ماضی معروف از باب استفعال

يَمْتَلِلْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب فعل مضارع معروف از باب افتعال

لَا تَجْعَلْنِي: صیغہ واحد مذکر فعل نہی حاضر معروف از باب فَتَحَ يَفْتَحُ

اِسْتَطَعْتَ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف از باب استفعال

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باکستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے) تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے، باقی چار میں سے کوئی دو حل کریں۔

سوال نمبر 1: وسنن الطهارة غسل اليدين قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضی من نومه لقوله عيه السلام اذا استيقظ أحدکم من منام فلا يخمسن يده فی الاناء حتی يغسلها ثلثافانه لايدری أينَ باتت يده ولأن اليدألة التطهير فتست البداية بتنظيفها ۔

(i) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟ 10

(ii) مذکورہ عبارت میں، اذا استيقظ المتوضی من نومه کی قید کا فائدہ بتائیں اور واضح کریں کہ ہاتھ دھونے کی مقدار کیا ہے؟ نیز "مضمضه اور استنشاق" کی تشریح سپرد قلم کریں؟ 5

(iii) صاحب ہدایہ نے وضو کی سنتیں بیان کی ہیں وہ تحریر کریں؟ 5

سوال نمبر 2: تطهير النجاسة واجب من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی يصلی عليه لقوله تعالٰی (وثيابك فطهر) وقال عليه السلام حتيه ثم اقرصيه ثم اغسليه ولا تضرك أثره واذا وجب التطهير فی الثوب وجب فی البدن والمکان لأن الاستعمال فی حالة الصلوة يشمل الکل ۔

(i) اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟ 5

(ii) وہ کون سی اشیاء ہیں، جن سے نجاست زائل کرنا جائز ہے؟ اس بارے میں

اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ 10

(iii) نجاست غلیظہ وخفیفہ کی وضاحت کریں نیز ہر ایک کی وہ مقدار بیان کریں جس کی موجودگی میں نماز جائز ہے اور کیوں؟ 15

سوال نمبر 3: الجماعة سنة مؤکدة لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهدی لايتخلف عنها الا منافق و أولی الناس بالامامة أعلمهم بالسنة ۔

(i) عبارت کا اردو ترجمہ کریں؟ 5

(ii) امامت نماز کے لیے حقداران کی ترتیب مع الدلائل بیان کریں نیز جن کی امامت مکروہ ہے ان کو بیان کریں؟ 15

(iii) اگر مقتدی ایک ہو تو وہ کہاں کھڑا ہو؟ شیخین اور امام محمد رحمہم اللہ کا مؤقف اور شیخین کی دلیل بیان کریں؟ 10

سوال نمبر 4: اذا أکل الصائم أو شرب أو جامع ناسياً لم يفطر ۔

(i) مذکورہ بالا صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹنے کی کیا وجہ ہے؟ تفصیلاً وضاحت مع الدلائل ذکر کریں۔ نیز بتائیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف کیا ہے؟ 10

(ii) روزہ توڑنے والی تمام صورتیں سپرد قلم کریں؟ 10

(iii) روزہ کی اقسام بیان کرتے ہوئے ہر ایک کی نیت کا صحیح وقت بیان کریں؟ 10

سوال نمبر 5: (i) نماز جمعہ کی شرائط بیان کریں؟ 15

(ii) نماز خوف کا طریقہ مفصل بیان کریں؟ 15

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے دس سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟ 20

۱- ہدایہ کے مصنف کا نام تحریر کریں؟ ۲- ہدایہ کی دو شرحوں کے نام تحریر کریں۔
۳- تیمم کا لغوی معنی کیا ہے؟ ۴- فقہ حنفی میں طرفین سے مراد کون ہیں؟
۵- المسح علی الخفين کا معنی لکھیں؟ ۶- حیض اور استحاضہ میں کیا فرق ہے؟

۷-صلوات خمسہ کے لیے اذان فرض ہے، واجب ہے، سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟

۸-شہید کی تعریف لکھیں؟ ۹-جس کے پاس ستر عورت کے لیے کپڑا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟

۱۰-زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ ۱۱-صاحب ہدایہ نے فرائض نماز کی تعداد بیان کی ہے، 8،7،6؟

۱۲-بھول کر کلام کرنے سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز باطل ہو گی یا نہیں؟

۱۳-مرد کے لیے سنت کفن کتنے اور کون کون سے کپڑے ہیں؟

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال اول) برائے طلباء بابت 2014ء

تیسرا پرچہ: فقہ

سوال نمبر 1: وَسُنَنُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ اِدْخَالِهِمَا فِی الْاَنَاءِ اِذَا اسْتَيْقَظَ الْمُتَوَضِّئُ مِنْ نَوْمِهَا لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِ فَلَا يَغْمِسَنَّ يَدَهٗ فِی الْاَنَاءِ حَتّٰی يَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِیْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ وَلِاَنَّ الْيَدَ اٰلَةُ التَّطْهِيْرِ فَلْسَنَّ الْبَدَايَةُ بِتَنْظِيْفِهَا۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) مذکورہ عبارت میں، اذا استیقظ المتوضی من نومہ کی قید کا فائدہ بتائیں اور واضح کریں کہ ہاتھ دھونے کی مقدار کیا ہے؟ نیز ''مضمضہ اور استنشاق'' کی تشریح سپرد قلم کریں؟

(ج) صاحب ہدایہ نے وضو کی سنتیں بیان کی ہیں وہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

''اور طہارت یعنی وضو کی سنتیں: دونوں ہاتھوں کو ان کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھونا جب وضو کرنے والا اپنی نیند سے بیدار ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم سے کوئی اپنی نیند سے جاگے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے حتیٰ کہ اس کو تین مرتبہ دھولے' کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے اور اس لیے کہ ہاتھ پاکی حاصل کرنے کا آلہ ہے۔ سنت قرار دیا گیا ہے کہ اس کو صاف کر کے ابتداء کی جائے۔''

(ب) اذا استیقظ المتوضی من نومہ کی قید کا فائدہ:

اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ جب متوضی جاگتا ہو تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ میرا ہاتھ پاک و صاف ہے یا نہیں۔ نیند کی حالت میں اسے معلوم نہیں ہوتا اس لیے دھونے کا حکم دیا۔ حدیث پر عمل کرنے کے لیے بھی اس قید کا اضافہ کیا گیا ہے۔

ہاتھ دھونے کی مقدار: وضو کرنے کے لیے ابتدائے وضو میں کلائیوں تک اور جب وضو کا فرض ادا کرنا ہو تو کہنیوں سمیت دھونا چاہئے۔

مضمضۃ اور استنشاق: کلی کرنے کو مضمضہ کہتے ہیں جبکہ ناک میں پانی ڈالنے کو استنشاق کہتے ہیں۔ تین بار کلی کرنا سنت ہے اور تین ہی دفعہ ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔ دونوں کام کرتے وقت مبالغہ کرنا یعنی کلی اس طرح کرنا کہ حلق تک پانی پہنچ جائے اور ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہنچانا بھی سنت ہے۔

وضو کی سنتیں: صاحب ہدایہ نے وضو کی آٹھ سنتیں بیان کی ہیں:

۱-دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا۔ ۲-ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا
۳-مسواک کرنا۔ ۴-کلی کرنا۔ ۵-ناک میں پانی ڈالنا
۶-دونوں کانوں کا مسح کرنا۔ ۷-داڑھی کا خلال کرنا۔ ۸-انگلیوں کا خلال کرنا

سوال نمبر2: تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي عليه لقوله تعالى (وثيابك فطهر) وقال عليه السلام حتيه ثم اقرصيه ثم اغسليه ولا تضرك أثره واذا وجب التطهير في الثوب وجب في البدن والمكان لأن الاستعمال في حالة الصلوة يشمل الكل.

(الف) اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) وہ کون سی اشیاء ہیں، جن سے نجاست زائل کرنا جائز ہے؟ اس بارے میں اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

(ج) نجاست غلیظہ و خفیفہ کی وضاحت کریں نیز ہر ایک کی وہ مقدار بیان کریں جس کی موجودگی میں نماز جائز ہے اور کیوں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: ''نجاست کو زائل کرنا واجب ہے نمازی کے بدن سے، اس کے کپڑے سے اور اس جگہ سے جس پر اس نے نماز پڑھنی ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور اپنے کپڑوں کو پاک کریں''۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''اسے رگڑ پھر اسے کھرچ پھر اسے دھو ڈال اور نشان کا باقی رہنا تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا۔'' کپڑے میں پاکی ضروری ہے تو پھر بدن اور اس جگہ میں بھی پاکی ضروری ہے' کیونکہ نماز کی حالت میں استعمال سب کو شامل ہے۔

(ب) نجاست زائل کرنیوالی اشیاء:

پانی اور ہر بہنے والی پاک چیز جس سے نجاست زائل ہو جائے۔ جیسے: سرکہ، گلاب کا عرق وغیرہ سے نجاست کو دور کرنا جائز ہے۔ امام محمد، امام زفر اور امام شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں: پانی کے علاوہ کوئی مطہر نہیں ہے' جبکہ شیخین یعنی امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ فرماتے ہیں: ہر مائع اور طاہر چیز سے نجاست کو زائل کرنا جائز ہے، کیونکہ ان سے نجاست اپنی جگہ سے اکھڑ جاتی ہے۔

(ج) نجاست غلیظہ کی تعریف:

ہر وہ چیز کہ جس کے نجس ہونے کے بارے میں نص وارد ہو اور اس کے معارض کوئی نص وارد نہ ہو تو وہ نجاست غلیظہ ہے جیسے: شراب' خون کا قطرہ اور پاخانہ وغیرہ۔

نجاست خفیفہ: ہر وہ چیز کہ جس کے نجس ہونے کے بارے میں کوئی نص وارد ہو اور اس کے معارض بھی نص وارد ہو' نجاست خفیفہ کہلائے گی جیسے: مایوکل لحمہ، کا پیشاب۔

مقدار کا بیان: نجاست غلیظہ اگر کپڑے یا بدن کے کسی عضو کو لگ جائے اور اس حصہ کے چوتھائی یا اس سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے' کیونکہ قلیل بالاجماع جائز

ہے اور قلیل کا اندازہ درہم کی مقدار ہے۔ نجاست جب تک کپڑے کے چوتھائی حصہ کو نہ پہنچ جائے تو اس وقت تک جائز ہے اور اگر چوتھائی کو پہنچ جائے تو جائز نہیں ہے۔ چوتھائی حصہ کثیر کے حکم میں ہے اور چوتھائی سے کم قلیل کے حکم میں ہے اور قلیل معاف ہے بالاجماع۔

سوال نمبر 3: الجماعة سنة مؤكدة لقوله عليه السلام الجماعة من سنن الهدى لايتخلف عنها الا منافق و أولى الناس بالامامة أعلمهم بالسنة ـ

(الف) عبارت کا اردو ترجمہ کریں؟

(ب) امامت نماز کے لیے حقداران کی ترتیب مع الدلائل بیان کریں نیز جن کی امامت مکروہ ہے ان کو بیان کریں؟

(ج) اگر مقتدی ایک ہو تو وہ کہاں کھڑا ہو؟ شیخین اور امام محمد رحمہم اللہ کا مؤقف اور شیخین کی دلیل بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: جماعت سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت سنن ہدیٰ میں سے ہے، نہیں پیچھے رہتا اس سے مگر منافق اور لوگوں میں سے امامت کا زیادہ حقدار ان میں سے وہ ہے' جو سنت کا زیادہ عالم ہے۔

(ب) حقدارانِ امامت:

لوگوں میں سے سب سے پہلے امامت کا حقدار وہ شخص ہے' جو سنت کو زیادہ جانتا ہو یعنی علم فقہ وعلم شرائع کو' کیونکہ فقہ اور علم شرائع کو جاننے والا دوسروں سے بہتر ہے۔

اگر تمام مساوی ہوں یعنی عالم بالسنۃ ہوں تو پھر دوسرے نمبر پر وہ ہے' جو ان میں سے زیادہ قاری ہو' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"چاہیے کہ قوم کی امامت وہ شخص کروائے جو ان سے زیادہ کتاب اللہ کا قاری ہو۔ اگر تمام قاری ہونے میں مساوی ہوں تو پھر تیسرے نمبر پر تقدیم کے لائق وہ ہے' جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص نے عالم متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ اگر تقویٰ میں سب برابر ہوں تو پھر چوتھے نمبر پر تقدیم کا حقدار وہ شخص ہے' جو ان میں سے زیادہ عمر والا ہو، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی ملیکہ کو فرمایا: تم میں سے جو بڑا ہے وہ امامت کروائے۔ زیادہ عمر والے کے پیچھے لوگ بھی زیادہ ہوں گے۔"

جن کی امامت مکروہ ہے:

غلام، دیہاتی، فاسق، اندھے اور جو زنا سے پیدا ہوا ہو۔ ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے۔

(ج) مسئلہ: اگر مقتدی ایک ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو۔ یہی مؤقف شیخین کا ہے۔ ان کی دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز پڑھائی تو ان کو دائیں جانب کھڑا کیا۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اپنے پاؤں کی انگلیاں امام کی ایڑھی کے مساوی رکھے۔

سوال نمبر 4: اذا أكل الصائم أو شرب أو جامع ناسياً لم يفطر ـ

(الف) مذکورہ بالا صورتوں میں روزہ نہ ٹوٹنے کی کیا وجہ ہے؟ تفصیلاً وضاحت مع الدلائل ذکر کریں۔ نیز بتائیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف کیا ہے؟

(ب) روزہ توڑنے والی تمام صورتیں سپرد قلم کریں؟

(ج) روزہ کی اقسام بیان کرتے ہوئے ہر ایک کی نیت کا صحیح وقت بیان کریں؟

جواب: (الف) روزہ نہ ٹوٹنے کی وجہ:

مذکورہ صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھول کر کچھ کھالیا یا پی لیا تو وہ اپنا روزہ مکمل کرے' کیونکہ اس کو اللہ نے کھلایا اور

پلایا ہے۔ اگرچہ قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ ٹوٹ جائے مگر نص کے مقابلہ میں قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مذکورہ صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ب) روزہ توڑنے والی چیزیں

درج ذیل صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا:

☆ جان بوجھ کر قئی کرنا جو منہ بھر ہو۔ ☆ سبیلین سے کسی چیز کا برآمد ہونا۔

(ج) روزے کی اقسام

روزہ کی دو اقسام ہیں: ۱-واجب ۲-نفل۔

واجب کی پھر دو اقسام ہیں: ایک وہ جو معین زمانہ کے ساتھ متعلق ہے جیسے: رمضان اور نذر معین کا روزہ۔ یہ روزے رات کی نیت سے بھی جائز ہیں۔ رات کے وقت نیت نہ کی حتیٰ کہ صبح ہوگئی' اگر زوال سے پہلے پہلے نیت کرے گا تو بھی جائز ہیں۔ واجب کی دوسری قسم یہ ہے کہ جو ذمہ میں ثابت ہو جائے اور لازم ہو جائے جیسے: رمضان کی قضاء' نذر مطلق کے روزے اور کفارات کے روزے۔ یہ روزے رات کو نیت کرنے سے ہی جائز ہوں گے۔ کفارۂ ظہار کے روزے بھی رات کی نیت کرنے سے ہی جائز ہوں گے۔ نفلی روزے تمام کے تمام زوال سے پہلے نیت کرنے سے جائز ہیں۔

سوال نمبر5: (الف) نماز جمعہ کی شرائط بیان کریں؟

(ب) نماز خوف کا طریقہ مفصل بیان کریں؟

جواب: (الف) شرائط نماز جمعہ: ☆ مذکر ہونا۔ عورت پر فرض نہیں۔ ☆ آزاد ہونا۔ غلام نکل گیا۔ ☆ مصر یا فنائے مصر ہونا' بستی میں جائز نہیں۔ ☆ اس کو بادشاہ یا اس کا نائب قائم کرے۔ ☆ وقت کا ہونا۔ اس کا وقت ظہر کا وقت ہے۔ ☆ خطبہ کا ہونا' جو نماز سے پہلے ہو۔ ☆ جماعت کا ہونا' اکیلے جائز نہیں ہے۔ ☆ مقیم ہونا۔ لہٰذا مسافر، عورت، مریض،

بچے، غلام، اندھے پر جمعہ واجب نہیں۔

نماز خوف کا طریقہ:

جب دشمن کا خوف زیادہ ہو جائے تو امام لوگوں کے دو گروہ بنائے، ایک گروہ دشمن کے مقابلہ میں رہے اور دوسرے گروہ کو نماز پڑھائے ایک رکعت اور دو سجدے۔ جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے اب یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور دوسرا گروہ امام کے پیچھے آجائے۔ امام ان کو ایک رکعت اور دو سجدے پڑھائے گا اور تشہد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا۔ یہ گروہ دوبارہ دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے گا اور پہلا گروہ آکر اپنی بقیہ رکعت پوری کر کے دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے۔ دوسرا گروہ آجائے وہ بھی اپنی باقی رکعت پوری کرے گا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسرا گروہ امام کے ساتھ پڑھی جانے والی رکعت کے ساتھ دوسری رکعت پوری کرلے پھر دوسرا گروہ آکر اپنی نماز پوری کرلے۔ اگر مغرب کی نماز ہو تو پہلے گروہ کو امام دو رکعتیں اور دوسرے کو ایک رکعت پڑھائے گا۔

سوال نمبر6: درج ذیل میں سے دس سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟

جواب:

سوالات	جوابات
۱-ہدایہ کے مصنف کا نام تحریر کریں؟	برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر فرغانی المرغینانی
۲-ہدایہ کی دو شرحوں کے نام تحریر کریں؟	۱-بنایہ شرح ہدایہ ۲-غایۃ البیان شرح ہدایہ
۳-تیمّم کا لغوی معنی کیا ہے؟	ارادہ کرنا
۴-فقہ حنفی میں طرفین سے مراد کون ہیں؟	امام اعظم ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ
۵-المسح علی الخفین کا معنی لکھیں؟	دونوں موزوں پر مسح کرنا
۶-حیض اور استحاضہ میں کیا فرق ہے؟	حیض وہ خون ہے جو ہر ماہ بالغہ عورت کا رحم پھینکے اس کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے استحاضہ

سوال	جواب
	وہ خون ہے کسی بیماری کی وجہ سے آتا ہے۔
۷-صلوات خمسہ کیلئے اذان فرض ہے، واجب ہے، سنت مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟	صلوات خمسہ کے لیے اذان سنت مؤکدہ ہے۔
۸-شہید کی تعریف لکھیں؟	شہید وہ شخص ہے، جو کفار کے خلاف لڑتا ہوا قتل ہو جائے یا جس کو باغیوں یا چوروں نے قتل کر دیا ہو یا میدان جنگ میں اس طرح پایا گیا کہ اس پر زخم کے نشان ہوں۔
۹-جس کے پاس ستر عورت کے لیے کپڑا نہ ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟	وہ بیٹھ کر اشارے کے ساتھ نماز پڑھے۔
۱۰-زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟	عاقل، بالغ، مسلمان اور صاحب نصب آدمی پر۔
۱۱-صاحب ہدایہ نے فرائض نماز کی تعداد بیان کی ہے، 8،7،6؟	چھ
۱۲-بھول کر کلام کرنے سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز باطل ہوگی یا نہیں؟	نہیں۔
۱۳-مرد کے لیے سنت کفن کتنے اور کون کون سے کپڑے ہیں؟	مرد کے لیے تین کپڑے سنت ہیں (ازار، قمیص، لفافہ)

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے سال دوم) چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے پانچ سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: **اعلم أن أصول الشرع ثلاثة والأصل الرابع القياس .**

(۱) اصول اور شرع کا اصطلاحی معنی لکھیں؟ (۵)

(۲) اصل رابع کو علیحدہ کیوں ذکر کیا؟ (۳)

(۳) کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے مستنبط قیاس کی نظیریں پیش کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 2: **"انما تعرف أحكام الشرع بمعرفة أقسامها فالأقسام بمعنى التقسيمات لأن ههنا تقسيمات متعددة وتحت كل تقسيم أقسام لا أن الكل أقسام متباينة بنفسها ."**

(۱) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۴)

(۲) کل کتنی تقسیمیں ہیں؟ وجہ حصر لکھیں۔ (۶)

(۳) ہر تقسیم کے تحت آنے والی اقسام علیحدہ علیحدہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: **"ومنه الأمر ولا يقتضى التكرار ولا يحتمله ."**

(۱) "منہ" میں جز کا مرجع متعین کریں۔ امر کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۶)

(۲) امر کا موجب کیا ہے؟ دلائل سے ثابت کریں۔ (۷)

(۳) اقتضاء تکرار اور احتمال تکرار کا مطلب واضح کریں اور بتائیں کہ عبارات میں کیوں تکرار ہے؟ (۷)

سوال نمبر 4: (۱) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنی اور حکم بیان کریں؟ (۷)

(۲) کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟ مدلل لکھیں۔ (۷)

(۳) مراتب اجماع لکھیں؟ (۶)

سوال نمبر 5: (۱) تقلید الصحابی واجب ۔ مذکورہ مسئلہ کی مدلل وضاحت لکھیں؟ (۱۰)

(۲) تقلید کا لغوی واصطلاحی معنی اور تقلید ائمہ پر مدلل نوٹ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: "أفعال النبي صلى الله عليه وسلم سوى الزلة أربعة أقسام."

(۱) زلۃ کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اس کو مستثنی کرنے کی وجہ لکھیں؟ (۸)

(۲) اقسام اربعہ لکھیں؟ (۴)

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کے حکم کے بارے میں اقوال مختلفہ مفصل لکھیں؟ (۸)

سوال نمبر 7: (۱) سنۃ کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۵)

(۲) باعتبار کیفیت اتصال سنت کی اقسام بمع تعریفات لکھیں؟ (۵)

(۳) اقسام راوی لکھیں؟ (۵)

(۴) حجیت خبر کے بارے میں شرائط راوی لکھیں؟ (۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

چوتھا پرچہ: اصول فقہ

چار سوالات کا حل مطلوب ہے

سوال نمبر 1: اعلم أن أصول الشرع ثلاثة والأصل الرابع القياس.

(الف) اصول اور شرع کا اصطلاحی معنی لکھیں؟

(ب) اصل رابع کو علیحدہ کیوں ذکر کیا؟

(ج) کتاب اللہ، سنت اور اجماع سے مستنبط قیاس کی نظیریں پیش کریں؟

جواب: (الف) اصول اور شرع کا معنی: اصول اصل کی جمع ہے اور اصل وہ شیء ہے جس پر کسی شیء کی بنیاد رکھی جائے خواہ حسی طور پر جیسے: دیوار کی بنیاد، یا عقلی طور پر جیسے: حکم کی بنیادیں۔ شرع کا معنی وہ راستہ ہے جس کو شارع علیہ السلام نے دلیل قرار دیا ہو یعنی شرع اگر بمعنی شارع ہو تو پھر اس سے مراد وہ امور ہیں جن کو شارع علیہ السلام نے دلیلیں قرار دیا ہے اور اگر شرع بمعنی مشروع ہو تو پھر اس سے مراد احکام مشروعہ ہیں۔

(ب) اصل رابع کو علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ:

قیاس کو الگ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تین اصول قطعی ہیں جبکہ قیاس ظنی دلیل ہے۔

(ج) نظیریں: کتاب اللہ سے مستنبط قیاس کی مثال:

جیسے لواطت کی حرمت کو حالت حیض میں وطی کی حرمت پر قیاس کرنا کیونکہ علت اذی ہے۔ یہ علت جس طرح حالت حیض میں پائے جانے کی وجہ سے وطی حرام ہے اسی طرح یہ علت چونکہ فعل لواطت میں موجود ہے لہٰذا لواطت بھی حرام ہے۔

سنت سے مستنبط قیاس کی مثال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کی بیع میں

مساوات کا حکم دیا اور ان چھ چیزوں میں تفاضل یعنی زیادتی کو سود قرار دیا جس طرح فرمایا: "فالفضل ربوا"

چھ چیزوں کی بیع انہیں چھ چیزوں کے بدلے نقد و نقد ہونی چاہیے اور دوسرا برابر برابر۔ اب ان کی بیع ادھار یا کمی زیادتی کے ساتھ حرام ہے۔ ان چھ میں علت ایک تو جنس ٹھہری اور دوسری قدر یعنی جنس کے بدلے جنس کی بیع ہو تو اس میں دو چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ایک برابر برابر ہو اور دوسرا نقد ہو۔ اب یہ علت جہاں بھی پائی جائے گی وہ بیع حرام ہوگی۔

اجماع سے مستنبط قیاس کی مثال: فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرد کا اپنی موطوءہ باندی کی ماں سے وطی کرنا حرام ہے' اس حرمت کی علت باندی سے وطی کرنا ہے۔ اب اگر کوئی مرد کسی عورت سے وطی کرتا ہے تو اس کی ماں سے وطی کو حرام قرار دینا' یہ اجماع سے مستنبط قیاس کی مثال ہوگی۔

سوال نمبر2: "اِنَّمَا تُعْرَفُ اَحْكَامُ الشَّرْعِ بِمَعْرِفَةِ أَقْسَامِهَا فَالْأَقْسَامُ بِمَعْنَى التَّقْسِيمَاتِ لِأَنَّ هٰهُنَا تَقْسِيمَاتٍ مُتَعَدِّدَةٌ وَتَحْتَ كُلِّ تَقْسِيمٍ أَقْسَامٌ لَا أَنَّ الْكُلَّ أَقْسَامٌ مُتَبَايِنَةٌ بِنَفْسِهَا ۔"

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) کل کتنی تقسیمیں ہیں؟ وجہ حصر لکھیں۔

(ج) ہر تقسیم کے تحت آنے والی اقسام علیحدہ علیحدہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور بے شک پہچانے جائیں گے شرع کے احکام اپنی تمام قسموں کی معرفت کے ساتھ۔ پس اقسام تقسیمات کے معنی میں ہے' کیونکہ اس جگہ متعدد تقسیمیں ہیں اور ہر تقسیم کے تحت کئی اقسام ہیں۔ نہ یہ کہ تمام اقسام بنفسہا ایک دوسرے کے متبائن ہیں۔ (بلکہ ایک تقسیم کی اقسام دوسری تقسیم کی اقسام کے ساتھ جمع ہو جاتی ہیں۔)

(ب) کل تقسیموں کے درمیان وجہ حصر:

کل چار تقسیمیں ہیں:

وجہ حصر اس لیے کہ اس کتاب میں بحث یا تو معنی سے ہوگی تو یہ چوتھی تقسیم ہے یا لفظ سے ہوگی اگر لفظ سے ہوگی تو پھر یا لفظ کے استعمال کے اعتبار سے بحث ہوگی یا دلالت کرنے کے اعتبار سے۔ بصورت اوّل تقسیم ثالث۔ بصورت ثانی پھر اس میں ظہور و خفاء کا اعتبار ہوگا یا نہیں۔ بصورت اوّل یعنی اگر ظہور اور خفاء کا اس میں اعتبار ہو تو تقسیم ثانی ورنہ تقسیم اول۔

(ج) ہر تقسیم کی اقسام:

تقسیم اوّل کی اقسام: خاص، عام، مشترک، مؤول

تقسیم ثانی کی اقسام: ظاہر، نص، مفسر، محکم

تقسیم ثالث کی اقسام: حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ

تقسیم رابع کی اقسام: عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص

سوال نمبر3: "ومنه الأمر ولا يقتضى التكرار ولا يحتمله ۔"

(الف) "منہ" میں ضمیر کا مرجع متعین کریں۔ امر کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟

جواب: منہ کی ضمیر کا مرجع: منہ کی ضمیر خاص کی طرف لوٹ رہی ہے۔

امر کا لغوی معنی: حکم دینا

اصطلاحی معنی: قائل کا اپنے غیر کو استعلاء کے طریقے پر افعل کہنا۔

(ب) امر کا موجب کیا ہے؟ دلائل سے ثابت کریں۔

جواب: امر کا موجب: اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ امر کا موجب کیا ہے؟

بعض کہتے ہیں کہ امر کا موجب ندب ہے۔ وجوب، اباحت اور توقف نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ امر طلب کے لیے ہوتا ہے' پھر اس میں جانب فعل کا راجع ہونا ضروری ہے' تاکہ اس کی طلب تو کی جا سکے اور اس کا کم از کم مرتبہ ندب ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ امر کا موجب اباحت ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ امر طلب کے لیے ہوتا ہے اور طلب کا معنی ہے وہ ماذون فیہ ہو یعنی اس میں اذن و اجازت دی گئی ہو۔ ماذون فیہ کا کم از کم مرتبہ اباحت ہی ہے۔ لہٰذا امر کا موجب بھی اباحت ہے۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں: امر کا موجب توقف ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ امر سولہ

معنوں کے لیے آتا ہے۔ اب سولہ معنوں میں سے کسی ایک پر بھی قرینہ نہیں ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ لہٰذا مراد متعین ہونے تک توقف کرنا ضروری ہے۔

عندالاحناف امر کا موجب وجوب ہے۔ صرف ندب، اباحت اور توقف نہیں ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ امر کی حقیقت ہی وجوب ہے۔ جب تک اس کے خلاف قرینہ قائم نہ ہو امر کو وجوب پر ہی محمول کیا جائے گا۔

(ج) اقتضاء تکرار اور احتمال تکرار کا مطلب واضح کریں اور بتائیں کہ عبارات میں کیوں تکرار ہے؟

جواب: امر تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ ہی تکرار کا احتمال رکھتا ہے۔ اقتضاء تکرار کا مطلب یہ ہے کہ امر وجوب کے اعتبار سے تکرار کو نہیں چاہتا جس طرح ایک قوم اس بات کی طرف گئی ہے۔ احتمال تکرار کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کا احتمال نہیں رکھتا امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے مثلاً جب کہا جائے کہ "صَلُّوْا" تو اس کا معنی یہ ہے کہ صرف ایک ہی بار فعل صلوٰۃ کرو تکرار پر دلالت نہیں کرتا جبکہ بعض کہتے ہیں کہ یہ تکرار پر دلالت کرتا ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنی اور حکم بیان کریں؟

(ب) کن لوگوں کا اجماع معتبر ہے؟ مدلل لکھیں۔

(ج) مراتب اجماع لکھیں؟

جواب: (الف) اجماع کا لغوی معنی: جمع ہونا، اتفاق کرنا۔

اصطلاحی معنی: امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صالح مجتہدین کا کسی زمانے میں کسی ایک قول یا فعل پر متفق ہو جانا۔

حکم: اجماع کا حکم یہ ہے کہ اس کی مراد شرعی طور پر یقیناً ثابت ہو جاتی ہے یعنی اجماع حکم کی قطعیت اور یقینیت کا فائدہ دیتا ہے۔

(ب) جن لوگوں کا اجماع معتبر ہے:

اجماع ان لوگوں کا معتبر ہوگا جو متقی، پرہیزگار، صالح اور مجتہد ہوں جبکہ فاسق فاجر نہ ہوں اور نہ ہی ان میں خواہش نفس کی پیروی ہو۔ علاوہ ازیں مجتہدین کا صحابہ کرام یا اہل

بیت میں ہونا شرط نہیں ہے۔ اسی طرح اہل مدینہ ہونا شرط نہیں اور ان کے زمانے کا گزر جانا بھی ضروری نہیں ہے۔

(ج) مراتب اجماع:

۱- سب سے اقویٰ اجماع صحابہ کا اجماع ہے باعتبار نص کے یعنی وہ کہتے ہم تمام کے تمام کہ اس مسئلہ پر جمع ہوئے۔ یہ اجماع قرآنی آیت اور نقل متواتر کے قائم مقام ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔

۲- صحابہ کا وہ اجماع ہے جس میں بعض نے اس پر نص کی ہو اور کچھ نے سکوت اختیار کیا ہو۔ اس کا منکر کافر نہیں۔

۳- ایسا مسئلہ کہ جس میں صحابہ کا اختلاف ظاہر نہ ہوا ہو اور بعد والے لوگوں کا اس مسئلہ پر اتفاق ہو جائے۔

۴- صحابہ کے بعد والے لوگوں کا ایسے حکم پر اجماع کرنا جس میں صحابہ کا اختلاف موجود ہو۔

۵- آخری مرتبہ اجماع کا یہ ہے کہ امت کا کسی بھی زمانے میں ایک مسئلہ پر دو چند اقوال پر اختلاف ہو۔ یہ ان کا اجماع ہوگا۔ بعد والوں کے لیے اس مسئلہ میں کوئی نیا قول پیش کرنا جائز نہ ہوگا۔

الغرض اس طرح اجماع کے پانچ مراتب ہو گئے۔

سوال نمبر 5: (الف) تقلید الصحابی واجب۔ مذکورہ مسئلہ کی مدلل وضاحت لکھیں۔

(ب) تقلید کا لغوی واصطلاحی معنی اور تقلید ائمہ پر مدلل نوٹ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ صحابی کی تقلید واجب ہے یا نہیں؟

ہمارے نزدیک صحابی کی تقلید واجب ہے، اس کے مقابلہ میں تابعین اور بعد والوں کے قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا، تاہم صحابی کا قیاس دوسرے صحابی کے قول کے ساتھ نہیں چھوڑا جائے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور اگر نہ بھی سنا ہو

تو پھر بھی صحابی کی رائے غیر کی رائے سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ صحابہ نے احوال تنزیل اور اسرار شریعت کا مشاہدہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں صحابہ کو غیر پر فضیلت بھی حاصل ہے۔

امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحابی کی تقلید واجب نہیں ہے۔ البتہ جن مسائل میں قیاس معلوم نہ ہو ان میں صحابی کی تقلید واجب ہے۔

دلیل: لانه حینئذ یتعین جهة اسماع منه

یعنی جب مدرک بالقیاس نہ ہو تو پھر تقلید واجب ہے' کیونکہ اس وقت جہتِ سماع متعین ہے۔ اگر وہ مدرک بالقیاس ہو تو پھر تقلید واجب نہیں' کیونکہ احتمال ہے کہ اس کی رائے ہی خطا پر ہو۔ لہٰذا غیر پر یہ حجت نہیں ہوگا۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ مطلقاً انکار کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں کہ کسی کی بھی تقلید واجب نہیں ہے خواہ وہ مدرک بالقیاس ہو یا نہ ہو' کیونکہ صحابہ میں سے بعض بعض سے اختلاف کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی دوسرے سے اولیٰ نہیں بلکہ سب کا رتبہ ومقام برابر ہے۔ لہٰذا ابطلان متعین ہے۔

(ب) تقلید کا لغوی معنیٰ: گلے میں ہار ڈالنا، پٹہ ڈالنا

اصطلاحی معنیٰ: کسی آدمی کا اپنے غیر کی اتباع کرنا اس کے قول یا اس کے فعل یہ یقین کرتے ہوئے کہ وہ اس میں سچا ہے دلیل میں غور وفکر کیے بغیر۔

تقلید آئمہ: چار اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی تقلید نہیں کرتا تو وہ خود بھی گمراہ ہوگا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

سوال نمبر6: "أفعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سوی الزلة أربعة أقسام۔"

(الف) زلة کا مفہوم واضح کرتے ہوئے اس کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ لکھیں؟

(ب) اقسام اربعہ لکھیں؟

(ج) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کی اقتداء کے حکم کے بارے میں اقوال مختلفہ مفصل لکھیں؟

جواب: جوابات

(الف) زلة کا معنیٰ: **وهی اسم لفعل حرام وقع فیه بسبب القصد لفعل مباح فلم یکن قصده للحرام ابتداءً** ۔ یعنی فعل مباح کا ارادہ کرتے ہوئے کسی حرام فعل کا ارتکاب کرنا اور ابتداء میں اس کا قصد فعل حرام کرنے کا نہ ہو، زلت کہلاتا ہے۔

مستثنیٰ کرنے کی وجہ: زلت کو مستثنیٰ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ باب امت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے کے بارے میں ہے اور زلت ان امور میں سے نہیں کہ جس کی اقتداء کی جائے۔

(ب) اقسام اربعۃ:

۱-مباح ۲-مستحب ۳-واجب ۴-فرض

(ج) اقتداء کا بیان: وہ افعال جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سہواً نہ طبعاً صادر ہوں ان میں اقتداء کرنے میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ توقف کرنا واجب ہے حتیٰ کہ ظاہر ہو جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کس طریقے پر کیا ہے۔

بعض نے کہا: جب تک منع کی دلیل قائم نہ ہو تب اتباع واجب ہے۔

امام کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس میں اباحت کا اعتقاد کیا جائے گا جب تک وجوب اور ندب پر دلیل قائم نہ ہو جائے۔

سوال نمبر7: (الف) سنة کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ب) باعتبار کیفیت اتصال سنت کی اقسام مع تعریفات لکھیں؟

(ج) اقسام راوی لکھیں؟

(د) حجیت خبر کے بارے میں شرائط راوی لکھیں۔

جواب: (الف) سنت کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: سنت کا لغوی معنیٰ ہے "راستہ"، "عادت"' جبکہ اصطلاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور سکوت اور صحابہ کے اقوال اور افعال کو سنت کہتے ہیں۔

(ب) سنت کی اقسام:

کیفیت اتصال کے اعتبار سے سنت کی تین قسمیں ہیں:

(۱) خبر متواتر: جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاشک وشبہ ثابت ہو اور اتصال کامل ہو۔ یعنی وہ خبر جسے ایک کثیر جماعت روایت کرے، جس کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

(۲) خبر مشہور: اتصال اور ثبوت میں کسی قسم کا شبہ ہو یعنی وہ خبر جو عصر صحابہ میں خبر واحد کی طرح ہو بعد میں وہ شہرت پذیر ہو کہ اسے ایسی جماعت نقل کرے جن کا جھوٹ پر متفق ہونے کا وہم نہ ہو۔

(۳) خبر واحد: وہ خبر ہے جس کو ایک راوی یا دو یا اس سے زائد راوی روایت کریں۔ اس میں عدد کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس کے راوی مشہور اور متواتر کے راویوں سے کم ہوں۔

(ج) راوی کی اقسام:

☆ راوی اگر فقہ اور تقدم بالاجتہاد یعنی علم واجتہاد سے مشہور ومعروف ہو جیسے: خلفاء راشدین اور عبادلہ ثلاثہ۔

☆ وہ راوی جو عدالت اور ضبط میں مشہور ومعروف ہو فقہ وعلم میں نہیں جیسے: حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

دو قسمیں اس وقت ہیں جب راوی معروف ہو۔ اگر راوی مجہول ہو یعنی روایت حدیث اور عدالت میں کمال نہیں بایں طور کہ اس سے صرف ایک حدیث یا دو حدیثیں مروی ہوں جیسے: وابصہ بن معبد تو اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

وہ یہ ہیں: اس میں سلف روایت کرتے ہیں۔ تو پہلی قسم اس میں اختلاف کرتے ہیں تو یہ دوسری قسم یا طعن کرنے سے سکوت اختیار کرتے ہیں تو یہ تیسری قسم۔ سلف اس کو رد کرتے ہیں تو یہ چوتھی قسم۔ سلف میں اس کی حدیث ظاہر نہیں ہے تو یہ پانچویں قسم۔

(د) حجیت خبر کی شرائط:

اس کی چار شرائط ہیں، جو درج ذیل ہیں:

عاقل ہونا، ضبط، عدالت اور مسلمان ہونا۔

الاختبار السنوی النہائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

الثانوية الخاصة (السنة الثانيه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے) پانچواں پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے، باقی سوالات میں سے کوئی دو حل کریں۔

سوال نمبر 1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(i) الكلم (بتسكين اللام) الكلم (بكسر اللام) میں سے ہر ایک کی لغوی و صرفی تحقیق سپرد قلم کریں نیز بتائیں الکلمة ان میں سے کس سے مشتق ہے اور کیوں؟ ۱۰

(ii) لفظ حقيقي، حكمي، موضوع، مهمل، مفرد اور مركب میں سے ہر ایک کی مثال تحریر کریں نیز لفظ منوی اور لفظ محذوف میں کیا فرق ہے؟ ۱۰

(iii) معنی کی لغوی وصرفی تحقیق لکھیں نیز "وضع لمعنى" کی قید سے کون کون سے الفاظ خارج ہو گئے؟ (۱۰)

(iv) لفظ کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں، جن میں سے ایک (وضع لمعنى) جملہ فعلیه اور دوسری (مفرد) مفرد ہے اس کی وجہ اور اس میں پنہاں نکتہ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: ولا يتأتى أي لايحصل ذلك أي الكلام الا في ضمن اسمين أحدهما مسند والأخر مسند اليه وفعل مسند

(i) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگا کر اس کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ii) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کی اغراض قلمبند کریں؟ (۱۰)

(iii) کلام میں کل احتمالات عقلیہ کتنے اور کون سے ہیں؟ باقی احتمالات سے کلام حاصل نہ ہونے کی وجہ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر3: وهو أى الفاعل ما أى اسم حقيقة أو حكما أسند اليه الفعل بالاصالة لابالتبعية أو شبهه أى ما يشبهه فى العمل وقدم عليه على جهة قيامه...... به...... مثل زيد فى قام زيد ...... ومثل أبوه فى زيد قائم أبوه

(i) عبارت مذکورہ بالا کا اردو ترجمہ تحریر کریں نیز اس کی روشنی میں فاعل کی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(ii) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارات کی اغراض وفوائد قلمبند کریں؟ (۱۰)

(iii) على جهة قيامه کی تشریح وتوضیح اور ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس قید کی ضرورت پیش آنے کی وجہ بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

(i) کون سی صورتوں میں فاعل کی مفعول پر تقدیم واجب ہے اور کیوں؟ ہر ایک کی مثال ذکر کرنا نہ بھولیں؟ (۱۰)

(ii) اسم منصوب کی تعریف اور اسماء منصوبہ کی تعداد سب کے نام مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(iii) تانیث معنوی کے وجوب منع صرف کا سبب بننے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟

اتفاقی واحترازی مثالیں تحریر کریں؟ (۱۰)

(iv) الف، لام حرف تعریف ہے یا فقط لام اس بارے میں مختلف مذاہب تفصیلاً بیان کریں؟ (۱۰)

(v) حرکات اعرابیه مختصه اور حرکات بنائیه کون کون سی ہیں؟ نیز مشترکہ حرکات کون سی ہیں؟ جن کا دونوں پر اطلاق جائز ہے؟ (۱۰)

(vi) معرفہ کی اقسام بیان کریں اور بتائیں کہ کون سی قسم غیر منصرف کا سبب بنتی ہے اور کیوں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

پانچواں پرچہ: نحو

سوال نمبر1: الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(۱) الکلم (بتسکین اللام) الکلِم (بکسر اللام) میں سے ہر ایک کی لغوی و صرفی تحقیق سپرد قلم کریں نیز بتائیں الکلمۃ ان میں سے کس سے مشتق ہے اور کیوں؟

(۲) لفظ حقيقى، حكمى، موضوع، مهمل، مفرد اور مرکب میں سے ہر ایک کی مثال تحریر کریں نیز لفظ منوی اور لفظ محذوف میں کیا فرق ہے؟

(۳) معنی کی لغوی وصرفی تحقیق لکھیں نیز "وضع لمعنى" کی قید سے کون کون سے الفاظ خارج ہوگئے۔

(۴) لفظ کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں؛ جن میں سے ایک (وضع لمعنى) جملہ فعلیہ اور دوسری (مفرد) مفرد ہے اس کی وجہ اور اس میں پنہاں نکتہ بیان کریں؟

جواب: (۱) الکَلْم اور الکَلِم کی تحقیق:

الکلم کو اگر لام کے سکون کے ساتھ پڑھیں تو پھر اس کا معنی ہوگا "جرح"، یعنی زخمی کرنا...... تو چونکہ زخم کی طرح معانی بھی نفس میں اثر کرتے ہیں اس لیے اس کو کلمہ کہتے ہیں۔ اس وقت یہ مصدر کا صیغہ ہوگا۔ اگر الکلم یعنی لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو پھر اسم جنس کا صیغہ ہوگا جمع کا نہیں۔ اس کا معنی ہوگا قلیل یا کثیر کلمات۔ کلمہ الکلْم سے مشتق ہے۔

(۲) مثالیں:

لفظ حقیقی کی مثال جیسے: زَیْدٌ، لفظ حکمی کی مثال جیسے: اِضْرِبْ میں اَنْتَ، لفظ موضوع کی مثال جیسے: زَیْدٌ، لفظ مہمل کی مثال جیسے: دَیْزٌ، مفرد کی مثال جیسے: زَیْدٌ، مرکب کی

مثال جیسے: اَلرَّجُلُ، قَائِمَۃٌ، بَصَرِیٌّ۔

لفظ منوی اور محذوف میں فرق: لفظ منوی مقولہ حرف اور صورت سے بالکل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے لیے کوئی لفظ وضع کیا جاتا ہے جبکہ لفظ محذوف کا بعض اوقات انسان تلفظ کرتا ہے۔

(ج) معنی کی صرفی ولغوی تحقیق:

معنی کا معنی ہے "مایقصد بشیء" یعنی شیء سے جو چیز مقصود ہو وہ معنی ہوتا ہے۔

صرفی لحاظ سے معنی یا تو اسم ظرف کا صیغہ ہے مقصد کے معنی میں یا پھر مصدر میمی ہے تب مصدر بمعنی مفعول ہوگا یا پھر یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے جیسے: مَرْمِیٌّ ہے۔ پھر تخفیف کی گئی اور مَعْنیٌ پڑھا گیا۔

وضع لمعنی قید کا فائدہ: وضع لمعنی کی قید سے الفاظ مہملہ نکل گئے یعنی جو کسی معنی کے لیے موضوع نہیں۔ اسی طرح وہ الفاظ جو بالطبع دلالت کرتے ہیں، کیونکہ ان میں وضع کو کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اسی طرح حروف ہجا جو ترکیب کی غرض کے لیے موضوع ہوتے ہیں وہ بھی نکل گئے، کیونکہ وہ ترکیب کے لیے موضوع ہوتے ہیں معنی کے لیے نہیں۔

(د) لفظ کی دو صفتیں لانے کا فائدہ:

لفظ کی دو صفتیں لائی گئی ہیں ایک جملہ فعلیہ اور دوسرا مفرد اس میں نکتہ یہ ہے کہ اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ لفظ کی وضع پہلے ہوتی ہے اور اس لفظ کا مفرد ہونا بعد میں ہوتا ہے، اسی لیے تو وضع والی صفت فعل ماضی کر کے لائی گئی ہے۔

سوال نمبر2: وَلَا یَتَأَتّٰی اَیْ لَایَحْصُلُ ذٰلِکَ اَیِ الْکَلَامُ اِلَّا فِیْ ضِمْنِ اِسْمَیْنِ اَحَدُھُمَا مُسْنَدٌ وَّالْاٰخَرُ مُسْنَدٌ اِلَیْہِ وَفِعْلٍ مُسْنَدٍ

(الف) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگا کر اس کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کی اغراض قلمبند کریں؟

(ج) کلام میں کل احتمالات عقلیہ کتنے اور کون سے ہیں؟ باقی احتمالات سے کلام

حاصل نہ ہونے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں ذیل میں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور نہیں حاصل ہوتا کلام مگر دو اسموں کے ضمن میں کہ ان میں سے ایک مسند ہوگا اور دوسرا مسند الیہ یا ایک اسم (یہ مسند الیہ ہوگا) اور ایک فعل سے جو مسند ہوگا۔"

(ب) اغراض شارح کا بیان:

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے لایتاتی کے بعد لایحصل عبارت نکال کر ایک سوال مقدر کا جواب دیا ہے۔ سوال کی تقریر یہ ہے کہ اتیان (آنا جانا) یہ تو ذوی العقول کی صفت ہے جبکہ کلام تو ذوی العقول سے نہیں پھر لایتاتی کہنا درست نہیں؟ تو اس کا جواب شارح نے دیا کہ یہ سوال اس وقت ہوگا جب لایتاتی اپنے حقیقی معنی میں مستعمل ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ اس جگہ لایتاتی لایحصل کے معنی میں ہے، تو یہ اعتراض نہیں ہو سکتا، ذالک کے بعد لفظ الکلام نکال کر مشار الیہ کا تعین کر دیا۔ اس میں لفظ ضمن نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اسمین مضاف الیہ ہے تو اس کا مضاف محذوف ہے اور وہ ضمن ہے۔

اس کے بعد والی عبارت نکال کر یہ بتادیا کہ جب کلام دو اسموں سے حاصل ہو تو پھر جس کو چاہو مسند بنالو جس کو چاہو مسند الیہ بنالو کیونکہ اسم مسند بھی ہو سکتا ہے اور مسند الیہ بھی۔ اسی طرح اسم سے پہلے فی ضمن نکال کر یہ بتادیا کہ اس جگہ حرف جار فی اور ضمن مضاف محذوف ہے۔ اگر کلام ایک اسم اور ایک فعل سے حاصل ہو تو پھر اسم مسند الیہ ہوگا اور فعل مسند ہوگا۔

(ج) احتمالات عقلیہ:

کلام میں عقلی احتمالات کل چھ بنتے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- دو اسموں سے ۲- دو فعلوں سے ۳- دو حرفوں سے

۴- اسم اور فعل سے ۵- اسم اور حرف سے ۶- فعل اور حرف سے۔

ان احتمالات میں سے صرف پہلے اور چوتھے احتمال سے کلام حاصل ہوگا باقی چار سے حاصل نہ ہوگا۔

باقی چار احتمالات سے کلام اس لیے حاصل نہ ہوگا کہ ان میں اسناد مفقود ہے جبکہ کلام کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ فعلوں سے کلام ایک ہوتو صرف مسند ہوگا مسند الیہ نہیں۔ دو حرفوں سے ہوتو کچھ بھی نہ ہوگا، اسم وحرف سے کلام کا ایک رکن مسند یا مسند الیہ تو ہوگا دوسرا نہیں ہوگا' کیونکہ حرف کچھ بھی نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کلام کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے اور اسناد کے لیے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ مسند اور مسند الیہ صرف دو ہی صورتوں میں پائے جاتے ہیں: ۱- دو اسموں میں۔ ۲- اسم وفعل میں۔ باقی کسی صورت میں بھی مسند اور مسند الیہ اکٹھے نہیں پائے جاتے۔

سوال نمبر3: وهو أي الفاعل ما أي اسم حقيقة أو حكما أسند اليه الفعل بالاصالة لابالتبعية أو شبهه أي ما يشبهه في العمل وقدم عليه على جهة قيامه به...... مثل زيد في قام زيد ...... ومثل أبوه في زيد قائم أبوه

(الف) عبارت مذکورہ بالا کا اردو ترجمہ تحریر کریں نیز اس کی روشنی میں فاعل کی تعریف سپرد قلم کریں؟

(ب) شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارات کی اغراض وفوائد قلمبند کریں؟

(ج) على جهة قيامه کی تشریح وتوضیح اور ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ کے لیے اس قید کی ضرورت پیش آنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اور وہ یعنی فاعل وہ اسم ہے (اسم خواہ حقیقتاً ہو یا حکماً) جس کی طرف فعل (بالاصالت نہ کہ بالتبع) یا مشبہ فعل (یعنی جو عمل میں فعل کے مشابہ ہو) مسند ہوں اور (وہ فعل یا شبہ فعل) اس اسم پر مقدم ہوں اس طرح کہ اس کا قیام ہو اس کے ساتھ (اس پر واقع نہ ہو) جیسے: قَامَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ اور زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ میں اَبُوْهُ۔''

فاعل کی تعریف: فاعل وہ اسم ہے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل مسند ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم پر مقدم ہو اس طرح کہ وہ اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو۔

شارح کی عبارت کے فوائد: شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے ھو کے بعد الفاعل نکال کر ضمیر کا مرجع بیان کر دیا۔ ما کے بعد والی عبارت نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ما سے مراد اسم ہے فعل یا حرف نہیں۔ پھر حقیقتاً اور حکماً کہہ کر اسم کی تقسیم کر دی تا کہ فاعل کی تعریف میں اَعْجَبَنِیْ اَنْ ضَرَبْتُ زَیْدًا کی مثل داخل ہو جائے، کیونکہ اَنْ ضَرَبْتُ زَیْدًا اگرچہ حقیقتاً اسم نہیں لیکن حکماً اسم ہی ہے۔

پھر الفعل کے بعد بالاصالۃ والی عبارت نکال کر فاعل کے توابع وغیرہ کو نکالنا مقصد تھا۔ شبهه کے بعد والی عبارت نکال کر بتا دیا کہ عمل کرنے میں فعل کے مشابہ ہو۔ یہ قید اس لیے لگائی تا کہ اسم فاعل، صفت مشبہ، مصدر وغیرہ کو یہ تعریف شامل ہو جائے۔ قدم کے بعد عبارت نکال کر قدم کے اندر پوشیدہ ضمیر کا مرجع بتا دیا۔

(ج) على جهة قيامه به کی وضاحت:

یہ عبارت مفعول مطلق واقع ہو رہی ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہوگی اسنادا واقعاً على جهة قيام الفعل بالفاعل۔ جهة کا معنی طریقہ ہے اور قیامه کی ضمیر فعل یا شبہ فعل کی طرف راجع ہے جبکہ به کی ضمیر فاعل کی طرف راجع ہے۔ فعل یا شبہ فعل کا اس فاعل کے ساتھ قیام کا مطلب یہ ہے کہ وہ فعل یا شبہ فعل کا صیغہ معروف کا ہو جیسے: ضرب یا معروف کے حکم میں ہو جیسے: اسم فاعل وغیرہ۔ اب اس قید سے فعل مجہول اور مفعول مالم یسم فاعله نکل جائیں گے۔ مصنف کو اس قید کی ضرورت اس لیے پیش آئی کیونکہ ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ مفعول مالم یسم فاعله کو فاعل میں داخل نہیں سمجھتے' لہٰذا اس کو نکالنے کے لیے ماتن کو اس قید کی ضرورت پڑی۔

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کوئی سے تین سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

(i) کون سی صورتوں میں فاعل کی مفعول پر تقدیم واجب ہے اور کیوں؟ ہر ایک کی مثال ذکر کرنا نہ بھولیں۔

جواب: چار صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے، جو درج ذیل ہیں:

نمبر۱- جب فاعل اور مفعول دونوں میں لفظی اعراب منتفی ہو اور قرینہ بھی نہ ہو جو فاعل یا مفعول کا تعین کر دے تو اس صورت میں فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے: ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی۔

نمبر۲- جب فاعل کی ضمیر فعل کے ساتھ متصل ہو جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا۔

نمبر۳- جب فاعل کا مفعول الا کے بعد واقع ہو جیسے: مَا ضَرَبَ زَیْدٌ اِلَّا عَمْرًوا۔

نمبر۴- جب فاعل کا مفعول معنیٰ اِلَّا کے بعد واقع ہو جیسے: اِنَّمَا ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

ان چاروں صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے۔ پہلی صورت میں التباس سے بچنے کے لیے، دوسری صورت میں اس لیے کہ ضمیر متصل کا منفصل ہونا لازم نہ آئے۔ تیسری اور چوتھی صورت میں اس لیے کہ حصر فوت نہ ہو جائے۔

(ii) اسم منصوب کی تعریف اور اسماء منصوبہ کی تعداد سب کے نام مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: اسم منصوب: وہ اسم ہے جو مفعولیت کی علامت پر مشتمل ہو۔

تعداد: اسمائے منصوبات کی تعداد بارہ ہے۔

۱-مفعول مطلق ۲-مفعول بہ ۳-مفعول فیہ ۴-مفعول معہ

۵-مفعول لہ ۶-حال ۷-تمیز ۸-ان اور اسکے بھائیوں کا اسم

۹-کان اور اس کے بھائیوں کی خبر ۱۰-لائے نفی جنس کا اسم

۱۱-ماولا مشابہ بلیس کی خبر ۱۲-مستثنیٰ۔

(iii) تانیث معنوی کے وجوب منع صرف کا سبب بننے کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں؟ اتفاقی واحترازی مثالیں تحریر کریں؟

جواب: تانیث معنوی وجوبی طور پر منع صرف کا سبب بننے کی دو شرائط یہ ہیں:

نمبر۱- علم ہو۔ نمبر۲- تین باتوں میں سے ایک کا پایا جانا اور وہ تین باتیں یہ ہیں: (1) تین حروف سے زیادہ ہو جیسے: زَیْنَبُ۔ (2) اگر تین حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہو جیسے: سقر،

(3) یا پھر عجمہ ہو جیسے: ماہ وجور۔ لہٰذا ہند کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے، کیونکہ اس میں علیت تو ہے مگر دوسری شرط یعنی تین امروں میں ایک کا ہونا نہیں ہے۔

(iv) الف، لام حرف تعریف ہے یا فقط لام اس بارے میں مختلف مذاہب تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: امام سیبویہ کے نزدیک اور مصنف کا بھی مختار یہی ہے کہ حرف تعریف صرف لام ہے۔ پھر اس پر ہمزہ وصلی زیادہ کیا گیا تاکہ ابتداء ہو سکے' کیونکہ ساکن سے ابتداء محال ہے۔ امام خلیل کے نزدیک الف اور لام دونوں کا مجموعہ حرف تعریف ہے جس طرح ھَلْ کا مجموعہ حرف استفہام ہے۔ امام مبرد کے نزدیک حرف تعریف صرف ہمزہ مفتوح ہے اور لام کو زیادہ کیا گیا تاکہ اس ہمزہ اور ہمزہ استفہام کے درمیان فرق ہو جائے۔

(v) حرکات اعرابیہ مختصہ اور حرکات بنائیہ کون کون سی ہیں؟ نیز مشترکہ حرکات کون سی ہیں؟ جن کا دونوں پر اطلاق جائز ہے۔

جواب: حرکات اعرابیہ مختصہ: رفع، نصب اور جر۔

حرکات بنائیہ مختصہ: ضم، فتح اور کسر۔

حرکات مشترکہ: ضمۃ، فتحۃ اور کسرۃ۔

(vi) معرفہ کی اقسام بیان کریں اور بتائیں کہ کون سی قسم غیر منصرف کا سبب بنتی ہے اور کیوں؟

جواب: معرفہ کی سات اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-مضمرات ۲-اعلام ۳-اسمائے موصولات ۴-اسمائے اشارات ۵-معرفہ بہ الف ولام ۶-معرفہ بندا ۷-ندا کے علاوہ کسی ایک طرف مضاف ہونا۔

ان میں صرف علم غیر منصرف کا سبب بنتا ہے باقی کوئی نہیں۔ وہ اس لیے کہ مضمرات، اسمائے اشارات اور اسمائے موصولات یہ تینوں مبنی ہیں۔ ان کو غیر مصرف ہونے میں کوئی دخل نہیں ہے کیونکہ غیر منصرف معرب ہے۔ معرفہ بہ الف لام اور معرفہ باضافۃ یہ غیر منصرف کو منصرف بنا دیتے ہیں تو پھر یہ سبب کیسے بنیں گے۔ تو پھر علم ہی باقی رہ گیا۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باکستان

الثانویة الخاصة (السنة الثانیه) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿ثانویہ خاصہ (ایف اے سال دوم) چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: القسم الاول سے سوال نمبر 1 لازمی ہے مزید کوئی ایک سوال حل کریں جبکہ القسم الثانی سے کوئی دوسوال حل کریں۔

القسم الاوّل: تلخیص المفتاح

سوال نمبر 1: "فالفصاحة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القیاس۔"

(۱) تنافر، غرابة، مخالفة قیاس۔ تینوں کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟ (۱۰)

(۲) علم معانی کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں أولئك ابائی فجئنی بمثلهم میں مسند کو معرفہ بصورت اسم اشارہ کس لیے لایا گیا؟ (۵)

(۳) جمهور، نظام، اورجاحظ کے نزدیک صدق خبر کی تعریف کریں، انبت الربیع البقل جمہور کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: "الحصر حقیقی وغیر حقیقی وکل منهما نوعان قصر الموصوف علی الصفة وقصر الصفة علی الموصوف"

(۱) ترجمہ وتشریح کریں؟ (۱۰)

(۲) قصر موصوف علی الصفة کی مثالیں دیں۔ مازید الا کاتب میں کون ساقصر ہے؟ (۱۰)

(۳) قال لی کیف انت قلت، میں مسندالیہ محذوف ہے اس کو متعین کریں اور

بتائیں اسے حذف کیوں کیا گیا؟ (۵)

سوال نمبر 3: "وقد یجعل غیر المنکر کالمنکر اذالاح علیه شئی من امارات الانکار نحوجاء شقیق عارضا رمحه: ان بنی عمك فیهم رماح"

(۱) ترجمہ وتشریح کریں اور مطلب واضح کریں؟ (۱۵)

(۲) تلخیص کا پورا نام کیا ہے۔ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا۔ تلخیص کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ اصل اور تلخیص دونوں کے مصنفین کے نام لکھیں؟ (۱۰)

القسم الثانی: شرح تہذیب

سوال نمبر 4: (۱) کلیات خمسہ کی تعریفیں کریں اور مثالیں دیں نیز بتائیں حیوان جنس قریب ہے یا بعید؟ (۱۵)

(۲) محصورات اربعہ کون سے ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثالیں دیں؟ نیز بتائیں زید عالم کون ساقضیہ ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: "قد یقال الجزئی للاخص من الشئی وهو اعم"

(۱) ترجمہ وتشریح اور بتائیں جزئی حقیقی و اضافی میں کون سی نسبت ہے؟ زید جزئی حقیقی ہے یا اضافی یا دونوں؟ (۱۵)

(۲) تناقض کی تعریف کریں اور اس کی شرائط لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: "دلالة اللفظ علی تمام ما وضع له مطابقه وعلی جزئه تضمن وعلی الخارج التزام۔"

(۱) ترجمہ وتشریح کریں اور تینوں دلالتوں کی مثالیں دیں؟ (۱۰)

(۲) دلالت لفظی وغیر لفظی کی تعریف کریں، مثالیں دیں ہر ایک کی اقسام لکھ کر مثالیں دیں؟ (۱۰)

(۳) تہذیب وشرح تہذیب دونوں کا لکھنے والا ایک ہے یا دو، بصورت ثانی دونوں کے نام لکھیں؟ (۵)

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

چھٹا پرچہ: بلاغت ومنطق

القسم الاول: تلخیص المفتاح

سوال نمبر 1: ”فالفصاحة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف والغرابة ومخالفة القیاس۔“

(الف) تنافر، غرابة، مخالفة قیاس۔ تینوں کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟

(ب) علم معانی کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں أولئك اٰبائی فجئنی بمثلهم میں مسند کو معرفہ بصورت اسم اشارہ کس لیے لایا گیا؟

(ج) جمھور، نظام، اور جاحظ کے نزدیک صدق خبر کی تعریف کریں، انبت الربیع البقل جمہور کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب؟

جواب: (الف) تنافر حروف: یہ ہے کہ کلمے میں ایسے وصف کا ہونا جو زبان پر ثقل کو واجب کرے جیسے: مستشزرات، الھعخع

غرابت: کلمہ کا اپنے مرادی معنی پر ظاہر الدلالت نہ ہونا یعنی اس کا معنی جلدی سے سمجھ نہ آئے جیسے: تکأکأ، افرنقع

مخالف قیاس: کلمے کا صرفی قانون کے مخالف ہونا جیسے: اَجْلَل، مُوْدَدٌ کہ قیاس کا تقاضا ہے اَجَلُّ وَ مَوَدٌّ پڑھا جائے۔

(ب) علم معانی کی تعریف:

وہ علم ہے جس کے باعث لفظ عربی کے وہ احوال معلوم ہوں جو لفظ کو مقتضی الحال کے مطابق کردیں۔

مذکورہ مثال کا ممثل: مذکورہ مثال میں مسند الیہ کو معرفہ بصورت اسم اشارہ سامع کی کند ذہنی کی طرف اشارہ کرنے کے لیے لایا گیا ہے یعنی سامع اتنا غبی اور کند ذہن ہے کہ محسوس چیزوں کو بھی بغیر اشارہ کے نہیں سمجھ سکتا۔

(ج) صدق خبر میں اختلاف:

جمھور کا موقف: جمہور کے نزدیک صدق خبر یہ ہے کہ خبر واقع کے مطابق ہو۔

نظام کا موقف: خبر کا مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہونا صدق خبر ہے۔ اگرچہ وہ اعتقاد غلط ہی ہو۔

حاحظ کا موقف: خبر کا واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہونا صدق خبر ہے۔

انبت الربیع البقل: جمہور کے نزدیک یہ خبر صادق ہے' کیونکہ حقیقت میں اگانے والا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جبکہ موسم بہار سبب بنتا ہے۔ اس میں اسناد فعل فاعل کی بجائے سبب کی طرف کر دیا تو یہ اسناد مجاز عقلی کے قبیلہ سے ہوا۔

سوال نمبر 2: ”الحصر حقیقی وغیر حقیقی وکل منهما نوعان قصر الموصوف علی الصفة وقصر الصفة علی الموصوف“

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) قصر موصوف علی الصفة کی مثالیں دیں۔ مَا زَیْدٌ اِلَّا کَاتِبٌ میں کون سا قصر ہے؟

(ج) قَالَ لِیْ کَیْفَ اَنْتَ قُلْتُ، میں مسند الیہ محذوف ہے اس کو متعین کریں اور بتائیں اسے حذف کیوں کیا گیا؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: حصر حقیقی اور غیر حقیقی ہے اور ان میں سے ہر ایک کی قسمیں ہیں موصوف کو صفت میں بند کرنا اور صفت کو موصوف میں بند کرنا۔

یہاں ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ قصر کی اقسام بیان فرمارہے ہے کہ قصر کی اولاً دو قسمیں ہیں: قصر حقیقی یعنی وہ قصر ہے جس میں واقع اور حقیقت کے اعتبار سے ایک شیء دوسری میں بند کسی کی

طرف اضافت کرنے کے اعتبار سے نہیں اور غیر حقیقی وہ قصر ہے جس میں کسی دوسرے کی طرف اضافت کرنے کے اعتبار سے ایک شیءکو دوسری میں بند کیا جائے۔

قصر موصوف علی الصفت یعنی موصوف کو صفت میں بند کرنا۔ یاد رہے کہ اس کی صفت سے مراد تابع کی قسم نہیں بلکہ خبر ہے۔ دوسری قسم قصر صفت علی الموصوف یعنی صفت کو موصوف میں بند کرنا۔

(ب) قصر موصوف علی الصفت کی مثال:

جیسے: مَا زَیْدٌ اِلَّا کَاتِبٌ ۔ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔

اور مَا زَیْدَ اِلَّا کَاتِبٌ میں قصر موصوف علی الصفت حقیقی ہے۔ زَیْدٌ کَاتِبٌ ہے۔ صفت کتابت کے علاوہ کسی دوسری صفت سے متصف نہیں ہے۔

(ج) محذوف مسند الیہ کی تعیین:

مذکورہ مثال "قَالَ لِیْ کَیْفَ اَنْتَ قُلْتُ عَلِیْلٌ" میں انا مسند الیہ محذوف ہے۔

اصل عبارت یوں تھی: اَنَا عَلِیْلٌ مسند الیہ کو حذف کر دیا' اس کی وجہ یہ ہے کہ ظاہر پر اعتماد کرتے ہوئے عبث سے بچنے کے لیے یا پھر دو دلیلوں میں اقویٰ کی طرف عدول کا وہم ڈالنے کے لیے مسند الیہ کو حذف کر دیا گیا ہے۔

سوال نمبر3: "وقد یجعل غیر المنکر کالمنکر اذالاح علیه شئی من امارات الانکار نحوجاء شقیق عارضا رمحه: ان بنی عمك فیهم رماح"

(الف) ترجمہ وتشریح کریں اور مطلب واضح کریں؟

(ب) تلخیص کا پورا نام کیا ہے؟ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا؟ تلخیص کس کتاب سے ماخوذ ہے؟ اصل اور تلخیص دونوں کے مصنفین کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور کبھی غیر منکر کو منکر کی طرح بنایا جاتا ہے جب اس غیر منکر کے پاس ایسی چیز ظاہر ہووے جو انکار کی علامات سے ہو' جیسے: آیا شقیق اس حال میں کہ وہ اپنے نیزے کو عرضاً رکھے ہوئے تھا۔ بے شک

تیرے چچا کے بیٹوں میں بھی نیزے ہیں۔

تشریح: یہاں سے ماتن کلام کو مقتضی الظاہر کے خلاف لانے کی ایک صورت بیان کر رہے کہ کبھی کبھی غیر منکر منکر کے قائم مقام کر کے اس غیر منکر سے ایسا کلام کیا جاتا ہے' جو منکر کے ساتھ کیا جاتا ہے یہ قائم مقام کرنا اس وقت ہوگا جب غیر منکر کے پاس ایسی چیز ظاہر ہو جو انکار پر دلالت کرے۔ جس طرح کہ مذکورہ مثال میں شقیق کے آنے کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ منکر ہے اس بات کا کہ اس کے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزے ہیں۔ یعنی شقیق کو بھی پتہ ہے کہ اس کے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزے ہیں مگر اس کے آنے کی حالت کہ نیزے کو عرضاً رکھ کے آنا انکار پر دلالت کر رہی ہے۔ پھر اس شقیق جو کہ غیر منکر ہے، سے منکر جیسا کلام کیا گیا یعنی تاکید والا اور کہا گیا: "ان بنی عمك فیهم رماح ۔"

(ب) تلخیص کا پورا نام: تلخیص المفتاح۔

نام رکھنے کی وجہ: اس کا نام تلخیص المفتاح اس لیے رکھا تا کہ اس کا نام اپنے معنی کے مطابق ہو جائے' کیونکہ یہ مفتاح کا خلاصہ ہی تو ہے۔

تلخیص کا ماخوذ عنہ: تلخیص مفتاح العلوم کی قسم ثالث سے ماخوذ ہے۔

تلخیص کے مصنف کا نام: علامہ عبدالرحمٰن القزوینی۔

مفتاح العلوم کے مصنف کا نام: علامہ ابو یعقوب سکاکی۔

القسم الثانی: شرح تهذیب

سوال نمبر 4: (الف) کلیات خمسہ کی تعریفیں کریں اور مثالیں دیں نیز بتائیں حیوان جنس قریب ہے یا بعید؟

(ب) محصورات اربعہ کون سے ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثالیں دیں نیز بتائیں زَیْدٌ عَالِمٌ کون سا قضیہ ہے؟

جواب: (الف) جنس کی تعریف: جنس وہ کلی ہے' جو مختلفة الحقائق کثیرین پر ماهو کے جواب میں بولی جائے جیسے: حیوان۔

نوع کی تعریف: نوع وہ کلی ہے، جو متفقة الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں بولی جائے جیسے: اِنْسَانٌ۔

فصل کی تعریف: فصل وہ کلی ہے، جو ای شئی ھو فی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے، جیسے: نَاطِقٌ انسان کے لیے۔

خاصہ کی تعریف: خاصہ وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایک حقیقت کے افراد پر بولی جائے جیسے: کَاتِبٌ انسان کے لیے۔

عرض عام کی تعریف: عرض عام وہ کلی ہے، جو افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایک حقیقت کے افراد پر نہ بولی جائے جیسے: مَاشِیٌٔ انسان کے لیے۔

لفظ ''حیوان'': حیوان جنس قریب ہے، انسان کے لیے۔

(ب) محصورات اربعہ کا بیان: محصورات اربعہ درج ذیل ہیں:

۱-موجبہ کلیہ۔ ۲-موجبہ جزئیہ

۳-سالبہ کلیہ۔ ۴-سالبہ جزئیہ

نمبر۱-موجبہ کلیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں حکم ایجابی موضوع کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے: کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ۔

نمبر۲-موجبہ جزئیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں حکم ایجابی موضوع کے بعض افراد پر ہو جیسے: بَعْضَ الْحَیْوَانُ اِنْسَانٌ ۔

نمبر۳-سالبہ کلیہ کی تعریف: سالبہ کلیہ وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں حکم سلبی موضوع کے تمام افراد پر ہو جیسے: لَا شَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِحَیْوَانٍ۔

نمبر۴-سالبہ جزئیہ کی تعریف: وہ قضیہ محصورہ ہے، جس میں حکم سلبی موضوع کے بعض افراد پر ہو جیسے: بَعْضُ الْحَیْوَانِ لَیْسَ بِحِمَارٍ۔

''زَیْدٌ عَالِمٌ'' قضیہ شخصیہ ہے، کیونکہ اس کا موضوع شخص معین ہے، جو کہ زید ہے۔

سوال نمبر5: ''قد یقال الجزئی للاخص من الشئی وھو اعم''

(الف) ترجمہ وتشریح اور بتائیں جزئی حقیقی و اضافی میں کون سی نسبت ہے۔ زید

جزئی حقیقی ہے یا اضافی یا دونوں؟

(ب) تناقض کی تعریف کریں اور اس کی شرائط لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: کبھی کبھی شئی سے اخص کو بھی جزئی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ عام ہوتی ہے۔ یعنی یہاں سے ماتن جزئی اضافی کی تعریف بیان کر رہے ہیں کہ ہر وہ مفہوم اخص جو کسی اعم کے تحت داخل ہو جزئی اضافی کہلاتا ہے۔ جزئی کی یہ تعریف عام ہے اس جزئی سے جس کے صدق علی کثیرین کو عقل جائز نہ سمجھے۔ تو معلوم ہوا جزئی حقیقی خاص ہے اور جزئی اضافی عام۔

جزئی حقیقی واضافی میں نسبت

جزئی حقیقی اور اضافی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ جزئی حقیقی اخص مطلق ہے اور جزئی اضافی اعم مطلق ہے۔ جہاں جزئی حقیقی پائی جائے گی وہاں اضافی تو ضرور ہوگی لیکن عکس ضروری نہیں۔ جیسے: زید جزئی حقیقی بھی ہے کیونکہ اس کا صدق کثیرین پر منع ہے اور جزئی اضافی بھی ہے کہ انسان کے تحت داخل ہے۔ انسان جزئی اضافی تو ہے کیونکہ حیوان کے تحت داخل ہے لیکن جزئی حقیقی نہیں، اس لئے اس کا صدق کثیرین پر منع نہیں۔

لفظ زید: زید جزئی حقیقی بھی اور جزئی اضافی بھی۔

(ب) تناقض کی تعریف: دو قضیوں کا ایجاب وسلب میں اس طرح مختلف ہونا کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کا صدق باعتبار ذات کے دوسرے کے کذب کا تقاضا کرے یعنی ان میں ایک سچا ہو اور دوسرا جھوٹا، نہ دونوں سچے ہوں نہ دونوں جھوٹے جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ، زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ کے درمیان تناقض ہے۔

تناقض کی شرائط: قضایا شخصیہ میں ''تناقض متحقق ہونے کے لیے آٹھ امور میں اتحاد کا پایا جانا شرط ہے۔ وہ آٹھ چیزیں اس شعر میں مذکور ہیں:

در تناقض ہشت وحدت شرط دان وحدت موضوع و محمول ومکان

وحدت شرط واضافت وجزو کل قوت و فعل است در آخر زمان

ان آٹھ وحدتوں میں اگر ایک بھی نہ پائی گئی تو تناقض متحقق نہ ہوگا۔

سوال نمبر 6:"دلالة اللفظ على تمام ما وضع له مطابقته وعلى جزئه تضمن وعلى الخارج التزام ."

(الف) ترجمہ وتشریح کریں اور تینوں دلالتوں کی مثالیں دیں؟

(ب) دلالت لفظی وغیر لفظی کی تعریف کریں، مثالیں دیں ہر ایک کی اقسام لکھ کر مثالیں دیں؟

(ج) تہذیب وشرح تہذیب دونوں کا لکھنے والا ایک ہے یا دو، بصورت ثانی دونوں کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: لفظ کی دلالت اس کے تمام معنیٰ پر جس کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے مطابقی ہے، اس کی جزء پر تضمنی ہے اور اس کے خارج پر التزامی ہے۔

تشریح: یہاں سے ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ دلالت لفظیہ وضعیہ کی تقسیم بیان کر رہے ہیں کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں: ۱- غیر مطابقی۔ ۲- تضمنی اور ۳- التزامی۔ جس میں لفظ اپنے پورے معنی موضوع لہ پر دلالت کرے اس کو مطابقی کہتے ہیں جیسے: انسان کی دلالت حیوان ناطق پر۔ جس میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کی جزء پر ہو اس کو تضمنی کہتے ہیں جیسے: انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا فقط ناطق پر۔ جس میں لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے لازم خارج پر ہو اس کو التزامی کہتے ہیں جیسے: انسان کی دلالت قابلِ علم ہونے پر۔

(ب) دلالت لفظی: وہ دلالت ہے جس میں دلالت کرنے والا لفظ ہو جیسے: زید کی دلالت ذات زید۔

دلالت غیر لفظی: وہ دلالت جس میں دلالت کرنے والا غیر لفظ ہو جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

ہر ایک کی اقسام: ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں تو کل چھ اقسام ہوگئیں:

نمبر ۱- لفظیہ وضعیہ جیسے: زید کی دلالت ذاتِ زید پر

نمبر ۲- لفظیہ طبعیہ جیسے: اُخ اُخ کی دلالت سینے کے درد پر

نمبر ۳- لفظیہ عقلیہ جیسے: دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والے لفظ دیز کی دلالت لافظ کے وجود پر

نمبر ۴- غیر لفظیہ وضعیہ جیسے: دوال اربعہ

نمبر ۵- غیر لفظیہ طبعیہ جیسے: گھوڑے کے ہنہنانے کی دلالت پانی اور گھاس کی طلب پر

نمبر ۶- غیر لفظیہ عقلیہ جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

(ج) تہذیب اور شرح تہذیب دونوں کا مصنف ایک نہیں ہے بلکہ دو ہیں۔

تہذیب کے مصنف کا نام: علامہ سعد الدین تفتازانی (حنفی)

شرح تہذیب کے مصنف کا نام: علامہ عبداللہ یزدی (شیعہ)

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پہلا پرچہ: قرآن مجید﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا اور آخری سوال لازمی ہے۔ باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: درج ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۲۶)

فلما جاء وقص عليه القصص مصدر بمعنى المقصوص من قتله القبطي وقصدهم قتله وخوفه من فرعون قال لا تخف نجوت من القوم الظالمين . اذلا سلطان لفرعون على مدين قالت احدهما وهي المرسلة الكبرىٰ او الصغرىٰ يابت استاجره اتخذه اجيرا يرعى غنما اى بدلنا ان خير من استاجرت القوى الامين اى استاجره لقوته وامانته فسألها عنهما فاخبرنه بما تقدم من رفعه حجر البئر ومن قوله لها امشى خلفى و زيادة انها لما جاء ته وعلم بها صوب راسه فلم يرفعه فرغب فى انكاحه .

سوال نمبر 2: فانك لا تسمع الموتىٰ ولا تسمع الصم الدعاء اذا بتحقيق الهمزتين وتسهيل الثانية بينها وبين الياء ولوا مدبرين وما انت بهٰد العمى عن ضللتهم ان ماتسمع سماع افهام وقبول الا من يؤمن بايٰتنا القرآن فهم مسلمون .

(الف) اردو میں ترجمہ کریں؟ (۵)

(ب) نشان زدہ صیغے مع تعلیل حل کریں؟ (۱۰)

(ج) سماع موتی پر اہل سنت کا عقیدہ واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (الف) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا بكسر النون وفتحها و قرى بضمها تيأسوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ لمن تاب من الشرك اى اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(ب) وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا .

دونوں آیات مبارکہ کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 4: (الف) سورۃ یٰسین کی فضیلت پر کوئی سی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) حضرت لقمان علیہ السلام کی کوئی سی پانچ نصیحتیں سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے 8 سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟ ۲۴

۱- حضرت موسیٰ علیہ السلام کس قوم کی طرف مبعوث ہوئے؟

۲- حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب علیہما السلام کا باہم رشتہ کیا تھا؟

۳- خندق کھودنے کی تجویز کس صحابی نے دی؟ ۴- انسان کی جمع کیا آتی ہے؟

۵- سورۃ یٰسین مکی ہے یا مدنی؟ ۶- ان نمن کون سا صیغہ ہے؟

۷- عنکبوت کا معنی تحریر کریں؟ ۸- ملکہ بلقیس کہاں کی بادشاہ تھی؟

۹- بلقیس کا تخت حاضر کرنے والے کون تھے اور تخت کی کیفیت کیا تھی؟

۱۰- چیونٹی نے کتنے فاصلے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز سن لی تھی؟

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

فَلَمَّا جَاءَ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى الْمَقْصُوْصِ وَمِنْ قَتْلِهِ الْقِبْطِيْ وَقَصْدِهِمْ قَتْلَهُ وَخَوْفِهِ مِنْ فِرْعَوْنَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ. اِذْلَا سُلْطَانَ لِفِرْعَوْنَ عَلٰى مَدْيَنِ قَالَتْ اِحْدٰهُمَا وَهِيَ الْمُرْسَلَةُ الْكُبْرٰى اَوِ الصُّغْرٰى يٰاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِتَّخِذْهُ اَجِيْرًا يُرْعِيْ غَنَمًا اَيْ بَدَلْنَا اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنَ اي اسْتَاْجِرْهُ لِقُوَّتِهٖ وَاَمَانَتِهٖ فَسَأَلَهَا عَنْهُمَا فَاَخْبَرَتْهُ بِمَا تَقَدَّمَ مِنْ رَفْعِهٖ حَجَرَ الْبِئْرِ وَمِنْ قَوْلِهٖ لَهَا اِمْشِيْ خَلْفِيْ وَ زِيَادَةَ اَنَّهَا لَمَّا جَاءَتْهُ وَعَلِمَ بِهَا صَوَّبَ رَاْسَهٗ فَلَمْ يَرْفَعْهُ فَرَغِبَ فِيْ اِنْكَاحِهٖ.

جواب: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں۔ ترجمہ عبارت سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ عبارت: پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو تمام قصہ سنایا۔ القصص مصدر ہے، جو مقصوص کے معنی میں ہے۔ اس سے مراد ہے آپ کا قبطی کو قتل کرنا اور ان کا آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنانا۔ آپ کا فرعون سے ڈرنا) تو شعیب علیہ السلام نے فرمایا: تو خوف نہ کر (اس لیے کہ فرعون کی حکمرانی مدین پر نہیں ہے) کہا ان دونوں (شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں) میں سے ایک نے (اور وہ بھیجی ہوئی تھی چھوٹی تھی یا

بڑی) اے ابا جان! آپ اس کو اجرت پر طلب کریں (آپ بکریاں چرالے کے لیے اسے ملازم رکھ لیں) بے شک یہ بہتر ہے ملازمت کے لیے کیونکہ یہ طاقتور بھی ہے اور امانت دار بھی۔ (یعنی آپ اس کو اجرت پر رکھ لیں اس کے قوی اور امین ہونے کی وجہ سے) تو شعیب علیہ السلام نے اس سے موسیٰ علیہ السلام کی قوت اور امانت دونوں کے بارے میں سوال کیا تو اس نے آپ کو خبر دی اس کی جو گزرا، موسیٰ علیہ السلام کے کنوئیں سے پتھر اٹھانے کے بارے میں اور آپ کے قول کی جو اس کے لیے تھا کہ تو میرے پیچھے چل اور اس پر زیادتی۔ جب آپ علیہ السلام کو اس کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے اپنے سر کو جھکا لیا اور شعیب علیہ السلام میں اپنی بیٹی کا نکاح موسیٰ علیہ السلام سے کردینے کی رغبت ہوئی۔

سوال نمبر 2: فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اذا بتحقيق الهمزتين وتسهيل الثانية بينها وبين الياء ولوا مدبرين وما انت بهٰد العمى عن ضللتهم ان ماتسمع سماع افهام وقبول الا من يؤمن باٰيتنا القرآن فهم مسلمون.

(الف) اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) نشان زدہ صیغے مع تعلیل حل کریں؟

(ج) سماع موتیٰ پر اہل سنت کا عقیدہ واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اے محبوب! بے شک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو پکار جب (ء اذا دونوں ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ ہے اور دوسری کی تسہیل کے ساتھ بھی ہے، اس ہمزہ اور ''ی'' کے درمیان) اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں اور نہیں آپ ہدایت دینے والے انہیں ان کی گمراہی سے (یہ کہ آپ سننے اور قبول کرنے والے کو نہیں سناتے ہو) مگر انہیں جو ایمان لائے ہماری آیات پر (قرآن پر) پس وہ مسلمان ہیں۔

(ب) نشان زدہ صیغوں کا حل:

(i) وَلَّوْا: یہ صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مطلق مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ بے ہمزہ وصل غیر ملحق بر باعی لفیف مقرون از باب تفعیل۔ اصل میں وَلَّيُوْا تھا یا متحرک ہے اور اس کا ماقبل مفتوح ہے قاعدہ ہے کہ جب واؤ اور ''ی'' متحرک ہوں اور ان کا ماقبل فتوح ہو تو ان کو الف سے بدل دیتے ہیں اسی مناسبت سے ''ی'' کو الف سے بدلا تو وَلَّاوْ ہو گیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف گر گیا تو وَلَّوْ ہو گیا۔

(ii) هَادٍ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد ناقص یائی از باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔ یہ اصل میں هَادِيٌ تھا ''ی'' پر ضمہ ثقیل تھا، اس کو حذف کر دیا اور هَادِيْنٌ ہو گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے ''یا'' کو حذف کر دیا تو هَادٍ ہو گیا۔

(ج) سماع موتی پر عقیدہ اہلسنّت

سماعِ موتی کے بارے میں اہلسنّت کا عقیدہ یہ ہے کہ مردے سنتے ہیں اور اس بارے میں قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ نبی علیہ السلام اکثر جنت البقیع میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں جا کر اہل قبور کو صیغہ خطاب کے ساتھ پکارا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے یہ بات لائق نہیں ہے کہ ایک شخص سنتا نہ ہو اور آپ اس کے ساتھ کلام کریں۔ نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص قبر پر جائے اور قبر والے کو سلام کرے۔ اگر قبر والا دنیا میں اسے جانتا ہو تو اس کو پہچان بھی لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے اور اگر نہ جانتا ہو تو صرف اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی کہ جب قبر والے کو قبر میں دفنا کر لوگ واپس لوٹتے ہیں تو وہ جانے والے کے جوتوں کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ آیت کریمہ میں جو مذکور ہے کہ اے محبوب آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جن سے کلام کر رہے ہیں وہ ہیں بھی مردہ بلکہ اس جگہ ان کو مردہ اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ وہ حق کی باتوں کو

سنتے ہیں مگر قبول نہیں کرتے۔ جو شخص حق کو سنے لیکن وہ قبول نہ کرے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مردہ شخص ہے کہ وہ سنتا ضرور ہے لیکن سن کر اس کو قبول کر کے اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ لہٰذا اس آیت سے مردوں کا نہ سننا ثابت نہیں ہوتا۔

سوال نمبر 3: (الف) قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا بكسر النون وفتحها و قرى بضمها تيأسوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ لمن تاب من الشرك اى اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(ب) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۔

دونوں آیات مبارکہ کا شان نزول تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) پہلی آیت کے شان نزول کے بارے میں دو قول ہیں؛ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) بعض کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے دین کو برحق مانتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں ایمان قبول کر لیں لیکن ہم نے گمراہی کے زمانہ میں گناہ کیے ہیں جس وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آ سکتے ہیں؛ لہٰذا ہمارے ایمان لانے سے کیا فائدہ ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اے میرے حبیب آپ میرے بندوں کے سوال پر یہ فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان کے تمام گناہوں کو بخش دے گا۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت وحشی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں؛ جب مکہ فتح ہوا تو مکہ چھوڑ کر حبشہ کی طرف چلے گئے۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لایا گیا تو آپ نے ان کو ایمان کی تبلیغ فرمائی۔ انہوں نے عرض کیا قرآن میں تو یہ فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝ لہٰذا اگر میں ایمان لے آؤں تو

کیا فائدہ ہوگا؟ تو اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ میرے بندو! تم ناامید نہ ہو اللہ کریم تو تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

(ب) دوسری آیت کا شانِ نزول

یہ آیت سیدہ امیمہ رضی اللہ عنہا (جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں)، حضرت عبداللہ بن جحش اور ان کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

واقعہ یوں ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آزاد کردہ غلام جن کا نام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے بعض کے ساتھ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہ (جو آپ کی پھوپھی زاد ہیں) کے نکاح کا فیصلہ فرمادیا اور یہ فیصلہ حضرات کے دل پر گراں گزرا کہ ایک غلام کے ساتھ ہماری بہن کا نکاح؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کسی مومن اور مومنہ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس میں اپنے اختیار کو دخل دیں بلکہ ان پر لازم ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کردیں۔ جو آدمی بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) سورۂ یٰسین کی فضیلت پر کوئی سی دو احادیث مبارکہ تحریر کریں؟

(ب) حضرت لقمان علیہ السلام کی کوئی سی پانچ نصیحتیں سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) سورۂ یٰسین کی فضیلت پر احادیث:

(۱) نبی علیہ السلام نے فرمایا ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے، جو شخص سورۂ یٰسین ایک بار پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے دس قرآن کی تلاوت کا ثواب عطا کرے گا۔

(۲) سیدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم میں ایک ایسی سورت ہے، جو اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی ہے، اپنے سننے والے کے لیے بخشش کی دعا مانگتی ہے اور

وہ سورۂ یٰسین ہے۔ اسے تورات میں معمہ کہا گیا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! معمہ کیا ہے؟ فرمایا: اپنے صاحب کے لیے دنیا کی خیر مہیا کرنے والی اور اس سے آخرت کی ہولناکیاں دور کرنے والی۔ اسے دافعہ اور قافیہ بھی کہتے ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! وہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ اپنے پڑھنے والے سے ہر مصیبت اور دکھ کو دور کردیتی ہے اور اس کے پڑھنے والے کی ہر حاجت پوری ہوتی ہے۔

(ب) حضرت لقمان علیہ السلام کی پانچ نصیحتیں:

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو چند نصیحتیں کیں جن میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

(۲) نماز قائم کرنا۔ (۳) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا۔

(۴) جو بھی مصیبت اور تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا۔

(۵) زمین پر اکڑ اکڑ کر نہ چلنا۔

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے 8 سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟

۱- حضرت موسیٰ علیہ السلام کس قوم کی طرف مبعوث ہوئے؟

۲- حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب علیہما السلام کا باہم رشتہ کیا تھا؟

۳- خندق کھودنے کی تجویز کس صحابی نے دی؟

۴- انسان کی جمع کیا آتی ہے؟

۵- سورۂ یٰسین مکی ہے یا مدنی؟

۶- اِنَ نَّمُنَّ کون سا صیغہ ہے؟

۷- عنکبوت کا معنی تحریر کریں؟

۸- ملکہ بلقیس کہاں کی بادشاہ تھی؟

۹- بلقیس کا تخت حاضر کرنے والے کون تھے اور تخت کی کیفیت کیا تھی؟

۱۰- چیونٹی نے کتنے فاصلے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز سن لی تھی؟

جواب: (سوالوں کے جوابات)

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل اور قبطی قوم کی طرف مبعوث ہوئے۔

(۲) حضرت شعیب علیہ السلام سسر ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے داماد ہیں۔

(۳) خندق کھودنے کی تجویز حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دی۔

(۴) انسان کی جمع انس اور ناس آتی ہے۔

(۵) سورۂ یٰسین مکی ہے۔

(۶) صیغہ جمع متکلم فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔ یادرہے کہ اَنْ نَّمُنَّ میں صیغہ نمن ہے اور اَنْ حروف نواصب میں سے ایک ہے جو فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں۔

(۷) عنکبوت کا معنی مکڑی ہے۔

(۸) ملکہ بلقیس وادی سبا کی بادشاہ تھیں۔

(۹) بلقیس کا تخت حاضر کرنے والے کا نام آصف بن برخیا تھا جو کہ کتاب کا علم رکھتے تھے۔ تخت کی کیفیت یہ تھی کہ وہ 80 گز لمبا، 40 گز چوڑا اور 30 گز اونچا تھا۔ ہیرے، جواہرات اور زمرد سے مزین تھا۔ اس کے ستون سرخ یاقوت کے تھے، سات کمروں میں بند تھا جن کو تالے لگے ہوئے تھے اور سخت پہرے میں تھا۔

(۱۰) چیونٹی نے چھ (6) میل کے فاصلے سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز سن لی تھی۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث وعربی ادب﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: القسم الاول میں سے کوئی سے تین سوال حل کریں اور القسم الثانی میں سے دونوں سوال حل کریں۔

القسم الاول: حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجيء قوم يقولون لا قدر ثم يخرجون منه الى الزندقة فاذا القيتموهم فلا تسلموا عليهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوا جنائزهم فانهم شيعة الدجال ومجوس هذه الامة وحقا على الله ان يلحقهم بهم فى النار ۔

۱- حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۲)

۲- حدیث شریف کی تشریح کریں؟ (۸)

سوال نمبر 2: عن ابى سعيد رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الانسان يسجد على سبعة اعظم جبهته ويديه وركبتيه ومقدم قدميه واذا سجد احدكم فليضع كل عضو موضعه واذا ركع فلا يدبح تدبيح الحمار ۔

۱- حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں نیز راوی کا مکمل نام تحریر کریں؟ (۸)

۲- اعضاء سبعہ سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی تشریح سپرد قرطاس کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر3: ۱- مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ کسوف کا طریقہ تحریر کریں؟ (۱۰)

۲- مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ استخارہ اور دعاء استخارہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر4: عن زید بن ثابت انه جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال له هل تزوجت قال لاقال تزوج تستعف مع عفتك ولا تزوجن خمسا قال ماهن قال لاتزوجن شهبرة ولا نهبرة ولا لهبرة ولا هبدرة ولا لفوتا .

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟ نیز پانچ خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

القسم الثانی: ادب عربی

سوال نمبر5: کوئی سے چھ اشعار کا ترجمہ اوران کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟ (۳۰)

۱- الا رب لك منهن صالح — ولا سيما يوم بدارة جلجل

۲- افاطم مهلا بعض هذا التدلل — وان كنت قد ازمعت صرمي فاجملي

۳- مهفهفة بيضاء غير مفاضة — ترائبها مصقولة كالسجنجل

۴- فظل طهاة اللحم من بين منضج — صفيف شواء او قدير معجل

۵- كان ثبيرا في عرانين وبله — كبير اناس في بجاد مزمل

۶- واتلع نهاض اذا صعدت معه — كسكان بوصي بدجلة مصعد

۷- وان شئت لم ترقل وان شئت ارقلت — مخافة ملوى من القد محصد

۸- ترا جثوتين من تراب عليهما — صفائح صم من صفيح مضند

۹- تعفى الكلوم بالمئين فاصبحت — ينجمها من ليس فيها بمجرم

۱۰- رأيت المنايا خبط عشواء من تصب — تمته ومن تخطی يعمر فيهرم

سوال نمبر6: سبع معلقات کی وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز تین معلقات کے شعراء کے نام تحریر کریں؟ (۱۰)

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی

﴿القسم الاول: حدیث شریف﴾

سوال نمبر1: عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يجيء قوم يقولون لا قدر ثم يخرجون منه الى الزندقة فاذا لقيتموهم فلا تسلموا عليهم وان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوا جنائزهم فانهم شيعة الدجال ومجوس هذه الامة وحقا على الله ان يلحقهم بهم في النار .

۱- حدیث شریف پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

۲- حدیث شریف کی تشریح کریں؟

جواب: ۱- اعراب مع الترجمہ: عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ لَا قَدَرَ ثُمَّ يُخْرِجُوْنَ مِنْهُ اِلَى الزَّنْدِقَةِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْا جَنَائِزَهُمْ فَاِنَّهُمْ شِيْعَةُ الدَّجَّالِ وَمَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَحَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُلْحِقَهُمْ بِهِمْ فِي النَّارِ .

ترجمہ حدیث شریف: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک ایسی قوم آئے گی جو کہیں گے کہ تقدیر کوئی شئی نہیں ہے پھر وہ بے دینی کی طرف نکلیں گے۔ پس جب تم ان سے ملو تو انہیں سلام نہ کرو اگر وہ بیمار ہوں تو تم ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو۔ بے شک وہ دجال کا گروہ ہے اس امت کے مجوس ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ بات حق ہے کہ ان کو آگ میں ڈال دے۔

۲-حدیث شریف کی تشریح: اس حدیث میں نبی علیہ السلام نے تقدیر کے بارے میں فرمایا ہے کہ تقدیر حق ہے اور اس کا انکار بے دینی ہے۔ تقدیر کے ثبوت پر قرآن و حدیث میں بے شمار دلائل موجود ہیں۔ اہل قدریہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چیزوں کے احوال اور حالات وواقعات جو رونما ہونے والے ہوتے ہیں، ان کو پہلے سے مقدر نہیں فرمایا بلکہ وہ دو خداؤں کے قائل ہیں۔ ایک خالق الخیر اور دوسرا خالق الشر۔ یہ عقیدہ احادیث مبارکہ اور نصوصِ قرآنیہ کے خلاف ہے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ حقوق جو ایک انسان کے دوسرے پر ہیں وہ بھی ان کے ساتھ نہیں کرنا ہیں۔ جن لوگوں کا ایسا باطل عقیدہ ہے ان سے میل جول یہاں تک کہ اگر وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی جائے۔ اگر وہ ملیں تو نہیں رکھنا چاہئے۔ انہیں سلام نہ کیا جائے اور اگر وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت نہ کی جائے۔ علاوہ ازیں حدیث مبارکہ میں اس عقیدے کے ماننے والوں کو دجال کا گروہ قرار دیا گیا ہے اور اس امت کے مجوسی کہا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح دجال کا عقیدہ باطل ہے، ایسے ہی ان کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ انہیں قدریہ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔

سوال نمبر2: عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانسان یسجد علی سبعة اعظم جبهته ویدیه ورکبتیه ومقدم قدمیه واذا سجد احدکم فلیضع کل عضو موضعه واذا رکع فلا یدبح تدبیح الحمار .

۱-حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں نیز راوی کا مکمل نام تحریر کریں؟

۲-اعضاء سبعہ سے کیا مراد ہے؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی تشریح سپرد قرطاس کریں؟

جواب:

۱-ترجمہ حدیث مبارکہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے: پیشانی، دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے اگلے حصوں پر۔ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو چاہیے کہ وہ

ہر عضو کو اس کی جگہ پر رکھے۔ جب رکوع کرے تو وہ گدھے کی طرح نہ جھکے۔

راوی کا مکمل نام: اس حدیث کے راوی کا مکمل نام ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔

۲-اعضاء سبع سے مراد: اعضاء سبع سے مراد درج ذیل سات اعضاء ہیں:

(۱) پیشانی، (۲،۳) دونوں ہاتھ، (۴،۵) دونوں گھٹنے۔ (۶،۷) دونوں پاؤں۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

رکوع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان جب رکوع کرے تو اس کا سر اور پیٹھ برابر ہونا چاہیے، پیٹھ کو اونٹ کی کوہان کی طرح نہ کرے بلکہ اس انداز میں رکوع کرے کہ اگر پانی کا بھرا ہوا گلاس اس کے اوپر رکھ دیا جائے تو وہ ساکن ہو جائے اور نہ گرے۔ ایسا بھی نہ کرے کہ اس کا سر نیچے جھکا ہوا ہو جس طرح کہ گدھا اپنے سر کو جھکا لیتا ہے۔ حدیث شریف میں رکوع کی حالت میں سر نیچے جھکا دینے کو گدھے کے ساتھ تشبیہ اس کی کراہت کی وجہ سے دی گئی ہے۔

سوال نمبر3: ۱-مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ کسوف کا طریقہ تحریر کریں؟

۲-مسند امام اعظم کی روشنی میں نمازِ استخارہ اور دعاء استخارہ لکھیں؟

جواب: ۱-نمازِ کسوف کا طریقہ: نماز کسوف وہ نماز ہے، جو سورج گہن لگ جانے پر پڑھی جاتی ہے اور اس کا ادا کرنا سنت ہے فرض یا واجب نہیں ہے۔ خطبہ کے علاوہ اس نماز کو پڑھنے کی وہی شرائط ہیں جو نماز جمعہ کے لیے ہیں، جبکہ اس کو با جماعت ادا کیا جائے۔ اگر اکیلے پڑھی جائے تو بھی درست ہے۔ اس کو ادا کرنا دو دو رکعتوں کے ساتھ بھی صحیح ہے اور چار رکعتیں اکٹھی ادا کرنا بھی درست ہے۔ اگر نماز کے ممنوع وقت میں سورج کو گہن لگ جائے تو نماز نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا مانگی جائے۔ اس نماز کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کو طول دیا جائے کہ سورج کا گہن ختم ہو جائے اور اس میں لمبی لمبی سورتیں مثلاً سورۂ بقرہ، آل عمران اور مائدہ وغیرہ کی قرأت کی جائیں۔ اگر نماز مختصر پڑھی جائے اور دعا لمبی مانگی جائے بھی جائز وتب ہے۔

۲- نمازِ استخارہ اور دعائے استخارہ: اگر کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اسے یہ خوف لاحق ہو کہ یہ کام کرنا میرے لیے بہتر ہے یا نہیں تو وہ وضو کر کے دو رکعتیں پڑھے جس طرح کہ باقی نمازیں پڑھی جاتی ہیں؛ تو اللہ تعالیٰ اس کی بہتر رہنمائی فرمائے گا اور نماز مکمل کرنے کے بعد دعائے استخارہ پڑھے۔

دعائے استخارہ یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَتَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا الْاَمْرُ خَيْرًا لِّيْ فِيْ مَعِيْشَتِيْ وَخَيْرًا لِّيْ فِيْ عَاقِبَةِ اٰخِرِيْ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ ۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: وَاِنْ كَانَ غَيْرُهٗ فَاَقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ ۔

سوال نمبر 4: عن زيد بن ثابت انه جاء الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال له هل تزوجت قال لاقال تزوج تستعف مع عفتك ولا تزوجن خمسا قال ماهن قال لاتزوجن شهبرة ولا نهبرة ولا لهبرة ولا هبدرة ولا لفوتا ۔

حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں نیز پانچ خط کشیدہ الفاظ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: ترجمہ حدیث مبارکہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا تو نے شادی کی ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نکاح کر پاک دامنی اختیار کر اور تو ہرگز نکاح نہ کر پانچ عورتوں سے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کون سی پانچ عورتیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہ نکاح کر شہبرہ سے، نہ نہبرہ سے، نہ ہی لہبرہ سے، نہ ہبدرہ سے اور نہ لفوت سے۔

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح: شہبرہ: وہ عورت ہے، جو فربہ یعنی حد سے زیادہ موٹی ہو۔ نہبرہ: وہ عورت ہے، جو لمبی ہو اور دبلی پتلی ہو۔ لہبرہ: وہ عورت ہے، جو بوڑھی ہو۔ ہبدرہ: وہ عورت ہے، جو چھوٹے قد والی ہو۔ لفوت: وہ عورت ہے، جو پہلے خاوند سے بچے

لے کر آئے۔ ان عورتوں سے ممانعت نکاح کی وجہ انسان کی عدم رغبت ہے جس سے مقصد نکاح فوت ہو جاتا ہے۔

القسم الثانی: ادب عربی

سوال نمبر 5: کوئی سے چھ اشعار کا ترجمہ اور ان کے خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

١- الا رب لك منهن صالح ـــ ولا سيما يوم بدارة جلجل
٢- افاطم مهلا بعض هذا التدلل ـــ وان كنت قد ازمعت صرمى فاجملى
٣- مهفهفة بيضاء غير مفاضة ـــ ترائبها مصقولة كالسجنجل
٤- فظل طهاة اللحم من بين منضج ـــ صفيف شواء او قدير معجل
٥- كان ثبيرا فى عرانين وبله ـــ كبير اناس فى بجاد مزمل
٦- واتلع نهاض اذا صعدت معه ـــ كسكان بوصى بدجلة مصعد
٧- وان شئت لم ترقل وان شئت ارقلت ـــ مخافة ملوى من القد محصد
٨- ترا جشوتين من تراب عليهما ـــ صفائح صم من صفيح مضند
٩- تعفى الكلوم بالمئين فاصبحت ـــ ينجمها من ليس فيها بمجرم
١٠- رأيت المنايا خبط عشواء من تصب ـــ تمته ومن تخطى يعمر فيهرم

ترجمہ اشعار:

۱- خبردار! بہت سارے دن ان میں سے تیرے لیے اچھے ہیں خاص کر وہ دن جو دار جلجل میں گزرا۔

۲- اے فاطمہ تو اپنے ناز ونخرے سے باز آ اس تذلیل کے بعد اور اگر تو مجھے چھوڑنے کا پکا ارادہ کر چکی ہے تو مجھے اچھے طریقے سے چھوڑ دے۔

۳- وہ پتلی کمر والی، صاف اور سفید رنگ والی، دبلے پتلے پیٹ والی اور اس کا سینہ شیشے کی طرح روشن ہے۔

۴- گوشت پکانے والے دو حصوں میں تقسیم ہو گئے کچھ وہ تھے جو کباب بھونتے تھے اور کچھ وہ تھے جو ہنڈیا میں جلدی پکاتے تھے۔

۵- گویا بارش کے ابتدائی بڑے بڑے قطرے پڑنے سے ثبیر پہاڑ یوں تھا جیسے: سردار لوگ دھاری دار چادر لپیٹ رہے تھے۔

۶- اور وہ اونٹنی لمبی گردن والی ہے، جب وہ اپنی گردن کو بلند کرتی ہے تو ایسے لگتی ہے جیسے: کشتی کی اوپر کو اٹھی ہوئی دم ہو جب وہ دجلہ میں چل رہی ہوتی ہے۔

۷- اور اگر تو چاہے کہ وہ تیز نہ چلے تو وہ تیز نہیں چلے گی اور اگر تو چاہے کہ تیز چلے تو وہ دوڑتی ہے' کیونکہ اس سے اس کو بکری کے چمڑے سے بٹے ہوئے مضبوط کوڑے کا ڈر ہوتا ہے۔

۸- ان قبروں کو تو مٹی کے دو ٹیلے دیکھے گا جن کے اوپر چوڑے سخت پتھر ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوئے ہیں۔

۹- سیکڑوں اونٹ دیت میں دینے سے زخم تو مٹائے جاتے ہیں اور یہ دیت وہ لوگ دیتے ہیں جو اس دیت میں مجرم نہیں ہوتے اور دیت تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کی جاتی ہے۔

۱۰- میں نے موتوں کو اونٹنی کی طرح دیکھا ہے کہ جس کو آجاتی ہیں اس کو مار دیتی ہیں اور جس سے خطا کرتی ہیں اس کو لمبی زندگی دے جاتی ہیں اور وہ بوڑھا ہو جاتا ہے۔

خط کشیدہ صیغوں کا حل:

۱- یُعَمَّرُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفعیل۔

۲- یُنَجِّمُهَا: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل صحیح از باب تفعیل۔

۳- مَخَافَة: یہ مصدر میمی ہے ثلاثی مجرد اجوف واوی باب سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہے۔

۴- صَعَدَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب بحث فعل ماضی مطلق مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

۵- مُزْمِلٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی باہمزہ وصل صحیح از باب اِفْعِلَّ۔

۶- مُهَفْهَفَةٌ: صیغہ واحد مؤنث اسم مفعول رباعی مجرد از باب فعللة۔ پتلی کمر والی۔

۷- قَدْ اِزَّمَّعَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی قریب ثلاثی مزید فیہ از باب اِفَّعَّلَ۔

۸- صَالِحٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

سوال نمبر 6: سبع معلقات کی وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز تین معلقات کے شعراء کے نام تحریر کریں؟

سبع معلقات کی وجہ تسمیہ: زمانہ جاہلیت میں اہل عرب میلے سجاتے اور ان میں اس زمانے کے نامور شعراء کے درمیان شاعری میں مقابلہ ہوتا، جس شاعر کے اشعار کے اندر تشبیہات و کنایات اور مفہوم کے اعتبار سے عمدگی ہوتی تھی تو اس کے اشعار کو اعزاز بخشتے ہوئے لوگ ان کو بیت اللہ شریف کی دیواروں پر لٹکا دیتے تھے۔ جب اس کے بعد کوئی اور شاعر اس سے اچھے اشعار کہتا تو ان کو اتار کر اس کی جگہ اس کے اشعار لٹکا دیے جاتے تھے۔ کتاب سبع معلقات میں انہی اشعار میں سے چند ایک قصیدے ہیں' جن کو بیت اللہ کی دیواروں پر لٹکایا گیا تھا۔ چونکہ معلقہ کا معنی بھی لٹکایا ہوا ہے اسی مناسبت سے اس کتاب کا نام سبع معلقات رکھا گیا ہے۔

سبع معلقات کے تین شعراء کے نام:

۱- امراء القیس بن حجر بن عمرو الکندی۔

۲- لطرفۃ بن العبد البکری۔

۳- زہیر بن ابی سلمٰی۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: کوئی چار سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) کنواں پاک کرنے کے لیے کن صورتوں میں کل پانی نکالنا ضروری ہے؟(۱۰)

(ب) اگر کنوئیں میں بکری کی مینگنی یا چڑیا کی بیٹ گر جائے تو کیا حکم ہے؟(۵)

(ج) وسؤر الحمار والبغل مشكوك کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟(۱۰)

سوال نمبر2: (الف) ومن شرع فی نافلة ثم افسدها قضاها،

عبارت میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت کریں اور اس کے متعلق شوافع اور احناف کا مذہب تحریر کریں؟(۸)

(ب) واذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيهما قبل طلوع الشمس

فجر کی دوسنتوں اور باقی اوقات کی سنتوں کی قضا کے متعلق شیخین اور امام محمد کا اختلاف تحریر کریں؟(۸)

(ج) القراءة فی الفرائض واجبة فی الركعتين وقال الشافعی الخ

احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک فرض کی کتنی رکعتوں میں قرأت واجب ہے؟(۹)

سوال نمبر 3: (الف) سفر شرعی کی مقدار کیا ہے اس کی وجہ سے کون کون سے احکامات تبدیل ہوجاتے ہیں؟(۸)

(ب) جمعہ کے قیام کی شرائط بیان کریں؟(۹)

(ج) شہید شرعی کی تعریف اور اس کے احکامات بیان کریں؟(۸)

سوال نمبر 4: (الف) زکوٰۃ کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہوئے سونا، چاندی، اونٹ اور بکری کا نصاب زکوٰۃ بیان کریں؟(۱۵)

(ب) ليس فی اقل من ثلثين من البقر صدقة فاذا كانت ثلثين سائمة وحال عليها الحول ففيها تبيع او تبيعة وفی اربعين مسن او مسنة ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور بتائیں تبیع، تبيعة، مسن، مسنة سے کیا مراد ہے؟(۱۰)

سوال نمبر 5: (الف) کون سی صورتوں میں روزے کی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟ نیز روزہ کا کفارہ کیا ہے؟(۱۰)

(ب) حج کے ارکان ذکر کرتے ہوئے حج قران، حج تمتع، حج افراد کی تعریفات قلمبند کریں؟ نیز بتائیں کہ میقات سے کیا مراد ہے اور برصغیر والوں کا میقات کیا ہے؟(۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) کنواں پاک کرنے کے لیے کن صورتوں میں کل پانی نکالنا ضروری ہے؟

(ب) اگر کنوئیں میں بکری کی مینگنی یا چڑیا کی بیٹ گر جائے تو کیا حکم ہے؟

(ج) وسؤر الحمار والبغل مشکوک کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) وہ صورتیں جن میں کنویں کا سارا پانی نکالنا ضروری ہے، درج ذیل ہیں:

۱- چھوٹے کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔

۲- اگر کنوئیں میں نجاست گر جائے مثلاً خون، پیپ یا پیشاب کا قطرہ وغیرہ اور کنواں بھی چھوٹا ہو تو خواہ نجاست تھوڑی ہو یا زیادہ اس کا کل پانی نکالا جائے گا۔

۳- اگر کنوئیں میں بکری یا انسان گر کر مر جائے تو کنوئیں کا سارا پانی نکالا جائے گا۔

۴- اگر کنوئیں میں خنزیر گر جائے خواہ وہ زندہ نکالا گیا یا مردہ اس کا منہ پانی کو پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو ہر حال میں کنوئیں کا کل پانی نکالنا ضروری ہے' کیونکہ خنزیر نجس العین ہے۔ صرف اس کا گرنا بھی کنوئیں میں موجود پانی کو ناپاک کر دے گا۔

۵- کوئی جانور کنوئیں میں گر کر مرنے کے بعد پھول جائے یا پھٹ جائے اگرچہ جانور چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، کنوئیں کا کل پانی نکالا جائے گا۔

تمام پانی نکالنا ممکن نہ ہو تو:

اس بارے میں آئمہ فقہ نے دو طریقے بیان فرمائے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- پہلا طریقہ: ایک طریقہ تو یہ ہے کہ وہ کنواں جس کا سارا پانی نکالنا ناممکن ہو تو اس سے دو سو ڈول پانی نکالے جائیں تو وہ کنواں پاک ہو جائے گا۔

۲- دوسرا طریقہ: ایسے کنوئیں کو پاک کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی چیز کے ساتھ کنوئیں میں موجود پانی کی گہرائی اور چوڑائی کی پیائش کر لی جائے پھر اسی پیائش کی مقدار کنوئیں کے پاس ایک گڑھا کھود لیا جائے اور کنوئیں کا پانی نکال کر اس گڑھے میں ڈالا جائے۔ جب وہ گڑھا بھر جائے تو کنوئیں کا پانی پاک ہو جائے گا۔

(نوٹ) کنوئیں کو پاک کرنے کے لیے نکالے گئے پانی کا اعتبار تب ہوگا جب نجاست کو کنوئیں سے نکالنے کے بعد وہ پانی نکالا ہو۔ اگر نجاست نکال لینے سے پہلے پانی نکالا خواہ دو سو ڈول ہی نکالا ہو، کنواں پاک نہ ہوگا۔

(ب) کنوئیں میں اگر بکری کی مینگنی یا چڑیا کی بیٹ گر جائے تو اس سے کنوئیں کا پانی نجس نہیں ہوگا جب تک کہ دیکھنے والا ان کو زیادہ شمار نہ کرے۔ جب کنوئیں کا پانی نکالا جائے تو ایک ڈول بھی اس سے خالی نہ ہو تو اس وقت یہ نجاست کثیر شمار ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ قلیل نجاست ہے اور اس قلیل نجاست سے بچنا چونکہ دشوار ہے اور اس میں حرج ہے، لہٰذا یہ معاف ہے۔

(ج) وسؤر الحمار والبغل مشکوک کی تشریح:

اس عبارت میں بتایا گیا ہے کہ گدھے اور خچر کا جوٹھا مشکوک ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ پاک ہونے میں مشکوک ہے اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ یہ پاک کرنے میں مشکوک ہے۔ گدھے کے حرام ہونے اور پلید ہونے کو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ترجیح حاصل ہے، چونکہ خچر بھی اسی کی مثل ہوتا ہے، لہٰذا وہ بھی اسی کے حکم میں ہے۔ جب ان دونوں کا جھوٹا پانی موجود ہو اور اس کے علاوہ کوئی پانی نہ ہو تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ تیمّم بھی کیا جائے اور ان کے جھوٹے پانی سے وضو بھی کیا جائے۔

سوال نمبر 2: (الف) ومن شرع فی نافلة ثم افسدھا قضاھا،

عبارت میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت کریں اور اس کے متعلق شوافع اور احناف کا مذہب تحریر کریں؟

(ب) واذا فاتته رکعتا الفجر لا یقضیهما قبل طلوع الشمس

فجر کی دوسنتوں اور باقی اوقات کی سنتوں کی قضا کے متعلق شیخین اور امام محمد کا اختلاف تحریر کریں؟

(ج) القراءة فی الفرائض واجبة فی الرکعتین وقال الشافعی الخ

احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک فرض کی کتنی رکعتوں مین قرأت واجب ہے؟

جواب: (الف) مسئلہ کی وضاحت اور ائمہ فقہ کا اختلاف:

احناف کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نوافل میں شروع ہوا اور اس نے ان کو مکمل کرنے کے بغیر ہی فاسد کر دیا تو اس صورت میں دوبارہ ان کی قضاء کرنا لازم ہے، کیونکہ نفلی نماز جب تک شروع نہ کی جائے وہ نفل ہے اور جب شروع کر لی جائے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص پر قضاء واجب نہیں ہے، کیونکہ نفل والا خوشی سے ایک کام کرنے والا ہے' جو اس پر لازم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما علی المحسنین من سبیل (کہ نیکی کرنے والوں کے خلاف کوئی راہ نہیں ہے) لہٰذا اس پر قضاء لازم نہیں ہے۔

(ب) فجر کی دوسنتوں اور باقی اوقات کی سنتوں کی قضاء کے بارے میں شیخین اور امام محمد کا اختلاف:

فجر کی دوسنتوں کو اگر فرائض سے پہلے ادا نہ کر سکے تو بعد میں ان کی قضاء کے متعلق ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ شیخین کے نزدیک ان کی قضاء لازم نہیں ہے جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اچھا اور حسین یہ ہے کہ فجر کی دوسنتوں کی قضاء زوال کے وقت سے پہلے تک کی جاسکتی ہے، کیونکہ نبی علیہ السلام نے لیلۃ التعریس میں سورج کے

بلند ہو جانے کے بعد ان کی قضاء فرمائی ہے۔ شیخین کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ سنتیں نفل کی طرح ہیں اور فجر کی نماز کے بعد نفل نہیں ہوتے اور سورج کے بلند ہونے کے بعد بھی سنتوں کی قضاء لازم نہیں۔ جو حدیث بطور دلیل امام محمد نے بیان فرمائی ہے وہ اس وقت ہے جب فرض کے ساتھ سنتیں بھی قضاء ہو گئی ہوں لیکن یہ بھی اس وقت ہے جب زوال سے پہلے پہلے اس کی قضاء کرے۔ اگر زوال کے وقت کے بعد قضاء کرے گا تو سنتوں کی قضاء لازم نہیں ہے۔

(ج) احناف، شوافع اور مالکیہ کے نزدیک فرض کی جتنی رکعتوں میں قرأت واجب ہے:

احناف کے نزدیک فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض کی تمام رکعتوں میں قرأت واجب ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض کی تین رکعتوں میں قرأت فرض ہے، کیونکہ اکثر کل کے قائم مقام ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِقِرَاْءَۃٍ، کہ نماز قرأت کے بغیر نہیں ہے اور ہر رکعت نماز ہے، لہٰذا ہر رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے۔ احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فاقرء وا ما تیسر من القراٰن، جو قرآن سے آسان لگے وہ پڑھو۔ یہ امر ہے اور امر تکرار کا مقتضی نہیں ہوتا۔ البتہ دوسری رکعت میں جو قرأت کو فرض قرار دیا گیا ہے وہ پہلی رکعت کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے، کیونکہ باقی احکام میں دوسری رکعت پہلی کے مشابہ ہے جبکہ آخری دو رکعتیں پہلی کی طرح نہیں ہیں بلکہ احکام میں مختلف ہیں۔

قرأت کے خفی ہونے کی وجہ سے اور سفر کی صورت میں ان کے ساقط ہوجانے کی وجہ سے۔ قرأت کی مقدار میں کمی کی وجہ سے کہ جتنی مقدار قرأت پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے آخری میں اتنی مقدار قرأت نہیں ہوتی۔

حدیث شریف جو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بطور دلیل بیان کی ہے اس میں لفظ

صلوٰۃ کا ذکر صراحتاً مذکور ہے اور عرف میں صلوٰۃ دو رکعتوں کو ہی کہا جاتا ہے کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا پھر دو رکعتیں پڑھنے سے وہ حانث ہو جائے گا۔

سوال نمبر 3: (الف) سفر شرعی کی مقدار کیا ہے اس کی وجہ سے کون کون سے احکامات تبدیل ہو جاتے ہیں؟

(ب) جمعہ کے قیام کی شرائط بیان کریں؟

(ج) شہید شرعی کی تعریف اور اس کے احکامات بیان کریں؟

جواب: (الف) سفر کی مقدار:

سفر شرعی کی مقدار یہ ہے کہ اونٹ درمیانی چال چلتے ہوئے تین دنوں اور تین راتوں میں جتنی مسافت طے کرے۔ دورِ حاضر کے مطابق سفر شرعی تقریباً 92 کلومیٹر بنتا ہے۔

وہ احکام جو سفر شرعی سے تبدیل ہو جاتے ہیں:

وہ احکام جو سفر کی حالت میں تبدیل ہو جاتے ہیں، درج ذیل ہیں:

سفر میں نماز کے قصر کا حکم ہے۔ سفر کی حالت میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے میں اختیار ہے۔ تین دنوں اور تین راتوں کی مسافت کا سفر عورت بغیر محرم کے نہیں کر سکتی۔ جمعہ اور عیدین کی نماز حالت سفر میں ساقط ہو جاتی ہے۔ مسافر پر قربانی کرنا بھی واجب نہیں ہے۔

(ب) قیام جمعہ کی شرائط:

قیامِ جمعہ کی سات شرائط درج ذیل ہیں:

۱- شہر یا مضافاتِ شہر ہونا۔ ۲- بادشاہ یا اس کے نائب کا جمعہ قائم کرنا۔

۳- ظہر کا وقت ہونا۔ ۴- نماز جمعہ سے پہلے خطبہ پڑھنا اور ایسے لوگوں کا حاضر ہونا جن سے نماز منعقد ہو سکے۔

۵- اذنِ عام ہونا۔ ۶- جماعت۔ ۷- امام کے ساتھ کم از کم تین لوگوں کا ہونا۔

(ج) شہید شرعی کی تعریف اور اس کے احکام:

شہید شرعی وہ شخص ہے جس کو اہل حرب یا اہل بغی یا ڈاکو نے قتل کیا ہو یا وہ میدان

جنگ میں مردہ حالت میں پایا گیا ہو اور اس کے جسم پر زخم کے نشان ہوں یا میدان جنگ میں زخمی ہوا ہو اور اسی زخم سے اس کی موت واقع ہوئی ہو۔

شہید کے احکام: شہید کو اس کے خون اور انہیں کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کا خون نہیں دھویا جائے گا' نہ ہی اس کے کپڑے اتارے جائیں گے اور نہ اس کو غسل دیا جائے گا۔ البتہ زائد سامانِ جنگ اور موزے وغیرہ ہوں تو وہ اتار لیے جائیں گے۔ کفن کو پورا کرنے کے لیے کمی بیشی جائز ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) زکوٰۃ کی لغوی اور شرعی تعریف کرتے ہوئے سونا، چاندی، اونٹ اور بکری کا نصاب زکوٰۃ بیان کریں؟

(ب) ليس في اقل من ثلثين من البقر صدقة فاذا كانت ثلثين سائمة وحال عليها الحول ففيها تبيع او تبيعة وفي اربعين مسن او مسنة ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور بتائیں تبیع، تبیعة، مسن، مسنة سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) زکوٰۃ کا لغوی معنی: زکوٰۃ کا لغوی معنی پاک کرنا اور صاف کرنا ہے۔

شرعی تعریف: مخصوص مال کا مخصوص شخص کو مالک بنانا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔

سونا، چاندی، اونٹ اور بکری کا نصاب زکوٰۃ:

☆ سونے کا نصاب زکوٰۃ ساڑھے سات تولے ہے۔

☆ چاندی کا نصاب زکوٰۃ ساڑھے باون تولے ہے۔

☆ اونٹوں کا نصاب زکوٰۃ پانچ اونٹ ہیں۔

☆ بکریوں کا نصاب زکوٰۃ چالیس بکریاں ہیں۔ چالیس سے اگر کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

(ب) اعراب و ترجمہ عبارت:

لَيْسَ فِي اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِيْنَ مِنَ الْبَقَرِ صَدَقَةٌ فَاِذَا كَانَتْ ثَلٰثِيْنَ سَائِمَةً

وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا تَبِيعٌ اَوْ تَبِيعَةٌ وَفِي اَرْبَعِينَ مُسِنٌّ اَوْ مُسِنَّةٌ ۔

جواب: اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں۔ ترجمہ عبارت سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

ترجمہ: گائیں تیس سے کم ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ پھر جب تیس چرنے والی ہوجائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان میں بطور زکوٰۃ ایک تبیع یا تبیعہ ہے۔ جب تعداد چالیس ہوجائے تو ایک مسن یا مسنہ ہے۔

تبیع اور تبیعہ سے مراد: تبیع اور تبیعۃ سے مراد گائے کا وہ بچہ ہے' جو اپنی عمر کا ایک سال پورا کر کے دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہو۔

مسن اور مسنہ سے مراد: مسن اور مسنہ سے مراد گائے کا وہ بچہ ہے' جو اپنی عمر کے دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہوجائے۔

سوال نمبر 5: (الف) کون سی صورتوں میں روزے کی قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں؟ نیز روزہ کا کفارہ کیا ہے؟

(ب) حج کے ارکان ذکر کرتے ہوئے حج قران، حج تمتع، حج افراد کی تعریفات قلمبند کریں؟ نیز بتائیں کہ میقات سے کیا مراد ہے اور برصغیر والوں کا میقات کیا ہے؟

جواب: (الف) وہ صورتیں جن میں روزے کی قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہوتے ہیں، درج ذیل ہیں:

حالت روزہ میں دو مقام میں سے کسی ایک میں وطی کرنے سے فاعل و مفعول دونوں پر قضاء اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں۔ بارش کا پانی اگر خود بخود منہ میں گیا اور نگل لیا، کوئی ایسی چیز حلق سے نیچے اتار لی جو بطور خوراک یا بطورِ غذا استعمال کی جاتی ہو مثلاً کچا گوشت کھانا۔

خشک گوشت اور گندم کھانا۔ گندم کا دانا یا تل کا یا اس کی مثل کوئی چیز باہر سے منہ میں لے کر نگل جانا۔ تھوڑا نمک کھانا۔ اپنی بیوی یا دوست کا تھوک نگلنا۔ ارمنی مٹی کھانا مطلقاً اور غیر ارمنی مٹی کھانا اگر عادت ہو۔ وہ عورت جس سے کسی کو جماع پر مجبور کیا گیا اور اس عورت نے بخوشی قبول کر لیا تو اب عورت پر کفارہ ہے مرد پر نہیں ہے۔

عورت کو شہوت سے چھوا، بوسہ لیا، یا عورت سے جماع کر لیا تو بھی روزہ ٹوٹ گیا اور قضاء کفارہ دونوں لازم آئیں گے۔ اگر بھول کر کھایا پھر خیال کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اس کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا۔

روزے کا کفارہ: روزے کا کفارہ گردن آزاد کرنا ہے یا دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھنا ہے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ وہ اعرابی جس نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہی کفارہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

(ب) حج کے ارکان

حج کے دو ارکان ہیں:

۱- ذوالحج کی 9 تاریخ کو زوال سے لے کر غروب آفتاب تک میدانِ عرفات میں ایک گھڑی کے لیے حالتِ احرام میں ٹھہرنا اس شرط کے ساتھ کہ اس احرام میں پہلے جماع نہ کیا ہو۔

۲- وقت پر طوافِ زیارۃ کرنا یا طوافِ زیارت کے اکثر چکر لگانا اور اس کا وقت قربانی کے دن فجر کے طلوع ہوجانے کے بعد ہے۔

حج قران کی تعریف: وہ حج ہے جس میں محرم حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے اکٹھا احرام باندھے اور اسی ایک احرام میں حج و عمرہ دونوں ادا کرے' حج قران کہلاتا ہے۔

حج تمتع کی تعریف: وہ حج ہے جس میں محرم عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کر کے احرام کھول دے۔ حج کے دنوں میں دوبارہ احرام باندھے اور حج کرے تو یہ حج تمتع ہے۔

حج افراد کی تعریف: وہ حج ہے جس میں صرف حج کے لیے ہی احرام باندھا جائے اور حج کر کے احرام کھول دیا جائے یہ حج افراد ہے۔

میقات سے مراد اور برصغیر والوں کا میقات:

میقات وہ جگہ ہے جہاں سے حاجیوں کو احرام باندھے بغیر آگے گزرنا منع ہے۔ برصغیر والوں کا میقات یلملم ہے۔

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے کوئی سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) نور الانوار کے مصنف کے جامع اور مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟12

(ب) کتاب اللہ یعنی قرآن کی تعریف تحریر کریں اور اس تعریف میں مذکور قیودات کے فوائد تحریر کریں؟10

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت قلمبند کریں؟12

سوال نمبر 2: وحکمہ ان یتناول المخصوص قطعاً ولا یحتمل البیان لکونہ بیناً۔

(الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت نور الانوار کی روشنی میں کریں؟12

(ب) مذکورہ بالا حکم پر ایک مثال ذکر کریں جس میں امام اعظم اور امام شافعی کے مذہب کی وضاحت ہو؟10

(ج) عام کی تعریف، اس کا حکم اور ایک مثال ذکر کریں؟11

سوال نمبر 3: (الف) ظاہر، نص، مفسر، محکم اور ان کے مقابل جو چار قسمیں ہیں ان کی وجہ حصر ذکر کریں؟11

(ب) سنت کی تعریف لکھیں، خبر متواتر، خبر مشہور اور خبر واحد میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور ایک ایک مثال تحریر کریں؟11

(ج) والراوی ان عرف بالفقہ والتقدم بالاجتہاد کالخلفاء الراشدین والعبادلۃ کان حدیثہ حجۃ یترک بہ القیاس خلافا لمالک۔

مذکورہ عبارت کی وضاحت نور الانوار کی روشنی میں کریں؟11

سوال نمبر 4: درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) اجماع کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف مع حکم تحریر کریں؟9

(ب) اجماع کے رکن کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ وضاحت کریں؟8

(ج) اجماع کے اہل کون لوگ ہیں؟8

(د) اجماع کے مراتب تحریر کریں؟8

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) نور الانوار کے مصنف کے جامع اور مختصر حالات زندگی تحریر کریں؟

(ب) کتاب اللہ یعنی قرآن کی تعریف تحریر کریں اور اس تعریف میں مذکور قیودات کے فوائد تحریر کریں؟

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) نور الانوار کے مصنف کے حالات زندگی:

نور الانوار کے مصنف کا نام احمد المعروف ملا جیون ہے اور والد کا نام ابو سعید تھا۔ شجرہ نسب یوں ہے: شیخ احمد بن ابو سعید بن عبد اللہ بن عبد الرزاق۔ مؤلف تذکرہ ہند کے مطابق آپ خاندانِ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے چشم و چراغ تھے؟ (۲۵) شعبان ۱۰۲۷ ہجری ۱۶ اگست ۱۶۱۸ عیسوی کو لکھنؤ کے قصبہ امیٹھی میں پیدا ہوئے۔ ان کے جد امجد مخدوم خاص امیٹھی کے معروف اہل اللہ میں سے تھے۔ ان کی والدہ اورنگ زیب عالمگیر کے داروغہ مطبخ (میر آتش) عبد اللہ عرف عزت خان امیٹھوی کی بہن تھیں۔

تعلیم و تربیت: ملا جیون کی ابتدائی زندگی امیٹھی میں گزری۔ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اور بقول خود اگرچہ قواعد ہجی اور اعراب سے واقف نہ ہوئے تھے تاہم الفاظ، جملے اور عبارت صحت سے پڑھ لیتے تھے۔ علوم متداولہ کی تحصیل اپنے دور کے معروف علماء سے حاصل کی اور ملا لطف اللہ کوڑہ جہاں آبادی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ بائیس ۲۲ سال کی عمر میں تعلیم سے فارغ ہوئے اور طلباء کو درس دینے لگے۔

حافظہ: ملا موصوف کا حافظہ نہایت قوی تھا۔ ایک بار کوئی قصیدہ سن لیتے تو پورا یاد ہو جاتا۔ درسی کتابوں پر اس قدر عبور تھا کہ بغیر دیکھے عبارت پڑھ لیتے تھے۔

سفر حج: چالیس سال کی عمر میں اجمیر اور دہلی میں قیام پذیر تھے۔ یہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری تھا اور طلبہ پروانہ وار ان کی مجلسِ درس و تدریس میں شریک ہوتے تھے۔ ۵۵ سال کی عمر میں پہلی بار فریضہ حج ادا کرنے کے لیے سفر کیا۔ قدرے دکن میں ٹھہرے۔ پانچ سال حرمین میں قیام کر کے واپس دکن آئے۔ اس کے بعد ایک سے زائد بار حج کی سعادت حاصل کی۔

دربارِ عالمگیری سے تعلق: اورنگ زیب عالمگیر دکن کے سنگستانوں میں رہائش پذیر تھا۔ اسی دور میں ان کا شاہی فوج سے تعلق قائم ہوا، یہیں اورنگ زیب عالمگیر نے شاگردی اختیار کی اور آپ سے کئی کتابیں پڑھیں۔ عمر بھر ان کا احترام کرتا رہا۔ ان سے فرزندوں کی طرح پیش آتا تھا۔ ملا موصوف کی سادہ لوحی اور عالمگیر کی سعادت مندانہ اطاعت کے قصے اور لطیفے عام ہیں۔

تصانیف: ملا جیون کی پوری زندگی درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں گزری۔ سلسلہ قادریہ میں مرید تھے اور مجازِ بیعت بھی۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں جن میں سے چند ایک کے نام درج ذیل ہے:

(۱) آداب احمدی (تصوف) (۲) خطبات جمعہ وعیدین۔

(۳) رسالہ در علم تجوید (۴) مناقب الاولیاء (فارسی)

(۵) نور الانوار (اصول فقہ) ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد نسفی کی تالیف "منار الانوار" کی شرح ہے۔ یوں تو منار الانوار کی کئی شرحیں لکھی گئی ہیں لیکن جو مقبولیت علامہ موصوف کی شرح نور الانوار کو حاصل ہوئی شاید ہی کسی دوسری شرح کو حاصل ہوئی ہو۔

مدینہ منورہ میں ربیع الاول ۱۱۰۵ ہجری میں اس کو لکھنا شروع کیا اور سات جمادی الاول ۱۱۰۵ کو تکمیل فرمائی۔ اس شرح کی تالیف میں کسی امدادی کتاب سے استفادہ نہیں کیا گیا۔

(۶) تفسیر احمدی: یہ تفسیر ۱۰۶۴ میں شروع کی اور ۱۰۶۹ میں ختم کی۔

(۷) سوانح بر مجازاتِ لوائح جامی۔

سانحہ ارتحال: شروع ماہِ ذیقعد ۱۱۳۰ھ سے ہی اپنے سانحۂ ارتحال کی اطلاع دینا شروع کر دی تھی اور چاہتے تھے کہ اپنے وطنِ مولود میں ہی دفن ہوں لیکن قضاء اور قدر کی مصلحت اس کے خلاف تھی۔ ۸ ذیقعد کو حسب معمول طلبہ کو درس دیا اور دیگر معمولات بخیر و خوبی انجام دیے نصف شب گزرنے پر سینے میں کچھ سوزش محسوس کی جو بڑھتے بڑھتے پہلو میں بھی ہونے لگی۔ فرزند عبدالقادر قریب ہی تھے، انہیں بلا کر بتایا کہ وقت آخر قریب ہے اور کہہ کر جامع مسجد کے جنوبی دالان میں جا کر لیٹ گئے۔ کلمہ طیبہ وردِ زبان تھا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

ملا عبدالقادر کا بیان ہے کہ وصال کی شب ایک ستارے کو آسمان سے ٹوٹتے دیکھا تو کہنے لگے کہ آج کوئی بہت بڑا عالم فاضل اس جہان سے رخصت ہونے والا ہے اور یہ سچ ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرمائے۔ آمین!

(ب) کتاب اللہ یعنی قرآن کی تعریف:

الكتاب القرآن المنزل على الرسول عليه الصلوٰة والسلام المكتوب فى المصاحف المنقول عنه نقلاً متواتراً بلا شبهة ۔

مذکورہ کتاب قرآن ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، صحیفوں میں لکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ہماری طرف بغیر کسی شبہ کے نقل کیا گیا۔

قیودات کے فوائد: مصنف نے تعریف میں المنزل کہہ کر ہر اس کتاب کو مراد لینے سے اعراض کیا ہے، جو غیر آسمانی اور منزل من اللہ نہیں ہے۔ علی الرسول کہہ کر قرآن کے علاوہ آسمانی کتابوں یعنی تورات، انجیل اور زبور کو مراد لینے سے اعراض کیا ہے۔ المکتوب کہہ کر ان آیات کو مراد لینے سے اعراض کیا ہے جن کی تلاوت منسوخ ہے اور حکم منسوخ نہیں

ہے۔ نقلاً متواتراً کہہ کر خبر واحد اور خبر مشہور کے طور پر منقول قرأت مراد لینے سے احتراز کیا ہے۔ بلا شبهة کہہ کر جمہور کے مذہب کی تاکید کر دی ہے، کیونکہ نقلاً متواتراً کہہ کر قرآن کا خبر متواتر ہونا بتا دیا گیا ہے۔ خبر متواتر بغیر شبہ کے ہی ہوتی ہے۔

(ج) علم اصول فقہ کی تعریف:

وہ علم جس میں احکام کے لیے ثبوتِ دلائل سے بحث کی جائے، علم اصولِ فقہ کہلاتا ہے۔

اصول فقہ کا موضوع: اس علم کا موضوع ادلہ اور احکام ہیں۔

غرض و غایت: اس علم کو حاصل کرنے کی غرض یہ ہے کہ احکام فرعیہ کو ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ معلوم کرنا اور ان پر عمل کرنا۔

سوال نمبر 2: **وحكمه ان يتناول المخصوص قطعاً ولا يحتمل البيان لكونه بيناً ۔**

(الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت نورالانوار کی روشنی میں کریں؟

(ب) مذکورہ بالا حکم پر ایک مثال ذکر کریں جس میں امام اعظم اور امام شافعی کے مذہب کی وضاحت ہو؟

(ج) عام کی تعریف، اس کا حکم اور ایک مثال ذکر کریں۔

جواب: (الف) مذکورہ عبارت کی وضاحت

مذکورہ بالا عبارت میں خاص کے حکم کو بیان کیا گیا ہے۔ خاص کا حکم یہ ہے کہ وہ مخصوص کو قطعی طور پر شامل ہوتا ہے اور بیان کا احتمال نہیں رکھتا، کیونکہ خاص بذات خود ظاہر ہوتا ہے۔

گویا خاص کے حکم میں دو باتیں قابل غور ہیں۔ اوّل یہ کہ خاص جس معنی معلوم کے لیے وضع کیا گیا ہو اس کو یقینی طور پر شامل ہوتا ہے جس طرح ہم کہیں: زید راکب یعنی زید راکب ہے۔ اب زید بھی خاص ہے اور راکب بھی خاص ہے۔ دونوں میں نہ بیان کا احتمال

ہے اور نہ ہی زید بول کر یا راکب بول کر ان کا غیر مراد ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خاص چونکہ ظاہر ہوتا ہے اور اس کی مراد پوشیدہ و مخفی نہیں ہوتی۔ لہٰذا خاص مزید بیان کا احتمال نہیں رکھتا۔ البتہ خاص بیان تقریر اور بیان تفسیر کا احتمال رکھتا ہے، کیونکہ یہ دونوں ہی خاص کے قطعی ویقینی ہونے کے منافی نہیں ہیں۔ بیان تقریر بلا دلیل پیدا ہونے والے امکان کو دور کرتا ہے۔ لہٰذا بیانِ تقریر سے خاص محکم ہو جائے گا۔

بیان تخییر تو ہر قطعی وظنی کلام میں جاری ہو سکتا ہے جیسے: کہا جائے اَنْتَ طَالِقٌ (تو طلاق والی ہے) اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ (اگر تو گھر میں داخل ہوئی)

(ب) مذکورہ بالا حکم پر ایک مثال اور امام اعظم وامام شافعی رحمہما اللہ کے مذہب کی وضاحت:

ہم یہ بیان کر چکے خاص بذات خود واضح ہونے کی وجہ سے مزید بیان کا احتمال نہیں رکھتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ارشاد: وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا، میں سجدہ اور رکوع کے ساتھ تعدیل ارکان کو بطور فرض نہیں ملایا جا سکتا یعنی رکوع کے بعد قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کو فرض نہیں قرار دیا جا سکتا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔

ان کی دلیل نبی علیہ السلام کا ایک دیہاتی کے لیے فرمان ہے: قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ۔ اس وقت کہ جب اس نے بغیر تعدیل ارکان کے نماز کو ادا کیا۔ اس نے تین مرتبہ نماز کو بغیر تعدیل ارکان کے جلدی جلدی پڑھا اور آپ علیہ السلام نے تینوں مرتبہ یہی فرمایا۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا خاص ہے اور یہ دونوں الفاظ معنیٰ معلوم کے لیے وضع ہوئے ہیں کہ رکوع جھکنے کا نام ہے اور سجدہ سات ہڈیوں کو زمین پر رکھنے کا نام ہے۔ اب حدیث ہے، جو کہ خبر واحد ہے اور اس کے ساتھ زیادتی کرنا جائز نہیں۔ لہٰذا ایسی راہ اختیار کی جائے گی کہ کتاب اللہ پر بھی عمل ہو جائے اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی عمل ہو جائے۔ وہ اس طرح کہ رکوع اور سجدہ دونوں فرض ہوں گے، کیونکہ یہ کتاب اللہ سے ثابت ہیں اور یہ قطعی ہیں جبکہ

تعدیل ارکان واجب ہے، کیونکہ وہ سنت سے ثابت ہے اور سنت کتاب اللہ کے مقابلے میں ظنی ہے۔

(ج) عام کی تعریف، حکم اور مثال:

تعریف: عام وہ لفظ ہے، جو افراد کی ایک جماعت کو لفظاً یا معناً شامل ہو۔ عام کی مثال جیسے: مُسْلِمُوْنَ اور مُشْرِكُوْنَ اور معنوی عام کی مثال جیسے: من اور ما۔

حکم: عام کی دو قسمیں ہیں اور دونوں کا حکم الگ ہے:

(۱) عام غیر مخصوص البعض۔ (۲) عام مخصوص البعض۔

عام غیر مخصوص البعض عمل کے اعتبار سے کتاب اللہ کے خاص کی طرح ہوتا ہے۔ عام مخصوص البعض کا حکم یہ ہے کہ جب ایک بار اس کے بعض افراد کو خاص کر لیا جائے تو باقی افراد میں بھی تخصیص کا احتمال باقی رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

مثال: جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے جہاں سے بھی آسان معلوم ہو وہ تم نماز میں پڑھا کرو۔ اس جگہ کلمہ ''ما'' عموم کا تقاضا کرتا ہے، جو کہ صرف فاتحہ کی قرأت کے جواز پر بھی موقوف نہیں ہے جبکہ ادھر حدیث شریف میں آتا ہے: فاتحۃ الکتاب کی قرأت کے بغیر نماز مکمل نہیں ہوتی۔ ہم اس طرح عمل کریں گے کہ قرآن پاک کے عام پر بھی عمل ہو جائے اور حدیث شریف پر بھی۔ لہٰذا مطلق قرأت کا حکم کتاب اللہ سے فرض قرار پائے گا اور فاتحہ کا پڑھنا حدیث کے مطابق واجب قرار پائے گا۔

سوال نمبر 3: (الف) ظاہر، نص، مفسر، محکم اور ان کے مقابل جو چار قسمیں ہیں ان کی وجہ حصر ذکر کریں؟

(ب) سنت کی تعریف لکھیں، خبر متواتر، خبر مشہور اور خبر واحد میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور ایک ایک مثال تحریر کریں؟

(ج) والراوی ان عرف بالفقہ والتقدم بالاجتهاد کالخلفاء الراشدین

والعبادلة كان حديثه حجة يترك به القياس خلافا لمالك .

مذکورہ عبارت کی وضاحت نورالانوار کی روشنی میں کریں؟

جواب: (الف) ظاہر، نص، مفسر، محکم اوران کے مقابل کی وجہ حصر:

معنی ظاہر ہونے یا پوشیدہ ہونے کے اعتبار سے لفظ کی آٹھ قسمیں ہیں: چار معنی کے ظاہر ہونے کے متعلق ہیں اور چار معنی کے پوشیدہ ہونے کے متعلق ہیں۔

اگر لفظ کا معنی ظاہر ہوتو دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ اس میں تاویل ممکن ہوگی یا نہیں۔ اگر صیغہ کی مراد ظاہر ہو اور اس میں تاویل ممکن ہوتو اس کو ظاہر کہتے ہیں خواہ وہ لفظ اس معنی کے لیے لایا گیا ہو یا نہ لایا گیا ہو۔ اگر صیغہ کی مراد ظاہر ہو اور تاویل بھی ممکن ہو اور لفظ کو اس معنی کے لیے لایا بھی گیا ہو تو اس کو نص کہتے ہیں۔ اگر تاویل ممکن نہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ اس کا نسخ ممکن ہوگا یا نہیں۔ بصورت اوّل مفسر اور بصورت ثانی محکم۔

اگر لفظ کا معنی پوشیدہ ہو تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ خفا صیغہ کے اندر ہوگا یا کسی عارض کی وجہ سے ہوگا، ایسا لفظ جس میں خفا صیغہ کے اندر نہ ہو بلکہ کسی عارض کی وجہ سے ہو اس کو خفی کہتے ہیں۔ اگر خفا صیغہ کے اندر ہو تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔ اس کے اندر غور و فکر کرنے سے معنی کا ادراک ممکن ہوگا یا نہیں، اگر غور و فکر کرنے سے معنی کا ادراک ممکن ہو تو اس کو مشکل کہتے ہیں۔ اگر غور و فکر سے بھی معنی کا ادراک ممکن نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ متکلم کی طرف سے اس لفظ کے بیان کی امید ہوگی یا نہیں اگر متکلم کی طرف سے بیان کی امید ہو تو اس کو مجمل کہتے ہیں، اور متکلم کی طرف سے بیان کی امید نہ ہو تو اس کو متشابہ کہتے ہیں۔

(ب) سنت کی تعریف

سنت کا لغوی معنی طریقہ اور عادت ہے اور اصطلاح شرع میں نبی علیہ السلام کے قول، فعل اور تقریر کو سنت کہتے ہیں۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے کوئی کام کیا گیا ہو اور آپ نے اسے دیکھ کر منع نہ فرمایا ہو بلکہ خاموشی اختیار فرمائی ہو۔

خبر متواتر کی تعریف، حکم اور مثال: خبر متواتر وہ حدیث ہے جس کو ایک جماعت نے دوسری جماعت سے روایت کیا ہو اور وہ جماعت اتنی کثیر ہو کہ اس کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو اور یہ سلسلہ ہم تک اسی طرح چلا آیا ہو۔ اس کی مثال ہے قرآن پاک کا منقل ہونا، رکعات کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقدار ہے۔

حکم: خبر متواتر علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے جیسے: انسان نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے گا۔

خبر مشہور کی تعریف، حکم اور مثال: خبر مشہور وہ حدیث ہے، جو پہلے زمانے یعنی قرنِ صحابہ میں خبر واحد کی طرح ہو لیکن دوسرے اور تیسرے زمانے میں وہ مشہور ہو جائے اور امت اسے قبول کرلے حتیٰ کہ متواتر کی طرح ہو کر ہم تک پہنچے۔ اس مثال موزوں پر مسح کرنے اور زنا کی صورت میں سنگسار کرنے والی احادیث مبارکہ ہیں۔

حکم: خبر مشہور اطمینان بخش علم دیتی ہے اور اس کے منکر کو کافر کی بجائے گمراہ قرار دیا جائے گا۔

خبر واحد کی تعریف، حکم اور مثال: خبر واحد وہ ہے جسے ایک راوی سے ایک یا جماعت سے ایک یا ایک سے جماعت نقل کرے اس میں تعداد کا کوئی اعتبار نہیں، جب تک مشہور کی حد کو نہ پہنچے۔ اس کی مثال ہے کہ نبی علیہ السلام نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی بات ان کے لائے ہوئے ہدیے کے بارے میں قبول فرمائی اور اس کو کھالیا۔

حکم: خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے اور علم یقین کا فائدہ نہیں دیتی۔

(ج) عبارت کی وضاحت:

راوی فقہ میں تقدم اور اجتہاد کے اندر اپنی حیثیت سے پہچانا جاتا ہے۔ جب راوی اجتہاد و فقہ میں مشہور ہو تو اس راوی کی حدیث شریعت میں حجت ہوگی اور اگر ایسے راوی کی حدیث قیاس کے مخالف ہو تو قیاس کو ان کی حدیث کے مقابلہ میں چھوڑ دیا جائے گا جس طرح کہ خلفاء راشدین کی حدیث ہے اور عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ

ابن عمر یعنی عبادلہ ثلاثہ کی حدیث ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ خواہ راوی فقیہہ ومجتہد ہو یا نہ ہو بہر حال اگر اس کی خبر واحد قیاس کے خلاف ہو تو قیاس پر عمل ہوگا اس کی خبر کو چھوڑ دیا جائے گا' کیونکہ جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ روایت کی کہ مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً فَلْيَتَوَضَّأْ جو جنازے کو اٹھائے وہ وضو کرے۔ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے فرمایا: کیا خشک لکڑی اٹھانے سے ہم پر وضوء واجب ہو جائے گا۔ گویا آپ نے قیاس کے مقابل خبر واحد کو چھوڑا اور قیاس کو مقدم رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ خبر اپنے اصل میں یقینی ہے شبہ صرف اس کے ہم تک پہنچنے کے طریقہ میں ہے جبکہ قیاس ہر طرح سے مشکوک ہے۔ لہٰذا خبر کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

سوال نمبر 4: درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

(الف) اجماع کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف مع حکم تحریر کریں؟

(ب) اجماع کے رکن کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

(ج) اجماع کے اہل کون لوگ ہیں؟

(د) اجماع کے مراتب تحریر کریں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) اجماع کے ارکان: اجماع کے دو رکن ہیں: رخصت اور عزیمت۔ عزیمت یہ ہے کہ جس مسئلے میں مجتہدین کا اتفاق ہو رہا ہو اگر وہ قولی مسئلہ ہے تو اس کے بارے میں کلام اور اگر فعلی مسئلہ ہے تو اس پر سب عمل کر کے اپنا اتفاق رائے ظاہر کر دیں۔

رخصت یہ ہے کہ بعض مجتہدین کلام یا عمل کریں اور بعض سکوت اختیار کریں اور اتفاقِ رائے کا اظہار نہ کریں اور نہ ہی غور وفکر کے بعد اختلافِ رائے کا اظہار کریں۔

(ج) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(د) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی دو حل کریں۔

سوال نمبر 1: (الف) الاعراب ما ای حركة او حرف اختلف آخره ای آخر المعرب من حيث هو معرب ذاتا او صفة به ای بتلك الحركة او الحرف ليدل على المعانی المعتورة عليه

(۱) عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟ ۵

(۲) عبارت میں اغراضِ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ قلمبند کریں؟ (۱۵)

(ب) ليدل على المعانی المعتورة عليه اعراب کی تعریف میں داخل ہے یا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اعراب کی تعریف میں کیوں ذکر کیا ہے؟ شرح جامی کی روشنی میں تفصیلاً وضاحت کریں؟ (۱۰)

(ج) اعراب کی وجہ تسمیہ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: الكلام ما تضمن كلمتين بالاسناد ۔

(الف) شرح ملا جامی کی روشنی میں کلام کی تشریح وتوضیح اس انداز سے قلمبند کریں کہ کلام کی تعریف جامع ومانع ہو جائے؟ (۲۰)

(ب) کیا کلام اور جملہ مترادف ہیں یا ان میں کوئی اور نسبت پائی جاتی ہے؟ ۱۰

سوال نمبر 3: (الف) "الكلمة" میں تین چیزیں ہیں "ال، كلم، ة" آپ ان میں سے ہر ایک کی تحقیق وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(ب) وقد يتقدم المفعول به على الفعل العامل فيه ۔

مفعول بہ اپنے فعل عامل سے کیوں مقدم ہو سکتا ہے؟ نیز تقدیم جوازی اور وجوبی کی صورتیں مع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: وانما عدل المصنف عما هو المشهور من ان المعرب ما اختلف آخره باختلاف العوامل ۔

(الف) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے معرب کی کیا تعریف کی ہے؟ نیز بتائیں کہ انہوں نے مشہور تعریف سے کیوں عدول کیا ہے؟ ۱۵

(ب) وقد يحذف الفعل الناصب للمفعول المطلق وجوباً سماعا نحو سقياً و رعياً و خيبةً و جدعاً ۔

عبارت مذکورہ بالا میں مذکورہ مفاعیل مطلقہ کے بارے میں بتائیں کہ ان کا کون کون سا فعل ناصب محذوف ہے؟

فعل ناصب ذکر کرنے کے بعد اصل عبارت مع ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے پانچ سوالات کے جوابات تحریر کریں؟ ۳۰

۱- اخر، جمع میں عدل کی کون سی قسم پائی جاتی ہے؟ آپ اپنا موقف مدلل انداز میں تحریر کریں۔

۲- عجمہ کے غیر منصرف ہونے کا سبب بننے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

۳- فاعل کے فعل کو کس صورت میں وجوباً حذف کیا جاتا ہے اور کیوں؟

۴- تنازع فعلان کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

۵- ترخیم المنادیٰ کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں؟

۶- ما احد خير منك، شر اهر ذاناب میں نکرہ کے مبتداء بننے کی کون سی وجوہ تخصیص پائی جاتی ہیں؟ نیز دونوں جملوں کی ترکیب نحوی قلمبند کریں۔

۷- علمیت کون سے اسماء غیر منصرف میں سبب محض کے طور پر اور کون سے اسماء غیر منصرفہ میں بطور شرط مؤثر ہے؟

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: (الف) الاعراب ما اى حركة او حرف اختلف آخره اى آخر المعرب من حيث هو معرب ذاتا او صفة به اى بتلك الحركة او الحرف ليدل على المعانى المعتورة عليه

(۱) عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) عبارت میں اغراضِ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ قلمبند کریں؟

(ب) ليدل على المعانى المعتورة عليه اعراب کی تعریف میں داخل ہے یا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اعراب کی تعریف میں کیوں ذکر کیا ہے؟ شرح جامی کی روشنی میں تفصیلاً وضاحت کریں۔

(ج) اعراب کی وجہ تسمیہ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمۃ العبارت: اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے باعث معرب کا آخر مختلف ہو اس حیثیت سے کہ وہ ذات یا صفت کے اعتبار سے معرب ہو تا کہ ان معانی پر دلالت کرے جو معرب پر مسلسل آتے ہیں۔

(۲) اغراض شارح رحمہ اللہ تعالیٰ

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے ما کے بعد حرکت اور حرف نکال کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ما سے عام مراد ہے خواہ وہ حرف ہو یا حرکت۔ گویا شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعراب کی دو قسموں کی طرف اشارہ بھی کر دیا۔ آخرہ کے بعد عبارت نکال کر ہ ضمیر کا مرجع بتا دیا کہ وہ معرب کی طرف لوٹ رہی ہے۔ اسی طرح بہ کے بعد عبارت نکال کر بہ کی ضمیر کے مرجع کا تعین کر دیا۔

(۳) معرب کی تعریف میں لیدل علی المعانی المعتورة علیہ والی عبارت شامل نہیں ہے لیکن مصنف نے اس کو اعراب کی تعریف میں اس لیے شامل کیا تا کہ وضع اعراب کے فائدے پر تنبیہ ہو جائے۔

(۴) اعراب کی وجہ تسمیہ:

اعراب کا معنی ہے ''اظہار'' تو چونکہ یہ معرب کے آخر میں ظاہر ہوتا ہے، اس لیے اس کو اعراب کہتے ہیں۔

سوال نمبر 2: الکلام ما تضمن کلمتین بالاسناد ۔

(الف) شرح ملا جامی کی روشنی میں کلام کی تشریح و توضیح اس انداز سے قلمبند کریں کہ کلام کی تعریف جامع و مانع ہو جائے؟

(ب) کیا کلام اور جملہ مترادف ہیں یا ان میں کوئی اور نسبت پائی جاتی ہے؟

جواب: (الف) کلام کی وضاحت:

کلام کا لغوی معنی ہے ''مایتکلم به قلیلا کان او کثیرا'' جبکہ نحویوں کی اصطلاح میں کلام وہ لفظ ہے' جو دو کلموں کو متضمن ہو خواہ حقیقتاً یا حکماً اسناد کے ساتھ تا کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو۔ کلام کی تعریف میں لفظ۔ مہملات، مفردات، مرکبات کلامیہ اور غیر کلامیہ سب کو شامل ہے۔ تضمن کلمتین کی قید سے مہملات اور مفردات خارج ہو گئے۔ اسناد کی قید سے مرکبات غیر کلامیہ نکل گئے۔ اب صرف مرکبات کلامیہ رہ گئے خواہ وہ خبریہ ہوں یا انشائیہ۔ چونکہ کلام کے لیے اسناد کا ہونا یعنی مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا جس ترکیب میں مسند اور مسند الیہ پائے جائیں گے، اسی ترکیب سے کلام حاصل ہوگا۔ پھر اس قاعدہ کی رو سے کلام صرف دو ہی صورتوں سے حاصل ہوگا دو اسموں سے یا ایک اسم اور ایک فعل سے۔ باقی کسی صورت میں کلام حاصل نہ ہوگا۔

(ب) کلام اور جملہ میں رشتہ:

صاحب مفصل اور صاحب لباب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ کلام اور جملہ مترادف

ہیں اور مصنف کا کلام بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے، کیونکہ انہوں نے کلام کی تعریف میں مطلقاً اسناد کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے خواہ وہ مقصود لذاتہ ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے اسناد کو مقصود لذاتہ ہونے کے ساتھ مقید نہیں کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ کلام جملے سے خاص ہے اور جملہ عام ہے۔ اگر اسناد سے مراد مقصود لذاتہ ہو تو پھر مصنف کے نزدیک بھی کلام جملے سے خاص ہوگا۔

سوال نمبر3: (الف) ''الکلمة'' میں تین چیزیں ہیں ''ال، کلم، ۃ'' آپ ان میں سے ہر ایک کی تحقیق و تشریح سپرد قلم کریں؟

(ب) وقد یتقدم المفعول به علی الفعل العامل فيه ۔

مفعول بہ اپنے فعل عامل سے کیوں مقدم ہو سکتا ہے؟ نیز تقدیم جوازی اور وجوبی کی صورتیں مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) الکلمة میں تین چیزوں کی وضاحت:

''ال'': الکلمة کے الف لام میں دو احتمال ہیں۔ اس کو جنس کا بھی بنا سکتے ہیں اس وقت تاء وحدت کے لیے ہوگی اور ان میں کوئی منافات نہیں ہے کہ اعتراض ہو، کیونکہ جنس وحدت کے ساتھ اور وحدت جنس کے ساتھ جمع ہوتی رہتی ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: هذا الجنس واحد، ذالك الواحد جنس ۔ اس الف لام کو عہد پر محمول کرنا بھی ممکن ہے۔ تب کلمہ سے مراد مخصوص کلمہ ہوگا جو نحویوں کی زبان پر جاری ہے۔

کلم: کلم اگر لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو پھر اس میں اختلاف ہے کہ کون سا صیغہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جنس کا صیغہ ہے جمع کا نہیں۔ ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ''اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ'' اس میں الطیب' الکلم کی صفت ہے۔ اگر الکلم جمع ہوتا تو صفت مفرد نہ آتی بلکہ جمع آتی۔ بعض کہتے ہیں کہ جنس نہیں بلکہ جمع کا صیغہ ہے، کیونکہ اس کا اطلاق تین یا تین سے زیادہ چیزوں پر ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا مثال مؤول ہے۔ لہٰذا اس سے دلیل نہیں بنائی جاسکتی۔

ۃ:الکلمۃ میں ۃ وحدت کے لیے ہے۔

(ب) مفعول بہ کی تقدیم کی وجہ: مفعول بہ اپنے عامل فعل سے مقدم اس لیے ہوسکتا ہے، فعل قوی عامل ہے تو مفعول مقدم ہو یا مؤخر بہر صورت عمل کرے گا۔

تقدیم جوازی کی صورت: جیسے: زَیْدًا اس شخص کے جواب میں جس نے کہا: مَنْ اَضْرِبُ؟ اس میں فعل کو حذف کیا گیا ہے قرینہ حالیہ کی وجہ سے۔

تقدیم وجوبی کی صورتیں: مفعول بہ کے عامل کو چار جگہوں میں حذف کرنا واجب ہے۔ پہلی صورت سماعی ہے جیسے: اِمْرَأً وَّ نَفْسَہٗ، وَانْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اور اَھْلاً وَّ سَھْلاً اور باقی تین قیاسی ہیں ان میں سے پہلی منادی ہے۔ جیسے: یَا زَیْدُ دوسری صورت "ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر" ہے جیسے: زید ضربتہ تیسری قیاسی صورت تحذیر ہے جیسے: اِیَّاکَ وَالْاَسَدَ، اَلطَّرِیْقَ الطَّرِیْقَ۔

سوال نمبر 4: وانما عدل المصنف عما هو المشهور من ان المعرب ما اختلف آخره باختلاف العوامل .

(الف) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے معرب کی کیا تعریف کی ہے؟ نیز بتائیں کہ انہوں نے مشہور تعریف سے کیوں عدول کیا ہے؟

(ب) وقد يحذف الفعل الناصب للمفعول المطلق وجوباً سماعا نحو سقياً و رعياً و خيبةً و جدعاً .

عبارت مذکورہ بالا میں مذکورہ مفاعیل مطلقہ کے بارے میں بتائیں کہ ان کا کون کون سا فعل ناصب محذوف ہے؟ فعل ناصب ذکر کرنے کے بعد اصل عبارت مع ترجمہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ماتن کی معرب کی بیان کردہ تعریف:

معرب وہ اسم ہے، جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو۔

مشہور تعریف سے عدول کی وجہ: اس لیے مشہور تعریف سے عدول کیا، کیونکہ علم نحو کو

مرتب کی غرض یہ ہے کہ جو شخص لغت عرب کو نہیں جانتا وہ کلمہ کے آخری احوال جان لے اور جو شخص جانتا ہے اس کو تو علم نحو پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جب پوری نحو کی یہی غرض ہے کہ لغت عربیہ کی پہچان تو معرب کی غرض بھی یہی ہوئی کہ وہ شخص پہچان لے کہ معرب بھی انہیں امور سے ہے جس کا آخر مختلف ہوتا ہے۔ جب: ما اختلف آخره باختلاف الحوال معرب کی غرض ٹھہرا تو پھر ضروری ہے کہ معرب کی تعریف ایسی شئی سے کریں جو اس کی غرض نہ ہو، کیونکہ شئی کی معرفت پہلے ہوتی ہے اور اس سے جو غرض ہوتی ہے بعد میں ہوتی ہے۔ لہٰذا ماتن نے جمہور کی بیان کردہ تعریف کو غرض بنا لیا اور معرب کی تعریف ایک نئی کر ڈالی۔

(ب) مذکورہ مفاعیل مطلقہ کے فعل ناصب

مفاعیل	اصل عبارت	ترجمہ
سَقْیًا	سَقَاكَ اللّٰہُ سَقْیًا	سیراب کرے تجھے اللہ سیراب کرنا
رَعْیًا	رَعَاكَ اللّٰہُ رَعْیًا	حفاظت کرے تیری اللہ حفاظت کرنا
خَیْبَةً	خَابَ اللّٰہُ خَیْبَةً	ذلیل کرے اللہ ذلیل کرنا
جَدْعًا	جَدَعَ اللّٰہُ جَدْعًا	مثلہ کرے اللہ مثلہ کرنا

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے پانچ سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

۱- اُخَرُ، جمع میں عدل کی کون سی قسم پائی جاتی ہے۔ آپ اپنا موقف مدلل انداز میں تحریر کریں؟

جواب: اُخَرُ اور جمع میں عدل تحقیقی ہے۔ اس لیے کہ اُخَرُ، اُخْرٰی کی جمع ہے اور اُخْرٰی اٰخَرُ اسم تفضیل کی مؤنث ہے۔ قاعدہ ہے کہ اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہوتا ہے: الف لام کے ساتھ، مِنْ کے ساتھ یا اضافت کے ساتھ۔ اٰخَرُ ان میں سے کسی کے ساتھ استعمال نہیں ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ ان میں سے کسی سے نکلا ہوا ہے۔

جُمَعُ جُمْعَاءُ کی جمع ہے اور جُمْعَاءُ اَجْمَعُ کی مؤنث ہے۔اب اگر فعلاء صفتی ہو تو قیاساً اس کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے اور اگر اسمی ہو تو قیاساً اس کی جمع فعالی یا فعلاوات آتی ہے۔ جُمَعُ ان میں سے کسی وزن پر نہیں ہے۔لہٰذا پتہ چلا کہ ان میں سے کسی سے نکلا ہوا ہے۔

۲-عجمہ کے غیر منصرف ہونے کا سبب بننے کی کتنی اور کون سی شرائط ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

جواب: عُجْمَۃ کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں: ۱-علم ہو عجمی زبان میں جیسے: ابراہیم؟ ۲-دوسری شرط دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے: متحرک الاوسط ہو یا تین حروف سے زیادہ ہو جیسے: شَتَرٌ وَاِبْرَاهِيْمُ۔

۳-فاعل کے فعل کو کس صورت میں وجوباً حذف کیا جاتا ہے اور کیوں؟

جواب: جب حذف پر قرینہ موجود ہو تو فاعل کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔وجوبی طور پر حذف اس جگہ کیا جائے گا کہ جہاں فعل کو حذف کر کے آگے اس کی تفسیر کر دی جائے تاکہ حذف سے پیدا ہونے والا ابہام دور ہو جائے۔

۴-تنازع فعلان کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں؟ ہر ایک کی مثال تحریر کریں۔

جواب: تنازع فعلان کی چار صورتیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-دونوں فعل فاعلیت میں جھگڑا کریں جیسے: ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ

۲-دونوں مفعولیت میں جھگڑا کریں جیسے: ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا

۳-پہلا فاعلیت کا جبکہ دوسرا مفعولیت کا تقاضا کرے جیسے: ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا

۴-پہلا فعل مفعولیت کا اور دوسرا فاعلیت کا تقاضا کرے جیسے: ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ

۵-ترخیم المنادیٰ کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں۔

جواب: منادی کے آخر سے کسی حرف کو تخفیف کے لیے حذف کرنا، ترخیم کہلاتا ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ منادی میں ترخیم بغیر ضرورت کے بھی جائز ہے جبکہ غیر منادی میں صرف ضرورت کے وقت جائز ہے جیسے: یَا حَارُ ۔ یَا مَنْصُ۔ حواصل میں یَا حَارِثُ یَا مَنْصُوْرُ تھے۔

۶-مَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ، شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ میں نکرہ کے مبتداء بننے کی کون سی وجوہ تخصیص پائی جاتی ہیں؟ نیز دونوں جملوں کی ترکیب نحوی قلمبند کریں۔

جواب: مَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ: میں نکرے کا تحت النفی واقع ہونا تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔جبکہ شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ میں صفت مقدار کی وجہ سے تخصیص آرہی ہے۔

ترکیب: مَا نافِیہ اَحَدٌ مبتدا خَیْرٌ مِّنْكَ خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ شَرٌّ مبتدا۔ اَهَرَّ فعل و فاعل ذَانَابٍ مفعول۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۷-علمیت کون سے اسماء غیر منصرف میں سبب محض کے طور پر اور کون سے اسماء غیر منصرفہ میں بطور شرط مؤثر ہے؟

جواب: عدل اور وزن فعل میں بطور سبب کے جبکہ تانیث بالتا خواہ لفظی ہو یا معنوی عجمہ، ترکیب اور الف نون زائدتان ان چاروں میں بطور شرط کے پائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت ومنطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل: شرح تہذیب

سوال نمبر 1: (الف) کلیاتِ خمسہ کی تعریفات تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) کاتب، فرس، شجر، حیوان اور ناطق کون سی کلیاں ہیں؟ ۵

(ج) نوع حقیقی و اضافی کی تعریف کریں، مثالیں دیں اور ان میں نسبت واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: الکلیان ان تفاوتا کلیا فمتبائنان والافان تصادقا کلیا من الجانبین فمتساویان

(الف) ترجمہ وتشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ب) درج ذیل کلیات میں نسبتیں واضح کریں؟ (۱۵)

۱- انسان، حیوان ۔۲- حیوان۔ ابیض ۔۳- انسان، فرس ۔۴- لافرس، لاحیوان۔ ۵- لاحیوان، انسان

سوال نمبر 3: (الف) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟ (۱۵)

قضیہ شخصیہ، دائمہ مطلقہ، ممکنہ عامہ، قضیہ معدولہ، قیاس۔

(ب) درج ذیل قضایا کون سے ہیں؟ ۱۰

۱- کل انسان حیوان ۔ ۲- هذا العدد اما زوج او فرد ۔ ۳- لا شیء من الانسان بمتنفس بالفعل لا دائما ۔

القسم الثانی: تلخیص المفتاح

سوال نمبر 4: (الف) تلخیص المفتاح کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ ۵

(ب) کیا یہ کتاب مکمل مفتاح کا خلاصہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر مکمل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟ نیز تلخیص اور مفتاح کے مصنفین کے نام لکھیں؟ (۲۰)

سوال نمبر 5: قیل ومن کثرة التکرار وتتابع الاضافات کقوله سبوح لها منها علیها شواهد ۔ وقوله حمامة جرعی حومة الجندل اسجعی ۔ وفیه نظر ۔

(الف) عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں؟ ۵

(ب) اس طرح تشریح کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ج) دونوں مصرعوں میں محل استشہاد واضح کریں؟ خط کشیدہ لفظ پر کیا اعراب ہے اور اس کی کیا وجہ ہے؟ وفیہ نظر کو خوب واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (الف) مسند الیہ کو حذف کرنے، معرفہ بالعلم لانے اور معرفہ باسم الاشارۃ لانے کے تین تین فائدے تحریر کریں؟ (۱۵)

(ب) ترک مسند اور تعریف مسند کے تین تین فائدے ذکر کریں؟

نیزله همم لا منتهی لکبارها میں تقدیم مسند کا فائدہ لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق﴾

القسم الاوّل: شرح تہذیب

سوال نمبر 1: (الف) کلیاتِ خمسہ کی تعریفات تحریر کریں؟

(ب) کاتب، فرس، شجر، حیوان اور ناطق کون سی کلیاں ہیں؟

(ج) نوع حقیقی و اضافی کی تعریف کریں، مثالیں دیں اور ان میں نسبت واضح کریں؟

جواب: (الف) کلیاتِ خمسہ: کلیاتِ خمسہ درج ذیل ہیں:

۱-جنس۔۲-نوع۔۳-فصل

۴-خاصہ۔۵-عرضِ عام۔

۱-جنس کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُخْتَلِفِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ، یعنی جنس وہ کلی ہے، جو مختلف الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں بولی جائے۔

۲-نوع کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلٰى كَثِيْرِيْنَ مُتَّفِقِيْنَ بِالْحَقَائِقِ فِيْ جَوَابِ مَا هُوَ، یعنی نوع وہ کلی ہے، جو متفقۃ الحقائق کثیرین پر ماھو کے جواب میں بولی جائے۔

۳-فصل کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ مَقُوْلٌ عَلَى الشَّيْءِ فِيْ جَوَابِ اَيُّ شَيْءٍ هُوَ فِيْ ذَاتِهٖ، یعنی فصل وہ کلی ہے، جو کُلُّ شَیْءٍ پر اَیُّ شَیْءٍ هُوَ فِیْ ذَاتِهٖ کے جواب میں بولی جائے۔

۴-خاصہ کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ صَادِقَةٌ عَلٰى اَفْرَادِ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ صِدْقًا عَرْضِيًّا، یعنی خاصہ وہ کلی ہے، جو ایک حقیقت کے افراد پر صدقِ عرضی کے ساتھ صادق آتی ہے۔

۵-عرضِ عام کی تعریف: هُوَ كُلِّيٌّ صَادِقَةٌ عَلٰى اَفْرَادِ حَقِيْقَةٍ وَاحِدَةٍ وَغَيْرِهَا صِدْقًا عَرْضِيًّا یعنی عرضِ عام وہ کلی ہے، جو ایک حقیقت کے افراد اور ان کے غیر پر صدقِ عرضی کے ساتھ صادق آئے۔

(ب) کاتب خاصہ ہے۔

فرس نوع ہے۔

شجر نوع بھی ہے جنس بھی ہے۔

حیوان جنس ہے اور ناطق فصل ہے۔

(ج) نوعِ حقیقی کی تعریف: کلی کی نسبت جب ان افراد کی طرف کریں جو نفس الامر میں اس کلی کے افراد ہیں تو وہ کلی اپنے افراد کی حقیقت کا عین ہو، اس کو نوعِ حقیقی کہتے ہیں جیسے: انسان کہ اس کی نسبت جب زید، عمرو، بکر، خالد کی طرف کریں تو اس کے افراد کی حقیقت حیوان ناطق ہے، جس کا انسان عین ہے۔ لہٰذا نوعِ حقیقی کی مثال ہے۔

نوعِ اضافی کی تعریف: کبھی اس ماہیت کو بھی نوع کہا جاتا ہے، جو اس پر اور اس ماہیت کے غیر پر ماھو کے جواب میں بولی جائے۔ اس اعتبار سے نوع کو نوعِ اضافی کہتے ہیں۔

نوعِ حقیقی و نوعِ اضافی کے درمیان نسبت: ان دونوں کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے اور جہاں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہوتی ہے وہاں تین مادے ہوتے ہیں۔ ایک مادہ اجتماعی اور دو مادے افتراقی۔ انسان پر نوعِ حقیقی و اضافی دونوں صادق آتی ہیں۔ یہ مادہ اجتماعی کی مثال ہے جبکہ حیوان پر صرف نوعِ اضافی صادق آتی ہے نوعِ حقیقی صادق نہیں آتی۔ لہٰذا یہ مادہ افتراقی کی مثال ہوئی۔ نقطہ پر صرف نوعِ حقیقی صادق آتی ہے نوعِ اضافی صادق نہیں آتی۔ لہٰذا یہ مادہ افتراقی کی مثال ہوئی۔

سوال نمبر2: الکلیان ان تفاوتا کلیا فمتبائنان والافان تصادقا کلیا من الجانبین فمتساویان

(الف) ترجمہ وتشریح اس انداز سے کریں کہ مطلب واضح ہوجائے؟

(ب) درج ذیل کلیات میں نسبتیں واضح کریں؟

۱- انسان، حیوان۔۲- حیوان، ابیض۔۳- انسان، فرس۔۴- لافرس، لاحیوان۔ ۵-لاحیوان، انسان

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: دوکلیاں کہ ان میں تفاوت ہوتو وہ تبائن ہیں اوراگر جانبین میں سے ہرایک دوسری پر صادق آئے تو تساوی ہیں۔

تشریح عبارت: صاحبِ کتاب اس عبارت میں دوکلیوں کے درمیان نسبت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دوآپس میں اگر متفاوت ہوں یعنی ان میں سے کوئی ایک کلی بھی دوسری پر صادق نہ آتی ہوتو ان دونوں کے درمیان تبائن کی نسبت ہوگی۔ اگر دوکلیاں ایسی ہوں کہ ان میں سے پہلی کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے اور دوسری کلی بھی پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق آئے توان دونوں کے درمیان تساوی کی نسبت ہوگی۔

(ب) کلیوں کے درمیان نسبتیں

۱-انسان وحیوان: انسان وحیوان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ من وجہ کی نسبت یہ ہے کہ ایک کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے لیکن دوسری پہلی کلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض افراد پر صادق آئے مثلاً تمام انسان حیوان ہیں لیکن ہرحیوان انسان نہیں۔ لہٰذاان کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہو گی۔

۲-حیوان وابیض: حیوان وابیض کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، کیونکہ عموم خصوص مطلق یہ ہے دوکلیوں میں سے ہرایک دوسری کے بعض افراد پر صادق آئے چونکہ بعض ابیض حیوان ہیں اور بعض حیوان ابیض ہیں۔ لہٰذاان دونوں کے درمیان

عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہوگی۔

۳-انسان وفرس: انسان وفرس کے درمیان تبائن کلی ہے، کیونکہ تبائن کلی یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے کوئی ایک بھی دوسری کے کسی فرد پر صادق نہ آئے۔ چونکہ کوئی انسان فرس نہیں ہے اور کوئی فرس انسان نہیں ہے، لہٰذاان دونوں کے درمیان تبائن کلی ہے۔

۴-لافرس ولاحیوان: ان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ من وجہ یہ ہے کہ ایک کلی دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے لیکن دوسری پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض افراد پر صادق آئے تو چونکہ ہرلاحیوان لافرس تو ہے لیکن ہرلافرس لاحیوان نہیں ہے۔ لہٰذاان دونوں کے درمیان عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہوگی۔

۵-لاحیوان وانسان: ان دونوں کے درمیان تبائن کلی کی نسبت ہے، کیونکہ تبائن کلی یہ ہے کہ دوکلیوں میں سے کوئی ایک بھی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ آئے تو چونکہ کوئی انسان لاحیوان نہیں ہے اور کوئی لاحیوان انسان نہیں ہے۔ لہٰذاان دونوں کے درمیان تبائن کلی کی نسبت ہوگی۔

سوال نمبر3: (الف) درج ذیل میں سے تین کی تعریفات مع امثلہ لکھیں۔

قضیہ شخصیہ، دائمہ مطلقہ، ممکنہ عامہ، قضیہ معدولہ، قیاس۔

(ب) درج ذیل قضایا کون سے ہیں؟

۱- کل انسان حیوان ۔ ۲- هذا العدد اما زوج او فرد ۔ ۳- لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ لَا دَائِمًا

جواب: (الف) قضیہ شخصیہ کی تعریف: قضیہ شخصیہ وہ قضیہ ہے جس کا موضوع شخص معین ہوجیسے: زید کاتب۔

دائمہ مطلقہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جس میں یہ حکم کیا گیا ہوکہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کی سلب موضوع سے دائمی ہے جیسے: کُلُّ فَلَکٍ مُتَحَرِّکٌ بِالدَّوَامِ وَلَا شَیْءَ مِنَ الْفَلَکِ سَاکِنٌ بِالدَّوَامِ۔

ممکنہ خاصہ کی تعریف: ممکنہ خاصہ یہ قضیہ ممکنہ عامہ ہی ہے جانب موافق سے لاضرورت کی قید کے ساتھ جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ كَاتِبٌ بِالْاِمْكَانِ الْخَاصِ وَلَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ لِكَاتِبٍ بِالْاَمْكَانِ الْخَاصِ۔

قضیہ معدولہ: وہ قضیہ جس میں حروف نفی موضوع یا محمول میں سے کسی ایک کی جز بنے قضیہ معدولہ کہلاتا ہے۔ جیسے: لَا حَيٌّ جَمَادٌ۔

قیاس کی تعریف: قیاس ایسا قول ہے، جو ایسے قضایا سے مرکب ہو جن کو تسلیم کرنے کے بعد ایک دوسرا قول لازم آتا ہو جیسے: اِنْ كَانَ زَيْدٌ اِنْسَانًا كَانَ حَيَوَانًا لٰكِنَّهُ اِنْسَانٌ تو نتیجہ آئے گا فَهُوَ حَيَوَانٌ۔

(ب):۱- كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ یہ قضیہ حملیہ موجبہ کلیہ ہے۔

۲- هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ یہ قضیہ شرطیہ منفصلہ حقیقیہ ہے۔

۳- لَا شَيْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِمُتَنَفِّسٍ بِالْفِعْلِ لَا دَائِمًا یہ قضیہ موجہ مرکبہ وجودیہ لادائمہ ہے۔

القسم الثانی: تلخیص المفتاح

سوال نمبر 4: (الف) تلخیص المفتاح کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ کتاب مکمل مفتاح کا خلاصہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر مکمل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟ نیز تلخیص اور مفتاح کے مصنفین کے نام لکھیں؟

جواب: (الف) جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) یہ کتاب مکمل مفتاح کا خلاصہ نہیں بلکہ صرف مفتاح کی قسم ثالث جو کہ بلاغت کے بیان میں ہے، کا خلاصہ ہے۔

پوری مفتاح کی طرف نسبت کرنے کی وجہ: اس کے دو جواب ہیں:

پہلا جواب: یہ مختصر اگر چہ پوری مفتاح نہیں بلکہ بعض مفتاح کی تلخیص ہے لیکن اس کا نام تلخیص المفتاح اس لیے رکھا تا کہ اس کا نام اصل کتاب کے نام کے مطابق ہو جائے۔

دوسرا جواب: اگر چہ یہ کتاب پوری مفتاح کی تلخیص نہیں ہے بلکہ صرف قسم ثالث کی تلخیص ہے مگر چونکہ اس کی قسم ثالث باقی تمام اقسام سے بڑی اور اعظم ہے اور بہت ہی عمدہ واعلیٰ ہے، کیونکہ اسی سے قرآن کا معجز ہونا ثابت ہوتا ہے گویا یہی مستقل کتاب کا نام ہے۔ لہٰذا اس مختصر کا نام بھی اسی مناسبت سے تلخیص المفتاح رکھا گیا ہے۔ الغرض! ان وجوہات کی بناء پر اس کی نسبت پوری مفتاح کی طرف کی گئی ہے۔

مصنّفین کے نام

تلخیص المفتاح کے مصنف کا نام علامہ عبدالرحمٰن ہے اور مفتاح کے مصنف کا نام علامہ ابو یوسف بن ابو بکر سکا کی ہے۔

دونوں کے مصنف کے نام: عبدالرحمٰن تلخیص کا مصنف ہے۔ ابو یوسف بن ابو بکر سکا کی مفتاح کے مصنف کا نام ہے۔

سوال نمبر 5: قیل ومن کثرة التکرار وتتابع الاضافات کقوله سبوح لها منها علیها شواهد . وقوله حمامة جرعى حومة الجندل اسجعى . وفيه نظر .

(الف) عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں؟

(ب) اس طرح تشریح کریں کہ مطلب واضح ہو جائے؟

(ج) دونوں مصرعوں میں محل استشہاد واضح کریں؟ خط کشیدہ لفظ پر کیا اعراب ہے اور اس کی کیا وجہ ہے؟ وفیہ نظر کو خوب واضح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: اور کہا گیا ہے کہ کثرتِ تکرار اور مسلسل اضافات سے بھی خالی ہو جیسے: شاعر کا قول ہے کہ وہ گھوڑے ایسے عمدہ ہیں کہ ان پر انہیں میں سے گواہ ہیں اور شاعر کا قول یہ بھی ہے کہ اے بلند اور پتھریلی ریتلی زمین کی کبوتری تو لب کشائی کر۔ اور اس میں نظر ہے۔

(ب) تشریح عبارت: فصاحۃ الکلام کی تعریف کرتے ہوئے صاحب کتاب نے

ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے کہ کلام تب فصیح ہوگی جب وہ زیادہ اضافتوں اور تکرار سے خالی ہو کہ یہ بھی مخل فی الفصاحۃ ہیں۔ قائین کی طرف سے اس کی دو مثالیں بھی بیان کر دیں۔ پہلے جملہ میں ضمیریں ہیں جو ایک ہی چیز کی طرف راجع ہیں گویا اس میں تکرار ہوا اور تکرار ہونے کی وجہ سے یہ شعر فصاحت سے نکل گیا۔ دوسرے مصرعے میں مسلسل اضافات ہیں، جن کی وجہ سے یہ شعر بھی فصاحت سے نکل گیا۔

(ج) دونوں مصرعوں میں محل استشہاد: پہلے مصرعہ میں محل استشہاد لھا اور منھا کی ضمیریں ہیں، کیونکہ ان کا مرجع ایک ہی ہے جس وجہ سے تکرار ہے۔ دوسرے مصرعہ میں محل استشہاد ابجعی کے علاوہ باقی تمام الفاظ ہیں، کیونکہ ان میں استشہاد اضافات ہیں۔

خط کشیدہ لفظ کا اعراب اور اس کی وجہ: خط کشیدہ لفظ حَمَامَةَ ہے اور یہ منصوب ہے اس کے نصب کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے، لہٰذا یہ منادیٰ ہوا اور پھر اس کی آگے اضافت بھی ہے اور یہ ہم جانتے ہیں کہ منادیٰ جب مضاف ہو تو منصوب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حمامۃ منصوب ہے۔

وفیہ نظر کی وضاحت: مصنف نے اس قول کو فصیح کلام کے فصیح ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ کثرتِ اضافات اور کثرتِ تکرار سے خالی ہو، ذکر کرنے کے بعد وفیہ نظر سے اس قول کا رد کر دیا کہ ایسا نہیں ہے۔ کلام تب فصیح ہوگی جب وہ کثرت تکرار اور کثرتِ اضافات سے خالی ہوگی، کیونکہ اگر یہ ضروری ہو تو پھر اس میں خرابی لازم آتی ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰاهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰاهَا اور وَذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا کا غیر فصیح ہونا لازم آتا ہے۔ اس لئے ان میں کثرتِ تکرار اور کثرتِ اضافات موجد ہیں، حالانکہ قرآن کریم فصاحت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فصیح کلام کے لیے کثرتِ تکرار اور کثرتِ اضافات سے خالی ہونا ضروری نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) مسند الیہ کو حذف کرنے، معرفہ بالعلم لانے اور معرفہ باسم الاشارۃ لانے کے تین تین فائدے تحریر کریں؟

(ب) ترک مسند اور تعریف مسند کے تین تین فائدے ذکر کریں؟

نیز له همم لا منتهى لكبارها میں تقدیم مسند کا فائدہ لکھیں؟

جواب: (الف) مسندالیہ کے حذف کی اغراض:

مسندالیہ کو حذف کرنے کی متعدد اغراض ہیں، جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

نمبر1: ظاہری کلام پر بناء کرتے ہوئے عبث سے بچنے کے لیے مسندالیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے، کیونکہ جب قرینہ پائے جانے کے وقت یہ متعین ہو کہ مسندالیہ کون ہے تو اس صورت میں مسندالیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس وقت مسندالیہ کو ذکر کرنا عبث و بے فائدہ ہے۔

نمبر2: کبھی سامع کی عقل اور فہم وفراست کو آزمانے کے لیے بھی مسندالیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے جب کوئی قرینہ حذف مسندالیہ پر دال ہو۔

نمبر3: جب مسندالیہ متعین ہو تب بھی مسندالیہ کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے: خالق کل شیء اس کی اصل عبارت یوں تھی: اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ۔ لیکن چونکہ ہر شئی کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ متعین ہے، لہٰذا اسمِ جلالت "اَللّٰهُ" جو کہ مسندالیہ ہے اس کو حذف کر دیا گیا۔

مسندالیہ کو معرفہ بطور علم لانے کی تین اغراض: مسندالیہ کو معرفہ بطور علم لانے کی متعدد اغراض ہیں، جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر1: کبھی مسندالیہ کو معرفہ بطورِ علم بیان کرنے کی غرض مسندالیہ کی تعظیم ہوتی ہے جیسے: رَكِبَ عَلِيٌّ اس مثال میں عَلِيٌّ "علو" سے ہے، جس کا معنی بلندی ہے، لہٰذا تعظیم کے پیش نظر مسندالیہ کو معرفہ بطورِ علم ذکر کیا گیا ہے۔

نمبر2: کبھی مسندالیہ کو معرفہ بطورِ علم لانے کی غرض مسندالیہ کی اہانت بیان کرنا ہوتی ہے جیسے: رُجِمَ اِبْلِيْسُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی ابلیس کو اللہ کی رحمت سے دور کیا گیا۔ اس مثال میں مسندالیہ ابلیس کو معرفہ بطورِ علم بیان کرنے کی غرض اس کی اہانت کرنا ہے۔

نمبر 3: کبھی مسندالیہ کو معرفہ بطورِ علم لانے کی غرض محبت کے پیشِ نظر مسندالیہ کے نام سے لذت حاصل کرنا ہوتی ہے۔ یعنی متکلم کو مسندالیہ سے اور اس کے نام سے اتنی محبت ہے کہ وہ جتنی بار بھی اس کا نام بیان کرتا ہے اسے اس کے نام سے لذت اور مٹھاس حاصل ہوتی ہے۔ اس وجہ سے مسندالیہ کو معرفہ بطورِ علم بیان کر دیا جاتا ہے جیسے: مُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا۔

مسندالیہ کو معرفہ بطور اسم اشارہ لانے کی اغراض: مسندالیہ کو اسم اشارہ کے ساتھ معرفہ کرنے کی متعدد اغراض ہیں، جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر 1: کبھی مرتبہ کے اعتبار سے مسندالیہ کے قرب و بعد اور توسط کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مسندالیہ کو اسم اشارہ کے ساتھ معرفہ کیا جاتا ہے۔ اگر بعد کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو اسمِ اشارہ بعید، قرب کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو اسمِ اشارہ قریب اور توسط کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو تو اسمِ اشارہ متوسطہ کا ذکر کیا جاتا ہے جیسے: ذَالِكَ اَوْ ذَاكَ اَوْ هٰذَا زَيْدٌ۔

نمبر 2: کبھی اسم اشارہ قریب کے ساتھ مسندالیہ کو معرفہ لانے کی غرض مسندالیہ کی حقارت کی طرف اشارہ کرنا ہوتی ہے جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَهٰذَا الَّذِيْ يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ۔ اس جگہ اسم اشارہ قریب استعمال کیا گیا ہے، کیونکہ جو چیز قریب ہو اور اس تک رسائی آسانی سے ہو انسان کے نزدیک اس کی قدر و قیمت اتنی نہیں ہوتی بنسبت اس چیز کے جو انسان کی پہنچ سے دور ہو اور اس تک آسانی سے رسائی ممکن نہ ہو۔ یہ ابوجہل کا مقولہ ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہا تھا: ''یہ وہ ہے، جو تمہارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے۔'' اس میں اس نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقارت کو بیان کرنے کے لیے اسم اشارہ قریب استعمال کیا ہے۔

نمبر 3: کبھی اسم اشارہ بعید کے ساتھ مسندالیہ کو معرفہ کرنے کی غرض اس کی قدر و منزلت اور تعظیم پر دلالت کروانا مقصود ہوتا ہے، کیونکہ جو چیز انسان سے دور ہو اور اس تک رسائی آسانی سے ممکن نہ ہو تو انسان کے نزدیک اس چیز کی قدر و منزلت اس چیز کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، جو انسان کے قریب ہو اور اس تک آسانی سے رسائی بھی ممکن ہو۔ جیسے: اللہ

تعالیٰ کا فرمان ہے: الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ۔ اب کتاب تو قاری کے سامنے اور اس کے ہاتھ میں ہے دور نہیں ہے لیکن اس کتاب کی شان و عظمت کو بیان کرنے کی غرض سے مسندالیہ کو اسم اشارہ بعید کے ساتھ معرفہ لایا گیا ہے کہ یہ کتاب فصاحت و بلاغت کے عظیم مراتب پر فائز ہونے اور اس ذات کا کلام ہونے کی وجہ سے کہ جو تمام جہانوں کی خالق و مالک ہے، بلند مرتبہ و عظمت و شان کی حامل ہے۔

(ب) ترکِ مسند اور تعریفِ مسند کے تین تین فائدے:

ترک مسند کے فوائد: مسند کو ترک کرنے کے متعدد فوائد ہیں، جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر 1: مسند کو ترک کرنے کی ایک مثال شاعر کا یہ شعر ہے:

وَمَنْ يَكُ اَمِىْ بِالْمَدِيْنَةِ رَحْلُهٗ   وَاِنِّيْ وَقَبَّارٌ بِهَا لَغَرِيْبٌ

جس کا مکان شہر میں ہو اور وہ عیش میں ہو لیکن میں اور میرا قبار دونوں اس شہر میں مسافر ہیں۔ اس جگہ: لَغَرِيْبٌ اِنَّ کی خبر ہے جبکہ قبار مسندالیہ کی خبر یعنی مسند کو حذف کیا گیا ہے اور اس کو حذف کرنے کی غرض ایک تو مقام تنگ ہونا ہے اور دوسرا وزنِ شعر کو باقی رکھنا بھی حذف مسند کی غرض ہے۔ اگر اس جگہ مسند کو ذکر کیا جاتا تو اس کو ذکر کرنا عبث بھی ہوتا، کیونکہ مؤول مسندالیہ کا مسند ایک بھی ہے، جو لَغَرِيْبٌ ہے۔ لہٰذا یہ قبار کے مسند پر بھی دلالت کر رہا ہے۔

نمبر 2: مسند کو حذف کرنے کی ایک مثال شاعر کا یہ شعر بھی ہے:

نحن بما عندنا وانت بما عندك راض و مختلف الرائ

جو ہم پاس رکھتے ہیں ہم اس سے خوش ہیں اور جو تمہارے پاس ہے تم اس سے راضی ہو لیکن رائے مختلف ہے۔

اس جگہ نَحْنُ مسندالیہ ہے اور اس کے مسند یعنی رضوان کو حذف کیا گیا ہے۔ یہ مثال احتراز عن العبث کی ہے لیکن اس مثال اور مثال اوّل میں فرق یہ ہے کہ وہاں مسندالیہ ثانی

کے مسند کو حذف کیا گیا ہے جبکہ اس مثال میں مسند الیہ اوّل کے مسند کو حذف کیا گیا ہے۔

نمبر 3: تیسری مثال اورغرض مسند کو حذف کرنے کی ہمارا قول: زَیْدٌ مُنْطَلِقٌ وَعَمْرٌو ہے۔ اس جگہ ھِیَ مسند کو حذف کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح کہ زید مسند الیہ ہے اور منطلق اس کا مسند ہے جبکہ عمرو بھی مسند الیہ ہے اس کے مسند یعنی منطلق کو حذف کیا گیا ہے، کیونکہ پہلے منطلق کی دلالت بذریعہ عطف عمرو کے مسند پر بھی ہے۔ یہ مثال بھی احتراز عن العبث کی ہے لیکن پہلی دومثالوں اور اس مثال میں فرق یہ ہے کہ اس جگہ ضیق المقام کی وجہ سے مسند کو حذف نہیں کیا گیا۔

تعریف مسند کے فوائد: مسند کو معرفہ لانے کے متعدد فوائد ہیں؛ جن میں سے تین کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر 1: مسند کو معرفہ ذکر کرنا کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ اپنے حکم کا فائدہ دے جس کا امر سامع کو معلوم ہو اور فائدہ کسی دوسرے امر کے حکم کا ہوگا جو اس پہلے حکم کی طرح ہی ہو۔

نمبر 2: مسند کو معرفہ لانے کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ سامع کو حکم یا لازم حکم کا فائدہ اس طریقے پر دیا جائے جس طریقے پر مسند الیہ کا حکم آیا ہے۔ مسند الیہ کا علم چونکہ تعریف کے طریقے پر آیا ہے، لہٰذا مسند کو بھی معرفہ لایا جاتا ہے۔ آگے عام ہے کہ مسند و مسند الیہ دونوں میں تعریف ایک ہی طریقے پر ہو یا الگ الگ جیسے: زَیْدٌ اَخُوْكَ اور عَمْرٌو نِ الْمُنْطَلِقُ ان دونوں مثالوں میں اَخُوْكَ اور اَلْمُنْطَلِقُ دونوں مسند ہیں اور ان دونوں کو مذکورہ غرض کے تحت معرفہ کر کے ذکر کیا گیا ہے۔

له همم لا منتهى لكبارها میں تقدیم مسند کا فائدہ:

اس جگہ تقدیم مسند کا فائدہ اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ مسند خبر ہے نعت و وصف نہیں ہے۔ اگر مسند کو مقدم نہ کیا جاتا تو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ وصف ہے مسند نہیں لیکن جب مسند کو مقدم کر لیا گیا ہے تو یہ احتمال ختم ہوگیا، کیونکہ نعت و وصف کی اپنے موصوف و منعوت پر تقدیم جائز نہیں ہے جبکہ مسند کو مسند الیہ پر مقدم کر لیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس جگہ مسند کو مقدم کرنے سے غیر کا احتمال ختم ہوگیا اور اس کا مسند ہونا متعین ہوگیا۔

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پہلا پرچہ: ترجمہ و تفسیر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: واوحينا وحی الهام او منام الى ام موسٰى وهو المولود المذكور ولم يشعر بولادته غير اخته ان ارضعيه فاذا خفت عليه فالقيه فى اليم البحر اى الفيل ولا تخافى غرقه ولا تحزنى لفراقه

(۱) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کے بارے میں مذکور کم از کم دو قول نقل کریں؟ (۱۰)

(۴) غم اور حزن میں اگر کوئی فرق ہو تو سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: لقد كان لكم فى رسول الله اسوة بكسر الهمزة وضمها حسنة اقتداء بـه فـى القتال والثبات فى مواطنه لمن بـدل من لكم كان يرجوا الله يخافه واليوم الأخر وذكر الله كثيرا

(۱) کلام باری تعالیٰ و کلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟ ۵

(۲) آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟ ۵

(۳) آیت مبارکہ میں مخاطب کون ہیں؟ اختلاف تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا مستحب ہے یا واجب؟ اگر اختلاف ہوتو ضرور قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: یٰس اللہ أعلم بمرادہ والقراٰن الحکیم المحکم بعجیب النظم وبدیع المعانی انک یا محمد لمن المرسلین

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۵

(۲) اغراض مفسر بیان کریں؟ ۵

(۳) لفظ "یٰـــس" کے معانی لکھنے کے بعد اس سورت کے کوئی تین نام تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) سورۂ یٰس کی فضیلت کے بارے میں کم از کم دو احادیث مبارکہ قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: ولقد فتنا سلیمان ابتلیناہ بسبب ملکه وذلک لتزوجه بامرأة هواها وکانت تعبد الصنم فی دارہ من غیر علمه وکان ملکه فی خاتمه فنزعه مرة عند ارادة الخلاء ووضعه عند امرأة

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ ۵

(۲) مذکورہ عورت کا نام تحریر کریں؟ ۵

(۳) مذکورہ عورت کو بت کیسے ملا؟ کتنے دن اس کی عبادت کرتی رہی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت اور اوصاف بیان کریں نیز انگوٹھی اٹھانے والے جن کا نام بتا کر پورا واقعہ تفصیلاً لکھیں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: ترجمہ وتفسیر﴾

سوال نمبر 1: واوحینا وحی الهام او منام الی ام موسیٰ وهو المولود المذکور ولم یشعر بولادته غیر اخته ان ارضعیه فاذا خفت علیه فالقیه فی الیم البحر ای النیل ولا تخافی غرقه ولا تحزنی لفراقه

(۱) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تحریر کریں؟

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کے بارے میں مذکور کم از کم دو قول نقل کریں؟

(۴) غم اور حزن میں اگر کوئی فرق ہوتو سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ:

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی ماں کو وحی کی یعنی الہام کیا یا مراد یہ ہے کہ عالم خواب میں اسے بتا دیا کہ وہ نومولود بچہ جس کا ذکر عام ہے، وہ موسیٰ ہی ہیں۔ پس آپ کی ولادت کی خبر آپ کی ہمشیرہ کے علاوہ کسی کو نہ ہوسکی کہ اسے دودھ پلا۔ پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہوتو اسے دریا میں یعنی دریائے نیل میں ڈال دے (الیم کے معنی دریا کے ہیں) اور اس کے غرق ہونے سے نہ ڈر اور اس کی جدائی کا غم نہ کر۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کی کیفیت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی کے بارے میں اختلاف ہے اور اس

اختلاف میں دو گروہ ہیں: ایک گروہ کا یہ کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیے جانے سے مراد ان کا دیکھا ہوا خواب ہے، جو انہوں نے بوقت ولادت دیکھا تھا۔ دوسرے گروہ کا یہ کہنا ہے کہ الہام سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دل میں بات آ کر جم گئی اور ہر شخص کو ایسا سابقہ پیش آتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے نام کے بارے میں کم از کم دو قول:

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام ایارخا تھا اور ایک قول ایارخت کا بھی ہے۔ علامہ ثعلبی کہتے ہیں کہ ان کا نام یوحانذ بنت لاوی بن یعقوب تھا۔

(۴) غم اور حزن میں فرق:

غم اس کو اس پریشانی کو کہا جاتا ہے کہ جو مستقبل میں واقع ہو، اور حزن اس پریشانی کو کہا جاتا ہے جو انسان کو پہنچتا ہے ایسے امر میں جس کا تعلق زمانہ ماضی کے ساتھ ہوتا ہے۔

سوال نمبر2: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ بکسر الھمزۃ وضمھا
حسنۃ اقتداء بہ فی القتال والثبات فی مواطنہ لمن بدل من لکم کان
یرجوا اللہ یخافہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) آیت مبارکہ کا شان نزول بیان کریں؟

(۳) آیت مبارکہ میں مخاطب کون ہیں؟ اختلاف تحریر کریں؟

(۴) اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا مستحب ہے یا واجب؟ اگر اختلاف ہو تو ضرور قلمبند کریں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا اردو ترجمہ:

بے شک تمہیں رسول کی پیروی بہتر ہے یعنی جنگ میں اور جنگی مورچوں میں ثابت قدم رہنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنا بہتر ہے۔ اسوہ ہمزہ

مکسورہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اس کے لیے (لمن یہ لکم سے بدل ہے) جو اللہ اور آخرت کے دن کا خوف رکھتا ہے۔ (یرجوا بمعنی یخاف ہے) اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

(۲) آیت مبارکہ کا شان نزول

یہ آیت مبارکہ سورہ احزاب سے ہے اور سورۃ احزاب ساری کی ساری مدنی ہے۔ اس کا شان نزول کچھ اس طرح ہے کہ یہ ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو آپ کو ایذاء دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سے زیادہ نکاح فرمانے میں آپ کو طعنہ دیتے تھے، اس بارے میں یہ نازل ہوئی۔

ایک دوسری روایت میں ہے: یہ کفار اور منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ کچھ کافر اور منافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمارے خداؤں کو برا مت کہیں بس اتنا کہہ دیں کہ یہ شفاعت کریں گے اور ہم آپ کے خدا کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے۔ ان کی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر مبارک پر بہت گراں گزری اور صحابہ نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا: قتل نہیں کرنا، کیونکہ میں انہیں امان دے چکا ہوں۔ لہٰذا تم ان کو باہر نکال دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو باہر نکال دیا۔

(۳) آیت مبارکہ میں مخاطب کے بارے میں اختلاف:

اس آیت مبارکہ میں مخاطب کون ہیں؟ اس میں اختلاف ہے:

پہلا قول یہ ہے کہ مخاطبین سے مراد منافقین ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مومنین مخاطب ہیں۔

(۴) اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنا مستحب ہے یا واجب اور اس میں اختلاف

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس پر عمل کرنا

مستحب ہے یا واجب؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں:

نمبر1: واجب ہے لیکن دلیل مستحب ہونے کی ملتی ہے۔

نمبر2: مستحب ہے لیکن دلیل واجب ہونے کی ملتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ دینی امور میں عمل کرنا واجب اور دنیاوی امور میں عمل کرنا مستحب ہے۔

سوال نمبر3: یٰسٓ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اَلْمُحْكَمِ بِعَجِيْبِ النَّظْمِ وَبَدِيْعِ الْمَعَانِيْ اِنَّكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

(۱) کلام باری وکلام مفسر پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۲) اغراض مفسر بیان کریں؟

(۳) لفظ "یٰسٓ" کے معانی لکھنے کے بعد اس سورت کے کوئی تین نام تحریر کریں؟

(۴) سورۂ یٰسٓ کی فضیلت کے بارے میں کم از کم دو احادیث مبارکہ قلمبند کریں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر پر اعراب اور ترجمہ:

اعراب: یٰسٓ اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمُ اَلْمُحْكَمِ بِعَجِيْبِ النَّظْمِ وَبَدِيْعِ الْمَعَانِيْ اِنَّكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

ترجمہ: یٰسٓ، اس کی مراد لیے اللہ باخوبی جانتا ہے، قرآن حکیم کی قسم، حکیم بمعنی محکم ہے۔ یعنی قرآن پاک اپنی معجز نظم اور بدیع معانی کے سبب محکم ہے۔ بے شک آپ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم! سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہیں۔

(۲) اغراض مفسر

یٰسٓ کے بعد اللہ اعلم بمرادہ نکال کر یہ بتارہے ہیں کہ یٰسٓ کے معنی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور القرآن الحکیم کے بعد المحکم نکال کر حکیم کا معنی بتارہے ہیں کہ قرآن پاک اپنی معجز نظم اور بدیع معانی کے سبب محکم ہے۔ اِنَّکَ کے بعد یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکال کر بتا دیا کہ ضمیر خطاب سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں۔

(۳) یٰسٓ کے معانی اور اس کے تین نام:

یٰسٓ کا معنی ہے: یا سید البشر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ قرآن پاک کا نام ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ یٰسٓ بمعنی یا انسان ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یٰسٓ کے معنی طی کی لغت میں یا انسان ہے، مراد اس سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بالا صفات ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی اصل یا انیسین ہو جو انسان کی تصغیر ہے۔ مقصود اس سے بڑائی بیان کرنا ہے، کیونکہ صیغہ تصغیر عطف اور تعظیم کے لیے ہوتا ہے۔

سورت یٰسٓ کے تین نام:

نمبر۱: معمہ

نمبر۲: دافعہ

نمبر۳: قاضیہ

(۴) سورۂ یٰسٓ کی فضیلت میں دو احادیث مبارکہ:

نمبر۱: ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شیء کا دل ہوتا ہے قرآن پاک کا دل سورۂ یٰسٓ ہے۔ جس نے سورۂ یٰسٓ کی ایک بار تلاوت کی اسے دس بار قرآن پاک پڑھنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔

نمبر۲: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پاک میں ایک سورۃ ہے جو اپنے قاری کی شفاعت کرتی ہے اور اپنے سننے والے کی مغفرت کرواتی ہے اور وہ سورۂ یٰسٓ ہے۔

سوال نمبر4: ولقد فتنا سلیمان ابتلیناه بسبب ملكه وذلك لتزوجه بامرأة هواها وكانت تعبد الصنم فى داره من غير علمه وكان ملكه فى خاتمه فنزعه مرة عند ارادة الخلاء ووضعه عند امرأة

(۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(۲) مذکورہ عورت کا نام تحریر کریں؟

(۳) مذکورہ عورت کو بت کیسے ملا؟ کتنے دن اس کی عبادت کرتی رہی؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت اور اوصاف بیان کریں نیز انگوٹھی اٹھانے والے جن کا نام بتا کر پورا واقعہ تفصیلاً لکھیں؟

جواب: (۱) کلام باری تعالیٰ وکلام مفسر کا ترجمہ:

اور بے شک ہم نے سلیمان کو جانچا، اس کی بادشاہت اس سے لے کر انہیں آزمائش مین مبتلا فرمایا۔ یہ معاملہ اس لیے پیش آیا کہ آپ نے ھواھا نامی ایک عورت سے شادی کر لی، وہ آپ کے گھر میں بت کی پوجا کیا کرتی تھی۔ آپ علیہ السلام کو اس کا علم نہیں تھا۔ آپ کی بادشاہت انگوٹھی پہننے پر مرتب تھی۔ ایک مرتبہ رفع حاجت کے لیے جاتے وقت آپ نے وہ انگوٹھی اتاری اور اپنی بیوی امینہ کے پاس رکھوادی۔

(۲) مذکورہ عورت کا نام

مذکورہ عورت کا نام امینہ تھا۔

(۳) مذکورہ عورت کو بت کیسے ملا اور کتنے دن اس کی عبادت کی:

مذکورہ عورت کو بت ملنے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ اس عورت کا باپ مر گیا اور وہ عورت بہت زور زور سے رو رہی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو ایک شیطان (جن) کو حکم دیا کہ اس کے باپ کی شکل اختیار کرے تا کہ اس عورت کو سکون حاصل ہو۔ چالیس دن اس عورت نے بت کی عبادت کی۔

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت واوصاف انگوٹھی اٹھانے والے جن کا نام اور واقعہ:

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی

بادشاہت اس انگوٹھی کی وجہ سے تھی یعنی آپ کی بادشاہت انگوٹھی پہننے پر مرتب تھی۔ پس جب آپ اس کو پہنتے تو ہوا آپ کے لیے مسخر ہو جاتی۔ اسی طرح جن اور شیاطین وغیرہ آپ کے تابع ہو جاتے اور جب اتار دیتے تو یہ سب آزاد ہو جاتے۔

آپ کی انگوٹھی جنت سے لائی گئی اور جملہ اشیاء سے تھی جن کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اترے۔ اس جن کا نام صخر تھا۔ ایک دن قضاء حاجت کے وقت آپ نے اپنی انگوٹھی اتار کر اپنی بیوی کو دی امینہ کے پاس رکھ دی۔ اسی دوران اس کے پاس ایک جن آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں اس نے آپ کی بیوی سے وہ انگوٹھی پکڑ لی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ پرندے اور اس کے علاوہ سب جانور حاضر ہو گئے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نکلے تو انگوٹھی اتارنے کے سبب ہیبت کے زائل ہونے کی وجہ سے آپ کی ہیئت مبارکہ متغیر تھی۔ جب آپ نے اس کو کرسی پر دیکھا تو لوگوں سے فرمایا میں سلیمان ہوں تو لوگوں نے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی حالت میں اپنی انگوٹھی لینے کے امینہ کے پاس آئے۔ اس نے انکار کر دیا۔ آپ کو معلوم ہوا کہ آپ سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ چالیس دن گزر گئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے گھر میں ایک صورت تیار کی تو شیطان چلے گئے اور انگوٹھی دریا میں پھینک دی۔ اس انگوٹھی کو مچھلی نے نگل لیا تو وہ مچھلی آپ کے ہاتھ لگی، آپ نے اس مچھلی کا پیٹ چاک کر کے انگوٹھی کو پالیا اور سجدے میں گر گئے۔ اس کو پہن کر پھر سے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث وعربی ادب﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: قسم اوّل سے کوئی تین، جبکہ قسم ثانی کے دونوں سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ وینصرانہ قیل فمن مات صغیرا یا رسول اللہ قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ نیز خط کشیدہ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ فرض سے مراد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ تفصیلاً جواب مطلوب ہے؟ ۲۰

سوال نمبر 3: عن ابن عمر رضی اللہ عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر

حدیث کا ترجمہ وتشریح کرنے کے بعد نماز فجر کے افضل وقت کے بارے میں

اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 4: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوضوء مفتاح الصلوٰۃ والتکبیر تحریمھا والتسلیم تحلیلھا وفی کل رکعتین تسلیم ولا تجزئ صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب ومعھا غیرھا۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور اس میں موجود مختلف فیہ مسائل کی نشاندہی کر کے کسی ایک مسئلہ کے بارے اختلاف ائمہ تحریر کریں؟ (۲۰)

القسم الثانی...... عربی ادب

سوال نمبر 5: کوئی پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟ (۳۰)

قفانبك من ذكرى حبيب ومنزل بسقط اللوى بين الدخول فحومل

وبيضة خدر لايرام خباء ها تمتعت من لهو بها غير معجل

وقد اغتدى والطير فی وكناتها بمنجرد قيد الاوابد هيكل

فاضحی يسح الماء فوق كتيفة يكب علی الاذقان دوح الكنهبل

يضیء سناه او مصابيح راهب امال السليط بالذبال المفتل

فذالت كما ذالت وليدة مجلس ترى ربها اذيال سحل ممدد

ظهرن من السوبان ثم جزعنه علی كل قينی قشيب ومفام

سوال نمبر 6: "المعلقۃ الاولیٰ اللامیۃ" کا خلاصہ تحریر کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث وادب عربی﴾

القسم الاوّل...... حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه قيل فمن مات صغيرا يا رسول الله قال الله اعلم بما كانوا عاملين .

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ نیز خط کشیدہ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

جواب: حدیث مبارکہ پر اعراب وترجمہ

اعراب: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ وَيُنَصِّرَانِهٖ قِيْلَ فَمَنْ مَّاتَ صَغِيْرًا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ .

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنا لیتے ہیں یا نصرانی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اگر بچپن میں ہی مر جائیں آپ نے فرمایا: اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرنے والے تھے۔

خط کشیدہ کی تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بچہ خود نہیں سیکھتا بلکہ اس کو سکھایا نہ جائے۔ اگر اس کو یہودیوں یا نصرانیوں والی باتیں سکھائی گئیں تو وہ یہودیوں یا نصرانیوں والے کام کرے گا اور اگر اس کو مسلمانوں والی باتیں سکھائی گئیں تو وہ مسلمان ہو گا۔ مذکورہ حدیث مبارکہ میں ایک اختلافی مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ کافروں کے نابالغ بچے

جو فوت ہو جائیں وہ دوزخی ہیں یا جنتی؟ بعض فقہاء فرماتے ہیں: ان کا معاملہ مشیت الٰہی پر موقوف ہے کہ وہ جنتی ہیں یا دوزخی۔ علامہ بیہقی نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نقل کیا ہے کہ کافروں کی اولاد جو بچپن میں فوت ہو جائے وہ اسی خیال کے حامل ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں کوئی واضح امر نہیں ملتا۔ البتہ ان کے اصحاب نے کہا مسلمانوں کے بچے جنتی ہیں اور مشرکوں کے بچوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس معاملہ میں توقف فرماتے ہیں' کیونکہ قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث مبارکہ کے الفاظ بھی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ آنے والی زندگی میں کیا کرتے۔ جنتیوں والے کام کر کے جنت میں جاتے یا برائیاں کر کے دوزخ میں۔ جب سارا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے تو قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا لہٰذا توقف کرنا بہتر ہے۔

سوال نمبر 2: عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم

حدیث پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں نیز بتائیں کہ فرض سے مراد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ تفصیلاً جواب مطلوب ہے۔

جواب:

اعراب: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

ترجمہ حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کا سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

مذکورہ حدیث میں فرض سے مراد: مذکورہ حدیث مبارکہ میں فرض سے مراد فرض عین ہے، فرض کفایہ نہیں مثلاً علم ایمان یا ارکان اسلام اور ان کے فرائض کا سیکھنا ہر مکلف عاقل بالغ مرد وعورت اور آزاد وغلام پر فرض عین ہے۔ ان کو کسی حال میں اس کی فرضیت سے

چھٹکارا نہیں مل سکتا۔ علم معاملات کا حصول اسی وقت ہر شخص پر فرض ہوتا ہے جب وہ ان خاص خاص معاملات سے دوچار ہو مثلاً اگر کوئی بچہ بالغ ہوتا ہے تو اس وقت اس پر وضو اور غسل کے مسائل سیکھنا فرض ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص مالک نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل سیکھنا فرض ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص بیع کے معاملات سے وابستگی رکھتا ہے تو اس پر بیع وشرا کے مسائل سیکھنا فرض ہے۔ پورے علم فقہ کا سیکھنا فرض کفایہ ہے۔ یعنی پوری آبادی میں سے دوچار بھی سیکھ لیں تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔ اگر کوئی بھی علم حاصل نہیں کرتا تو سب پر فرض کا بوجھ رہے گا اور سب جواب دہ ہوں گے۔ اس سے پتہ چلا کہ مذکورہ حدیث سے مراد فرض عین ہے فرض کفایہ نہیں۔ اگر فرض کفایہ مراد ہوتا تو علی کل مسلم نہ کہا جاتا، کیونکہ فرض کفایہ وہ ہوتا ہے جو بعض ادا کر لیں یا سیکھ لیں تو سب بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر3: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر

حدیث کا ترجمہ وتشریح کرنے کے بعد نماز فجر کے افضل وقت کے بارے میں اختلاف ائمہ سپرد قلم کریں؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح کی نماز خوب اجالے میں پڑھو' کیونکہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔

نماز فجر کے افضل وقت میں اختلاف ائمہ: اس حدیث مبارکہ سے وہ مسئلہ حل طلب ہے' جو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر ائمہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے درمیان اختلافی ہے۔ یعنی نماز فجر غلس (اندھیرے) میں پڑھی جائے یا خوب روشن ہونے کے بعد ہر سہ ائمہ پہلے خیال کے حامی ہیں یعنی اندھیرے میں پڑھی جائے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے خیال کے یعنی نماز فجر خوب روشن کر کے پڑھی جائے۔ امام صاحب کا مذہب حدیث اسفار پر ہے، کیونکہ اسفار کا لفظ باقی احادیث میں بھی ہے۔ یعنی

امام صاحب لفظ اسفار کو دلیل بناتے ہیں جو کہ کتب صحاح میں بھی منقول ہے۔ ابن ماجہ میں رافع بن خدیج سے مرفوع روایت ہے: اصبحوا بالصبح فانہ اعظم للاجر، صبح کی نماز کے لیے اچھی طرح اجالا ہونے دو کیونکہ اس میں زیادہ اجر وثواب ہے۔ ابوداؤد کے الفاظ بھی یہی ہیں۔ ترمذی میں یوں ہے: اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ رافع بن خدیج کی حدیث حسن صحیح ہے اور سب سے زائد فیصلہ کرنے والی ہے۔ مذکورہ مسئلہ میں اختلاف کو ختم کرنے والی یہ حدیث مبارکہ ہے' جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے دو نمازوں کے ہر نماز کو وقت پر ادا فرماتے ہوئے دیکھا۔ ایک منیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب وعشاء کو جمع کیا۔ دوسرا مزدلفہ میں صبح کی نماز وقت ومعمول ومعتاد سے پہلے ادا کرنا۔ یہ نماز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اندھیرے میں ادا فرمائی، کیونکہ مسلم شریف میں اس کے الفاظ یوں ہیں: قبل میقاتھا بغلس۔ یہ اس لیے کہ وقوف کا وقت زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔ جو اصحاب نماز فجر کو غلس (اندھیرے) میں پڑھنے کے قائل ہیں ان کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز ادا فرماتے تو عورتیں چادروں میں لپٹی ہوئی واپس ہوتیں اور اندھیرے کے سبب ان کو پہچانا نہ جاتا۔ اس سے پتہ چلا کہ اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اس کا جواب دیا جاتا ہے شناخت نہ ہونے کی دو وجہیں ہیں: ایک اندھیرا اور دوسرا چادروں میں لپٹا ہوا ہونا اور یہ معمولی اسفار میں بھی ہو سکتا ہے۔ احناف کے نزدیک فجر کی نماز کا مستحب وقت یہ ہے کہ انسان چالیس سے ساٹھ آیات تک پڑھ سکے۔ پھر کسی عارضے کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے یا نماز فاسد ہو جائے تو وہ شخص دوبارہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے تو اتنی قرأت سے نماز کو ادا کرے۔ جو ائمہ نماز فجر کو غلس (اندھیرے) میں پڑھنے کے قائل ہیں ان کی دلیل کا جواب دینے کے لیے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے اور وہ بذات خود جو کہ رسول اللہ کے خادم خاص ہیں' جن کو رسول اللہ کی خانگی وبیرونی' سفر وحضر شب وروز کی زندگی سے گہری واقفیت رکھنے کا شرف وفخر حاصل ہے۔ مزید یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ

عنہا کی حدیث فعلی ہے اور اسفار کی حدیث قولی ہے اور احناف کے نزدیک قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے۔ مذکورہ دلائل سے ثابت ہوا کہ نماز کا افضل وقت اسفار ہے نہ کہ غلس۔

سوال نمبر 4: عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الوضوء مفتاح الصلوٰۃ والتکبیر تحریمها والتسلیم تحلیلها وفی کل رکعتین تسلیم ولا تجزی صلوۃ الا بفاتحة الکتاب ومعها غیرها۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور اس میں موجود مختلف فیہ مسائل کی نشاندہی کر کے کسی ایک مسئلہ کے بارے اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

جواب: ترجمہ عبارت: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو نماز کی چابی ہے اور تکبیر (تحریمہ) اس کی تحریم (یعنی ہر وہ کام جو نماز کے خلاف ہو اس کو حرام کرنے والی) اور سلام اس کی تحلیل (یعنی سلام سے وہ کام حلال ہو جاتے ہیں جو نماز میں حرام ہوتے ہیں) اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر (تشہد پڑھ) کوئی نماز بغیر الحمد اور دوسری سورت کے ملائے بغیر کافی نہیں ہوتی۔

مذکورہ حدیث میں مختلف فیہ مسائل:

تکبیر تحریمہ، سلام، وضو، سورۃ فاتحہ۔

تکبیر تحریمہ کے الفاظ اور اختلاف ائمہ: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تکبیر تحریمہ صرف اللہ اکبر یا اللہ الاکبر کے الفاظ سے کہنا جائز ہے۔ امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اکبر نکرہ کی صورت جائز ہے یعنی اللہ اکبر۔ حضرت امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اللہ الکبیر بھی جائز ہے۔ گویا ان کے نزدیک اللہ اکبر، اللہ الاکبر، اللہ الکبیر تینوں جائز ہیں۔ امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے ہر اس لفظ کو تکبیر میں ادا کرنا جائز رکھا ہے؛ جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور بڑائی ظاہر ہو۔

القسم الثانی...... عربی ادب

سوال نمبر 5: کوئی پانچ اشعار کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟

۱- قفانبك من ذكرى حبيب ومنزل — بسقط اللوى بين الدخول فحومل

۲- وبيضة خدر لايرام خباء ها — تمتعت من لهو بها غير معجل

۳- وقد اغتدى والطير في وكناتها — بمنجرد قيد الاوابد هيكل

۴- فاضحى يسح الماء فوق كتيفة — يكب على الاذقان دوح الكنهبل

۵- يضيء سناه او مصابيح راهب — امال السليط بالذبال المفتل

۶- فظلت كما ذالت وليدة مجلس — ترى ربها اذيال سحل ممدد

۷- ظهرن من السوبان ثم جزعنه — على كل قيني قشيب ومفام

جواب: ترجمہ اشعار

(۱) تم دونوں ٹھہرو تا کہ ہم اپنے دوست اور اس کے گھر کو یاد کر کے روئیں جو ریت کے ٹیلے پر دخول اور حومل کے درمیان (تھی وہ جگہ) ہے۔

(۲) بہت سی پردہ والی عورتیں جو خوبصورت ہیں کوئی شخص ان تک پہنچ بھی نہیں سکتا تھا، میں نے نفع اٹھایا ان کے ساتھ کھیلنے سے بغیر جلدی کیے۔

(۳) میں صبح سویرے اٹھتا ہوں، پرندے اپنے گھونسلوں میں ہوتے ہیں اور کم بالوں والے گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں جو لمبا اور موٹے جسم والا ہے۔

(۴) جب سورج طلوع ہوا تو اس گھٹا نے اتنا پانی کتیفہ پر برسایا کہ کنہبل کے بڑے بڑے درخت منہ کے بل گرا دیے۔

(۵) اس کی روشنی چمکتی ہے یا کسی راہب (پادری) کے چراغ جلتے ہیں؛ جس نے اس کی بٹی ہوئی بتیوں کی طرف زیتون یا تیل جھکا دیا ہو۔

(۶) پس وہ اونٹنی ایسے مٹک کے چلتی ہے جیسا کہ مجلس کی چھوکری (رقاصہ) دکھاتی ہے اور وہ اپنے مالک کو سفید لمبی چادر کا دامن۔

(۷) وہ ہودہ نشین (ہودہ میں بیٹھنے والیاں) سوبان وادی سے ظاہر ہوئیں، پھر اس کو انہوں نے چوڑان میں طے کیا اس حال میں کہ وہ عمدہ کاری گر کے بنائے ہوئے کشادہ کجاووں میں سوار تھیں۔

خط کشیدہ صیغے

مَنْزِلٌ: صیغہ اسم ظرف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ

تَمَتَّعْتُ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل از باب تَفَعُّل

اَغْتَدِیْ: صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی باہمزہ وصل از باب اِفْتِعال

یَکُبُّ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل مضارع مثبت معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ

اَمَالَ السَّلِیْطُ بالذبال المفتل: اَمَالَ صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل اجوف یائی از باب افعال۔ السلیط: اس کا فاعل بمعنی زیتون کا تیل۔ ذِبَالٌ: ذبالہ کی جمع بمعنی چراغ کی بتی۔ مُفَتَّلٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل از باب تفعیل

مُمَدَّدٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق برباعی بے ہمزہ وصل مضاعف ثلاثی از باب تفعیل

ظَهَرْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب بحث فعل ماضی مطلق مثبت معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فتح یفتح

سوال نمبر 6: "المعلقة الاولی اللامية" کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: یہ قصیدہ: المعلقة الاولی اللامیه۔ امرؤالقیس کا ہے اور یہ بحر طویل سے ہے اور اس قصیدے کے کل اشعار اکیاسی ہیں۔ اس قصیدے میں امرؤالقیس نے اپنی محبوبہ

عنیزہ کا حال لکھا ہے۔ عنیزہ امرؤالقیس کے چچا کی بیٹی تھی۔ اس قصیدہ میں اس نے اپنے گھوڑوں کی تعریف کی اور اپنا حال بھی اس میں ذکر کیا۔ جس قدر اس پر سختیاں اور مصیبتیں پہنچیں، جس قدر اس نے خوفناک راستوں میں رات کا سفر کیا۔ اس میں اپنے دوستوں کی خدمت کا حال بتایا ہے جس قدر انہوں نے اس کا ساتھ دیا یہ سارے احوال اس نے نہایت لطافت اور پاکیزگی کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ایسا کیوں: ہوتا کیونکہ وہ عرب کا مشہور شاعر اور ادیب تھا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقی تین میں سے دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: كتاب الطهارة قال الله تعالى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الأية ففرض الطهارة غسل اعضاء الثلثة ومسح الراس .

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں نیز کتاب کی تعریف کریں؟ (۱۴)

(۲) "والمرفقان والكعبان يدخلان فى الغسل" مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: ولا يقرأ المؤتم خلف الامام خلافا للشافعي فى الفاتحة .

(۱) ہدایہ کی روشنی میں جہر اور سر کی تعریف کریں؟ (۱۰)

(۲) قرأت خلف الامام کے بارے احناف و شوافع کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟ (۲۳)

سوال نمبر 3: الزكوة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول

(۱) زکوۃ کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) خط کشیدہ شرائط کی تشریح و توضیح مع الدلائل ہدایہ کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) صبی اور مجنون پر زکوۃ واجب ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔ (۱۳)

سوال نمبر 4: وينبغى للناس ان يلتمسوا الهلال فى اليوم التاسع والعشرين من شعبان فان رأوه صاموا وان غم عليهم اكملوا عدة شعبان ثلثين يوما ثم صاموا

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۵)

(۲) شہادت رؤیت ہلال رمضان اور عید الفطر میں فرق کی وضاحت کے بعد بتائیں کہ اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟ ۱۴

(۳) صاحب ہدایہ نے یوم شک کی کتنی اور کون کون سی صورتیں لکھیں؟ تحریر کریں؟ ۱۴

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: کتاب الطهارة قال الله تعالىٰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الأية ففرض الطهارة غسل اعضاء الثلثة ومسح الراس ۔

(۱) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں نیز کتاب کی تعریف کریں؟

(۲) "والمرفقان والكعبان يدخلان فى الغسل" مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپر دقلم کریں؟

جواب: عبارت پر اعراب اور ترجمہ:

(۱) اعراب: كِتَابُ الطَّهَارَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الْاٰيَةَ فَفَرْضُ الطَّهَارَةِ غَسْلُ اَعْضَاءِ الثَّلٰثَةِ وَمَسْحُ الرَّأْسِ ۔

ترجمہ: طہارت کی کتاب (یہ کتاب احکام طہارت کے بیان میں ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جب نماز کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کرو (الایۃ) پس طہارت (وضو) کے فرض تین اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے۔

کتاب کی تعریف:

کتاب اس مجموعے کا نام ہے جس میں مختلف الاجناس اور متحد الانواع مسائل کو بیان کیا جائے۔

(۲) والمرفقان والكعبان فى الغسل میں ائمہ کا اختلاف:

ہمارے نزدیک دونوں کہنیاں اور دونوں ٹخنے دھونے کے حکم میں شامل ہیں۔ اس میں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کہنیاں اور ٹخنے دھونے میں

داخل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ غایت مغیا میں داخل نہیں ہوتی۔ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جس طرح رات روزے میں داخل نہیں ہوتی اسی طرح یہ بھی داخل نہیں ہیں۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ یہ غایت ماوراء غایت کو ساقط کرنے کے لیے ہے، کیونکہ اگر یہ غایت نہ ہوتی تو دھونا پورے عضو کو گھیر لیتا۔ روزے کے باب میں رات تک حکم کو کھینچ کر لے جانے کے لیے ہے۔ اس لیے کہ روزہ کا لفظ ایک گھڑی رکنے پر بھی بولا جاتا ہے۔

سوال نمبر 2: ولا يقرأ المؤتم خلف الامام خلافا للشافعى فى الفاتحة ۔

(۱) ہدایہ کی روشنی میں جہر اور سر کی تعریف کریں؟

(۲) قرأت خلف الامام کے بارے احناف وشوافع کا مذہب مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: جہر کی تعریف: اتنی بلند آواز سے قرأت کرنا جسے قاری کے علاوہ دوسرا بھی سن سکے، جہر کہلاتا ہے۔ (اَلْجَهْرُ اَنْ يُسْمِعَ غَيْرَهٗ)

سر کی تعریف: اتنی آواز سے قرأت کرنا جسے پڑھنے والا بذات خود سن سکے، سر کہلاتا ہے۔ (اَلْمُخَافَتَةُ اَنْ يُسْمِعَ نَفْسَهٗ)

(۲) قرأت خلف الامام میں ائمہ کا اختلاف:

ہمارے نزدیک مقتدی کے لیے امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے خواہ وہ جہری نماز ہو یا سری ہو۔ قرأت سے مراد مطلق قرأت ہے نہ قرآن پڑھنا اور نہ ہی سورت فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک یہ ہے کہ مقتدی کا ہر نماز میں سورت فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔ وہ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ قرأت کرنا نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے، جس طرح امام و مقتدی قیام، رکوع، سجود وغیرہ میں باہم شریک ہیں اسی طرح اس میں بھی دونوں شریک ہونگے۔ ہماری دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ من كان له امام فقرأة الامام قرأة له، یعنی جو امام کی اقتدا کر رہا ہو تو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ اس سے مقتدی کی قرأت ثابت ہوگئی۔ اگر مقتدی کو قرأت کا مکلف بنائیں تو مقتدی

کو دوبار قرأت کرنا لازم آتا ہے، جو کہ مشروع نہیں ہے۔

ہماری دوسری دلیل یہ ہے بہت سارے صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقتدیوں کا قرأت کرنا درست نہیں۔ صاحب عنایہ نے لکھا ہے کہ مقتدی کے لیے **قرأت خلف الامام** کی ممانعت تقریباً اسی (80) جلیل القدر صحابہ سے مروی ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے ستر (70) بدری صحابہ کو پایا ان میں سے ہر ایک صحابی مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع کرتے تھے۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ امام کے پیچھے قرأت کرنا جائز نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب صحابہ کرام نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے قرأت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرأت خلط ملط ہوگئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا تعلق نماز سے ہے اور نماز میں مقتدیوں کا قرأت کرنا جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر3: **الزکوۃ واجبۃ علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملک نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول**

(۱) زکوٰۃ کا لغوی معنی اور اصطلاحی تعریف سپرد قلم کریں؟

(۲) خط کشیدہ شرائط کی تشریح وتوضیح مع الدلائل ہدایہ کی روشنی میں تحریر کریں؟

(۳) صبی اور مجنون پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (۱) زکوٰۃ کا لغوی وشرعی معنی: زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے: پاک کرنا، بڑھنا۔ اصطلاحی معنی ہے: قانون شریعت کے مطابق مخصوص مال کو ایسے فقیر کو مالک بنانا جو ہاشمی نہ ہو، زکوٰۃ کہلاتا ہے۔

(۲) خط کشیدہ شرائط کی تشریح وتوضیح مع الدلائل:

نصابا ملکا تاما: زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے نصاب کی مقدار کا مالک ہونا ضروری

ہے، کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبب کو نصاب کے ساتھ مقدر کیا ہے۔ ملک تام کا ہونا اس لیے ضروری ہے کہ مال جو پاس ہے وہ کسی اور کا ہو سکتا ہے یعنی اس شخص نے اتنی مقدار کسی کا قرض دینا ہے تو پھر ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

وحال علیه الحول: زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے مال پر سال کا گزرنا ضروری ہے، وہ اس لیے کہ اتنی مدت پائی جائے جس میں نماء پائی جا سکے۔ اس کو شریعت مطہرہ نے حولان حول کے ساتھ مقدر کیا ہے، کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کسی بھی مال میں زکوٰۃ نہیں ہے یہاں تک کہ اس پر سال نہ گزر جائے۔

(۳) صبی اور مجنون پر زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صبی اور مجنون پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دونوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: زکوٰۃ ایک مالی چٹی ہے تو اس کا اعتبار باقی خرچوں کے ساتھ ہوگا جیسے: بیویوں کا خرچہ ہے۔ یہ عشر اور خراج کی طرح ہوگا۔ امام صاحب فرماتے ہیں بلاشبہ زکوٰۃ عبادت ہے، یہ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک اختیار نہ ہو۔ ابتلاء اور آزمائش کے معنی کے تحقق کے لیے اور صبی اور مجنون کو کسی چیز کا بھی اختیار نہیں عقل نہ ہونے کی وجہ سے۔ بخلاف خراج کے یہ زمین کی پیداوار پر ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کے وجوب کے لیے شرائط جو بیان کی گئیں وہ بھی ان میں پائی جا رہی ہوں یعنی عاقل ہونا اور بالغ ہونا وغیرہ۔ اس طرح بھی مجنون پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

سوال نمبر4: **وینبغی للناس ان یلتمسوا الھلال فی الیوم التاسع والعشرین من شعبان فان رأوہ صاموا وان غم علیھم اکملوا عدۃ شعبان ثلثین یوما ثم صاموا**

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں؟

(۲) شہادت رؤیت ہلال رمضان اور عیدالفطر میں فرق کی وضاحت کے بعد بتائیں کہ اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں؟

(۳) صاحب ہدایہ نے یوم شک کی کتنی اور کون کون سی صورتیں لکھیں؟ تحریر کریں؟

جواب: (ا) ترجمہ عبارت: لوگوں کو چاہیے کہ وہ غور سے چاند دیکھیں، شعبان کی انتیسویں (29) کو چاند نظر آ جائے تو روزہ رکھ لیں۔ اگر بادل آ جائیں یا گرد و غبار ہو تو پھر شعبان کے تیس دن پورے کر لیں، اس کے بعد پھر روزہ رکھ لیں۔

(۲) شہادت رؤیت ہلال رمضان و عید الفطر میں فرق کی وضاحت:

رمضان کا چاند دیکھنے میں اگر کوئی علت نہ ہو تو امام چاند کو دیکھنے کے لیے ایک عادل مرد یا عورت یا آزاد و غلام کی گواہی قبول کر لے۔ یہ بات درست ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ میں ایک مرد کی گواہی قبول کی تھی۔ اگر آسمان پر علت ہو تو ان میں سے کسی کی گواہی قابل قبول نہ ہو گی یہاں تک کہ ایک کثیر جماعت دیکھے جن کے خبر دینے سے یقین ہو، کیونکہ اس صورت میں تنہا ہونا غلطی کا وہم ڈالنا ہے۔ لہٰذا توقف واجب ہے حتیٰ کہ جمع کثیر دیکھے۔ جب آسمان میں کوئی علت ہو تو ہلال فطر میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی قابل قبول ہو گی۔ اس فطر سے بندہ کا نفع وابستہ ہے، تو اس کے دوسرے حقوق کے مشابہ ہو گیا۔ اس بارے میں عید الاضحیٰ کے چاند میں فطر طرح ہی ہے ظاہر الروایت میں اور یہی اصح ہے۔ جو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا گیا کہ عید الاضحیٰ کا چاند عید الفطر کے چاند کی طرح ہے، کیونکہ اس میں بھی لوگوں کا نفع وابستہ ہے اور وہ نفع قربانی کے گوشت سے فراخی حاصل کرنا ہے۔ اگر آسمان میں کوئی علت نہ ہو تو ایسی جماعت کی شہادت قبول کی جائے گی جن کی خبر سے علم و یقین ہو جائے۔

اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں: ہمارے مذہب (حنفی) میں اختلاف مطالع کا اصلاً اعتبار نہیں اور یہی ظاہر الروایت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں: جو ظاہر الروایت سے خارج ہے وہ اصلاً مذہب ائمہ حنفیہ نہیں۔ خصوصاً جب وہ مذیل بفتویٰ ہو کہ اب تو کسی طرح اس سے عدول جائز نہیں۔ بحر الرائق، تنویر الابصار اور در مختار میں ہے اختلاف مطالع کا ظاہر مذہب کے مطابق اعتبار نہیں۔ اس پر اکثر مشائخ ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے' جو ظاہر الروایت سے نکل جائے وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

تعالیٰ کا نہ مذہب ہوتا ہے اور نہ ہی قول۔

(۳) یوم شک کی صورتیں:

صاحب ہدایہ نے یوم شک کی چھ صورتیں بیان فرمائی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(ا) رمضان کے روزے کی نیت روزہ رکھنا مکروہ ہے، اس لیے کہ اہل کتاب سے مشابہت ہوتی ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے روزے کی مدت کو بڑھایا۔ اگر وہ دن رمضان کا ہو تو اسے کافی ہے کہ وہ رمضان کے مہینہ میں روزہ رکھ چکا ہے۔ اگر وہ شعبان کا دن ظاہر ہو تو روزہ نفلی ہو جائے گا۔ اگر اس نے روزہ توڑ دیا تو اس کی قضاء نہ کرے، کیونکہ یہ مظنون کے معنی میں ہے۔

(۲) اگر دوسرے واجب کی نیت کرے، یہ بھی مکروہ ہے مگر اس کی کراہت اوّل سے کم ہے۔ پھر اگر وہ دن رمضان کا ہو تو اسے کافی ہو جائے گا' اصل نیت کے موجود ہونے کی وجہ سے۔ اگر وہ دن شعبان کا ہو تو کہا گیا ہے وہ روزہ نفلی ہو جائے گا، کیونکہ وہ منہی عنہ ہے۔ اس سے واجب ادا نہ ہو گا۔ ایک یہ بھی قول ہے کہ جس کی نیت کی تھی، اس کی طرف سے وہ کافی ہو جائے گا۔ اصح قول یہی ہے اس لیے کہ رمضان کے روزے سے رمضان پر تقدم کرنا جو منہی عنہ ہے' یہ ہر روزہ کے ساتھ قائم نہ ہو گا۔ بخلاف یوم عید کے' کیونکہ منہی عنہ جو قبول دعوت کا ترک ہے یہ ہر روزہ کے لیے ضروری ہے۔

(۳) اگر نفل کی نیت کرے تو یہ مکروہ نہیں اس حدیث کی وجہ سے جو ہم نے بیان کی۔ وہ حجت ہے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ پر ان کے اس قول میں کہ روزہ بطریق ابتداء مکروہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مراد کہ ایک دو دن کے روزہ کے ساتھ رمضان پر پیش قدمی نہ کرو۔ رمضان حسب معمول روزہ کے موافق پڑا تو بالا جماع روزہ رکھنا افضل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اقتدا کرتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ مختار یہ ہے کہ مفتی بذات خود روزہ رکھے

احتیاط کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور عوام کو زوال تک انتظار کرائے۔ پھر افطار کا فتویٰ دے تہمت کو دور کرنے کے لیے۔

(۴) ایک صورت یہ ہے کہ اصل نیت میں تردید کرتے ہوئے یوں نیت کرے کہ کل روزہ رکھے گا اگر رمضان ہوا اور اگر شعبان ہوا تو نہیں رکھے گا۔ اس صورت میں روزہ دار ہی نہ ہوگا، کیونکہ اس نے قطعی عزم نہیں کیا۔ تو گویا یوں ہوگیا جیسے: نیت کرے کہ اگر کل غذا پائی تو افطار کرے گا اور اگر نہ پائی تو روزہ رکھے گا۔

(۵) ایک صورت یہ ہے کہ وصف نیت میں تردد ہو یوں کہ اگر کل رمضان ہوا تو روزہ رمضان کا اور اگر شعبان ہوا تو دوسرے واجب کا روزہ رکھے گا، یہ مکروہ ہے دو مکروہ چیزوں میں تردد کی وجہ سے۔ اگر وہ دن رمضان کا ہوا تو اس کا روزہ رمضان کا شمار ہوگا اور شعبان کا ہوا تو دوسرے واجب سے کافی نہ ہوگا نیت میں تردد کی وجہ سے، کیونکہ جہت ثابت نہیں ہوئی۔ اصل نیت اس واجب کے لیے کافی نہیں لیکن اس کا یہ روزہ نفلی ہو جائے گا مگر قضاء رکھنے کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔ اس وجہ سے کہ اس نے اسے مسقط ہوتے ہوئے شروع کیا۔

(۶) ایک صورت یہ ہے کہ اس نے نیت کی کہ کل رمضان ہوا تو رمضان کا روزہ اگر نہ ہوا تو پھر نفلی روزہ ایسا کرنا بھی مکروہ ہے، کیونکہ وہ من وجہ فرض کی نیت کر رہا ہے۔ اگر وہ دن رمضان کا ہوا تو اس کا رمضان کا روزہ ہوگا اور اگر شعبان کا ہوا تو اس کا نفلی روزہ جائز ہو جائے گا، کیونکہ اصل نیت کے ساتھ ادا ہوگا۔ اگر اس نے توڑ دیا تو اس پر واجب ہے کہ قضاء نہ کرے، کیونکہ اسقاط اس کی عزیمت میں داخل ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلٰثۃ قروء۔

(الف) مصنف نے مثال کس چیز کی دی ہے؟ لفظ قروء کے معنی میں اختلاف ائمہ مدلل بیان کریں؟ (۱۳)

(ب) عبارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص اور اشارۃ النص کی تعریفات کر کے ایک ایک مثال دیں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (الف) مجاز میں عموم ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ائمہ کا اختلاف مدلل بیان کریں؟ ۱۳

(ب) خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: (الف) اجماع کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں اور اجماع سکوتی کے مقبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ائمہ بالدلیل بیان کریں؟ (۲۰)

(ب) اگر دو دلیلوں میں تعارض ہو تو ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کی کون کون سی صورتیں ہیں؟ وضاحت کریں۔ ۱۳

سوال نمبر 4: (الف) فرض، واجب، سنت اور نفل میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ (۱۲)

(ب) سنت اور حدیث کی تعریف کر کے فرق بیان کریں؟ (۱۰)

(ج) خالی جگہ پر کریں؟ (۱۲)

۱- نور الانوار کے مصنف کا نام...... ہے۔

۲- عین واجب مستحق کے سپرد کرنا...... کہلاتا ہے۔

۳- قضاء کی دو قسمیں ہیں...... اور......

۴- اجماع کا حکم یہ ہے کہ......

۵- نور الانوار...... کی شرح ہے۔

۶- عند الاحناف لا مستم النساء کا معنی...... ہے۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 1: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ۔

(الف) مصنف نے مثال کس چیز کی دی ہے؟ لفظ قروء کے معنی میں اختلاف ائمہ مدلل، بیان کریں؟

(ب) عبارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص اور اشارۃ النص کی تعریفات کر کے ایک ایک مثال دیں؟

جواب: (الف) ممثل کی تعیین:

مذکورہ مثال خاص کے حکم پر چوتھی تفریع ہے یعنی جب خاص بذات خود واضح ہے اور بیان کا احتمال نہیں رکھتا تو باری تعالیٰ کے قول: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ، قروء کی تاویل طہر کے ساتھ کرنا باطل ہے۔

لفظ قروء میں آئمہ کا اختلاف:

لفظ قروء طہر اور حیض کے معنی میں مشترک ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے قول: "فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ" کی وجہ سے لفظ قروء کی تفسیر و تاویل طہر کے ساتھ کی ہے۔ اس بناء پر کہ لام وقت کے لیے یعنی ان کو ان کی عدت کے وقت میں طلاق دو۔

وہ طہر ہے' کیونکہ بالاجماع طلاق مشروع نہیں کی گئی مگر طہر میں۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے قول ثَلٰثَةَ کی دلالت کی وجہ سے قُرُوْءٍ کی تاویل حیض کے ساتھ کی، کیونکہ لفظ ثَلٰثَةَ خاص ہے جو کمی یا زیادتی کا احتمال نہیں رکھتا اور طلاق مشروع نہیں کی گئی مگر طہر میں۔ پس جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طہر میں طلاق دے گا اور عدت بھی طہر ہو تو

اس میں دو صورتیں ہوئیں: وہ طہر عدت میں شمار ہوگا یا نہیں۔ اگر وہ طہر عدت میں شمار ہو جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے تو دو طہر اور تیسرے کا بعض حصہ ہوگا، کیونکہ تیسرے کا کچھ حصہ گزر چکا ہے۔ اگر وہ طہر عدت میں شمار نہ ہو اور اس طہر کے علاوہ دوسرے تین طہر مراد لیے جائیں تو اس صورت میں تین طہر اور چوتھے کا بعض ہوگا۔ ہر صورت میں اس خاص کا موجب کہ "ثَلٰثَةَ" ہے، باطل ہو جائے گا۔ اگر عدت حیض ہو اور طلاق طہر میں ہو تو مذکورہ دونوں خرابیوں میں کچھ لازم نہیں آئے گا بلکہ اس طہر کے گزرنے کے بعد جس میں طلاق واقع ہوئی ہے، تین حیض شمار کیے جائیں گے۔

(ب) عبارۃ النص: اس چیز کے ظاہر پر عمل کرنا ہے، جس کے لیے کلام لایا گیا ہو جیسے: نکاح کی اباحت پر اللہ تعالیٰ کے اس قول مبارک سے استدلال کرنا: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ یہ قول عبارۃ النص کہلائے گا۔

دلالۃ النص: متدل اگر نظم کے ساتھ استدلال کرے اور وہ نظم اگر اس مراد کے لیے نہ چلائی گئی ہو تو اس کو دلالۃ النص کہتے ہیں جیسے: والدین کو اف نہ کہنا نص سے ثابت ہے اور اس کا التزامی معنیٰ یعنی ایلام تو یہ دلالۃ النص ہے۔

اقتضاء النص: اگر متدل نظم سے استدلال نہیں کرتا بلکہ معنیٰ سے دلیل پکڑتا ہے۔ اب اگر وہ معنیٰ لغت کے اعتبار سے اس سے مفہوم ہوتا ہے تو یہ اقتضاء النص ہے جیسے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" اس کا ظاہری معنی یہ ہے کہ بغیر نیت کے کسی عمل کا وجود نہیں ہے، حالانکہ اعمال کا وجود بے نیت کے ہے، پھر معنیٰ ہوگا ثَوَابُ الْاَعْمَالِ بِالنِّيَّاتِ۔

اشارۃ النص: نظم سے وہ حکم مقصود نہیں ہوتا مگر بالتبع اس پر دلالت ہوتی ہے جیسے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا" اس میں مقصود تو بیع اور ربا میں فرق کرنا تھا مگر بالتبع بیع کے جواز اور ربو کی حرمت پر بھی دلالت ہو رہی ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) مجاز میں عموم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ائمہ کا اختلاف مدلل بیان کریں؟

(ب) خفی، مشکل، مجمل اور متشابہ میں سے ہر ایک کی تعریف، حکم اور مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) مجاز کے عام ہونے میں اختلاف آئمہ فقہ:

مجاز میں عموم ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجاز میں عموم نہیں ہو سکتا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مجاز تو ایسی چیز ہے جو ضروری ہے اور اس کی طرف اسی وقت پھرا جائے گا جب حقیقت متعذر ہو۔ ضرورت بقدر حاجت کے ساتھ ہی مقدر رہتی ہے۔ جب خاص ثابت ہو جائے تو ضرورت اٹھ جاتی ہے۔ لہٰذا مجاز میں عموم ثابت نہیں ہوگا۔

ہمارے نزدیک مجاز میں عموم ہو سکتا ہے یعنی جس طرح حقیقت خاص اور عام ہو سکتی ہے مجاز بھی خاص و عام ہونے میں حقیقت کی طرح ہے۔ حقیقت کا عام ہونا اس لحاظ سے نہیں ہوتا کہ وہ حقیقت ہے بلکہ حقیقت کا عام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ایک زائد امر پر دلالت کر رہی ہے جیسے: نکرہ کا تحت النفی واقع ہونا عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ نکرہ کی صفت عامہ لانا، جمع کا صیغہ ہونا اور معنیٰ میں جمع والا معنی پایا جانا یہ سب عموم پر دلالت کرتے ہیں۔ جب یہی چیزیں اور دلالتیں مجاز میں پائی جائیں گی تو مجاز بھی عام ہو جائے گا، کیونکہ عموم کے لیے حقیقت کا ہونا شرط نہیں بلکہ مجاز بھی عام ہو سکتا ہے۔ مجاز بھی عام ہونے سے مانع نہیں ہے۔ مجاز ضروری کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں کثیر جگہ مجاز واقع ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو ضرورت سے پاک ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفیں

خفی: جس کا معنی ظاہر ہو لیکن اس کے بعض افراد پر صادق آنے میں خفا ہو جو تھوڑے سے تامل اور غور وفکر سے دور ہو جائے۔

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ خفاء میں تامل کیا جائے اگر واضح ہو جائے کہ یہ لفظ اس فرد کو شامل ہے تو داخل کر لیا جائے ورنہ خارج کر دیا جائے۔

مشکل: جس میں متعدد معانی کے احتمال کی وجہ سے خفاء ہو اور خفاء دور کرنے کے لیے

کافی غور وفکر کی ضرورت ہو جیسے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ" اس میں لفظ قرء مشکل ہے، تو پہلے اس کے معانی تلاش کیے جائیں گے یعنی حیض اور طہر۔ پھر دلائل کی بنیاد پر معنی مراد کو متعین کیا جائے گا۔

حکم: معانی تلاش کر کے پھر ثانیاً دلائل کی بناء پر مراد کا تعین کیا جائے۔

مجمل: جس میں اتنا خفا ہو کہ متکلم کے بیان کے بغیر غور وفکر سے دور نہ ہو جیسے: "وَامْسَحُوْا بِرُؤُسِكُمْ" اب کتنے حصے کا؟ کوئی معلوم نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھائی سر کا مسح کر کے اس کی مقدار کو بیان کر دیا۔

حکم: اس کی مراد کے برحق ہونے کا تعین کیا جائے اور متکلم کی وضاحت تک خاموشی اختیار کی جائے۔ وضاحت قول اور فعل دونوں سے ہو سکتی ہے۔

متشابہ: جس کی مراد پر امت کو اطلاع نہ ہو جیسے: حروف مقطعات۔

حکم: اس کی مراد کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کرنا چاہیے اور اس سے جو بھی مراد ہو اس کو حق سمجھنا چاہیے۔

سوال نمبر3: (الف) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں اور اجماع سکوتی کے مقبول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ائمہ بالدلیل بیان کریں؟

(ب) اگر دو دلیلوں میں تعارض ہو تو ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینے کی کون کون سی صورتیں ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب (الف) اجماع کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

اجماع کا لغوی معنیٰ ہے اتفاق کرنا۔ اصطلاحی معنیٰ ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صالح مجتہدین کا کسی ایک زمانہ میں کسی ایک امر قولی یا فعلی پر متفق ہونا۔

اجماع سکوتی میں اختلاف:

اجماع سکوتی کا مطلب یہ ہے کہ بعض مجتہدین کا کسی امر قولی یا فعلی پر اتفاق کرنا اور بعض کا سکوت اختیار کرنا۔ مدت تامل گزرنے کے بعد اس کا رد نہ کریں۔ اس کے مقبول

ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک اجماع سکوتی مقبول ہے جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مقبول نہیں ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ سکوت موافقت کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح ڈر اور خوف کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا سکوت رضا پر دلالت نہیں کرتا۔ دلیل کے طور پر روایت پیش کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسئلہ عول میں مخالفت کی ان کو کہا گیا: آپ نے اپنی حجت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ظاہر کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے فرمایا: عمر ہیبت والا آدمی ہے، میں ان سے ڈر گیا۔ ہم اس دلیل کا اس طرح جواب دیں گے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ غیر سے حق بات سننے کے لیے بہت نرم گوشہ رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں خیر نہیں حتیٰ کہ تم کہو اور مجھ میں خیر نہیں حتیٰ کہ میں سنوں۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں امور دین میں کوتاہی وتقصیر کا گمان کیسے کیا جا سکتا ہے۔ ضرورت کے وقت حق بات سے سکوت اختیار کرنا، ان کے بارے کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حق دیکھ کر خاموش رہنے والا گونگا شیطان ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ برائی سے نہ روکنا اور برائی دیکھ کر سکوت اختیار کرنا حالانکہ وہ منع کرنے پر قادر بھی ہو، یہ عادل سے ممکن نہیں۔ یہ کام صرف فاسق آدمی ہی کر سکتا ہے کہ وہ برائی سے نہ روکے اور برائی پر سکوت اختیار کرے۔ لہٰذا یہ اجماع ضروری ہے تاکہ فسق کی طرف منسوب ہونے سے بچا جا سکے۔

(ب) دلیلوں میں تعارض کی وجہ سے ترجیح کی صورتیں:

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دلیلوں کے درمیان تعارض آ جاتا ہے، تعارض اس وجہ سے آتا ہے کہ ہمیں ناسخ اور منسوخ کا علم نہیں ہوتا۔ ورنہ تو فی نفسہ کوئی تعارض نہیں ہوتا کیونکہ ایک ناسخ ہوتی ہے تو دوسری منسوخ۔ تعارض ہو بھی کیسے سکتا ہے اللہ کی کلام میں وہ تو ان چیزوں سے پاک ہے۔ جب ہماری جہالت کی وجہ سے دلیلوں میں تعارض آ جائے تو

پھر کسی ایک کو ترجیح دی جائے گی۔ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اگر دو آیتوں میں تعارض آئے تو سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ جب دو آیتیں متعارض ہوں تو ساقط ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ عمل کے لیے مابعد یعنی سنت کی طرف رجوع کیا جائے۔ کسی تیسری آیت کی طرف جانا تو ممکن ہی نہیں۔ اگر دو سنتوں یعنی حدیثوں کے درمیان تعارض آ جائے تو پھر صحابہ کے اقوال یا قیاس کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ سنتوں کے درمیان تعارض آ جانے کی صورت میں صحابہ کے اقوال مقدم ہوں گے قیاس پر یا قیاس مقدم ہوگا؟ بعض کہتے ہیں کہ صحابہ کے اقوال قیاس پر مقدم ہوں گے خواہ وہ قیاس معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ جبکہ بعض کہتے ہیں کہ قیاس مقدم ہوگا مطلقاً۔ بعض نے کہا: جو مسائل قیاس سے معلوم نہ ہوں ان میں صحابہ کے اقوال مقدم ہوں گے اور مدرک بالقیاس میں قیاس مقدم ہوگا۔ اگر دو سنتوں میں تعارض آ جائے، پھر صحابہ کے اقوال اور قیاس میں بھی تعارض آ جائے اور اس کے بعد کوئی دلیل موجود نہ ہو تو ہر شئی کو اس کی اصل پر رکھا جائے۔ اگر قیاسوں کے درمیان تعارض آ جائے تو اب قیاس ساقط نہیں ہوگا، کیونکہ اس کے بعد کوئی دلیل ہی نہیں کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ لہٰذا اس صورت میں مجتہد کا دل جس کی شہادت دے اور مطمئن ہو اس پر عمل کیا جائے گا۔

سوال نمبر 4: (الف) فرض، واجب، سنت اور نفل میں سے ہر ایک کی تعریف لکھیں؟ ۱۲

(ب) سنت اور حدیث کی تعریف کر کے فرق بیان کریں؟

(ج) خالی جگہ پر کریں:

۱- نور الانوار کے مصنف کا نام .... ہے۔

۲- عین واجب مستحق کے سپرد کرنا .... کہلاتا ہے۔

۳- قضاء کی دو قسمیں ہیں .... اور ....

۴- اجماع کا حکم یہ ہے کہ ....

۵- نور الانوار .... کی شرح ہے۔

۶- عند الاحناف لا مستم النساء کا معنی .... ہے۔

جواب: (الف) فرض: جو کمی اور زیادتی کا احتمال نہ رکھے اور ایسی دلیل سے ثابت ہو جو جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور اس کے انکار کرنے والا کافر ہے۔

واجب: جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ ہو۔ اس کا منکر کافر نہیں ہے۔

سنت: وہ راستہ ہے، جو دین میں چلے۔

نفل: جس کے کرنے پر آدمی کو ثواب ملتا ہے اور اس کے ترک پر عقاب نہیں ہوتا۔

(ب) سنت کی تعریف: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور سکوت اور صحابہ کے اقوال اور افعال کو سنت کہتے ہیں۔

حدیث کی تعریف: صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر پر حدیث کا اطلاق ہوتا ہے۔

دونوں میں فرق: سنت عام ہے جبکہ حدیث خاص ہے۔ لہٰذا ان کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوئی۔ ہر حدیث سنت تو ہوگی لیکن ہر سنت کا حدیث ہونا ضروری نہیں ہے۔

(ج) خالی جگہوں کے جوابات

۱- احمد۔ ۲- ادا۔ ۳- کامل، قاصر۔ ۴- یہ یقین اور قطعیت کا فائدہ دیتا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ ۵- منار۔ ۶- جماع کرنا

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے چار سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر سوانح حیات تحریر کریں، نیز ان کی تصنیف شرح جامی کا اصلی نام اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟ (۲۵)

سوال نمبر 2: وبدأ بتعريف الكلمة والكلام لانه يبحث في هذا الكتاب عن احوالهما فمتى لم يعرفا كيف يبحث عن احوالهما

(۱) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگائیں؟ (۵)

(۲) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(۳) کلمہ وکلام کا لغوی واصطلاحی معنی اور ان کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: ولله در المصنف حيث اشار الى حدودها في ضمن دليل الحصر ثم نبه عليها بقوله وقد علم بذلك ثم صرح بها فيما بعد بناء على تفاوت مراتب الطبائع

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح زینت قرطاس کریں؟ (۵)

(۲) "حدودها" کی ضمیر کا مرجع کون سے امور ہیں؟ ان میں سے ہر ایک کی

تعریف بمع مثال سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) متعلمین کی مراتب طبائع کے لحاظ سے کتنی قسمیں ہیں؟ اور ماتن نے ہر ایک کی رعایت کیسے کی؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: والاصل في الفاعل اى ماينبغي ان يكون الفاعل عليه ان لم يمنع مانع ان يلى الفعل المسند اليه اى يكون بعده من غير ان يتقدم عليه شيء آخر ممن معمولاته لانه كالجزء من الفعل لشدة احتياج الفعل اليه . فلذلك جاز ضرب غلامه زيد ...... وامتع ضرب غلامه زيدا

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۵)

(۲) مذکورہ قاعدہ اور اس پر مرتب کردہ تفریع کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) ماتن نے فاعل کی جو تعریف اور مثال بیان کی ہے وہ تحریر کریں؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: وترخيم المنادى جائز اى واقع في سعة الكلام من غير ضرورة شعرية دعت اليه فان ادعت اليه ضرورة فبالطريق الاولى

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۵)

(۲) ترخیم منادیٰ کی تعریف ومثال تحریر کریں نیز بتائیں کہ کیا غیر منادیٰ کی ترخیم بھی جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں؟ ۱۰

(۳) ترخیم منادیٰ کی شرائط قلمبند کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ: نحو﴾

سوال نمبر 1: جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مختصر سوانح حیات تحریر کریں، نیز ان کی تصنیف شرح جامی کا اصلی نام اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: حالات زندگی

نام: عبدالرحمٰن، لقب: عماد الدین، کنیت: ابوالبرکات، والد کا نام: احمد، تخلص: جامی۔ پورا نام یوں ہوا: ابوالبرکات عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد جامی

ولادت باسعادت: 22 شعبان المعظم 817ھ کو خراسان کے قصبہ ''جام'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی اصفہان میں رہتے تھے۔ وہ بھی جام منتقل ہو گئے۔ اسی وجہ سے آپ کو جامی کہتے ہیں۔

ابتدائی تعلیم: آپ نے تعلیم کا آغاز اپنے والد محترم سے کیا۔ صرف ونحو میں عبور حاصل کرنے کے بعد خواجہ علی سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ میر سید شریف جرجانی کے شاگرد ہیں، سے کسب فیض کیا۔ علاوہ ازیں علامہ شہاب الدین محمد حاجری جو کہ علامہ تفتازانی کے شاگرد ہیں، سے علم کی پیاس بجھائی۔ پھر وقت کے ممتاز فضلاء وعلماء سے علم حاصل کیا۔ علامہ جند سے علم بلاغت حاصل کیا۔ آپ نہایت ہی ذہین وفطین تھے۔

وصال: آپ تاحیات درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ بالآخر 81 (اکیاسی) سال کی عمر میں 18 محرم 898ھ کو یہ آفتاب علم کی شمعیں روشن کرتا ہوا غروب ہو گیا۔ شہر ہرات میں آپ کی وفات ہوئی۔

شرح جامی کا اصل نام: شرعلامہ جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب شرح جامی کا اصل نام

''فوائد ضیائیہ'' ہے۔

وجہ تسمیہ: یہ کتاب ضیاء الدین کے فائدہ کی طرف منسوب ہے اور ضیاء الدین یوسف کے لیے لکھی گئی ہے۔ گویا اس کی جمع اور تالیف کی نسبت علت غائیہ کی طرح ہے۔

سوال نمبر 2: وَبَدَأَ بِتَعْرِيفِ الْكَلِمَةِ وَالْكَلَامِ لِأَنَّهُ يُبْحَثُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ عَنْ أَحْوَالِهِمَا فَمَتٰى لَمْ يُعْرَفَا كَيْفَ يُبْحَثُ عَنْ أَحْوَالِهِمَا

(۱) عبارت مذکورہ بالا پر اعراب لگائیں؟

(۲) مذکورہ عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی غرض واضح ہو جائے؟

(۳) کلمہ وکلام کا لغوی واصطلاحی معنی اور ان کے درمیان مناسبت تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے ہیں۔

(ب) مذکورہ عبارت کی تشریح: یہاں سے شارح ایک سوال مقدر کا جواب دے رہے ہیں۔ سوال مقدر یہ ہے کہ ماتن نے اپنی کتاب کی ابتداء کلمہ اور کلام کی بحث سے کیوں کی؟ کوئی اور بحث شروع کر لیتے مثلاً مرفوعات یا منصوبات یا مجرورات میں سے کسی کا ذکر کر لیتے؟ اس کا شارح نے جواب دیا کہ ماتن نے اپنی کتاب کو کلمہ اور کلام سے اس لیے شروع کیا اور مرفوعات وغیرہ سے اس لیے شروع نہیں کیا کیونکہ اس کتاب میں کلمہ اور کلام کے احوال سے بحث ہوگی۔ جب تک کلمہ اور کلام کا پتہ نہیں چلے گا تو ان کے احوال سے کیسے بحث ہو سکتی ہے۔ مرفوعات، منصوبات اور مجرورات وغیرہ تو اس کے احوال ہیں، احوال کا پتہ تب ہی چلے گا جب ذات کا پتہ چلے گا۔ اس لیے کلمہ اور کلام کی بحث سے اپنی کتاب کی ابتداء کی۔

(ج) کلمہ کا لغوی معنیٰ: قصیدہ، مفید جملہ۔

اصطلاحی معنیٰ: وہ لفظ جو مفرد معنیٰ کے لیے موضوع ہو۔

کلام کا لغوی معنیٰ: کلمہ اور کلام دونوں کلم سے مشتق ہیں اور کلم کا معنی ہے زخمی کرنا، جس طرح زخم نفس میں اثر کرتا ہے اسی طرح اچھا برا کلمہ اور کلام بھی نفس میں اثر

کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو کلمہ اور کلام کہتے ہیں۔

کلام کا اصطلاحی معنی: کلام وہ لفظ ہے، جو دو کلموں کو متضمن ہو اسناد کے ساتھ۔

سوال نمبر3: **وللہ در المصنف حیث اشار الی حدودھا فی ضمن دلیل الحصر ثم نبہ علیھا بقولہ وقد علم بذلک ثم صرح بھا فیما بعد بناء علی تفاوت مراتب الطبائع**

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح زینت قرطاس کریں؟

(۲) "حدودھا" کی ضمیر کا مرجع کون سے امور ہیں؟ ان میں سے ہر ایک کی تعریف بمع مثال سپرد قلم کریں؟

(۳) متعلمین کی مراتب طبائع کے لحاظ سے کتنی قسمیں ہیں؟ اور ماتن نے ہر ایک کی رعایت کیسے کی؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور اللہ کے لیے ہے مصنف کا خیر کثیر کہ اشارہ کیا انہوں نے اقسام ثلاثہ کی تعریفوں کی طرف دلیل حصر کے ضمن میں۔ پھر اس پر اپنے قول: وقد علم سے تنبیہ فرمائی۔ پھر بعد میں ان کی تصریح فرمادی طبائع کے مرتبوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے۔

تشریح: یہ عبارت بھی ایک سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ ماتن اختصار کے درپے ہیں۔ ماتن نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ اختصار کے منافی ہے، کیونکہ ماتن نے پہلے دلیل حصر میں اسم، فعل اور حرف کی تعریفیں کیں، اس کے بعد قد علم سے دوبارہ ان کی طرف اشارہ کر دیا اور بعد میں ہر ایک کی الگ الگ تعریفیں بھی کر دیں۔ تو یہ چیز اختصار کے منافی ہے۔ پھر یہ کہنا کہ کافیہ اختصار میں اپنی مثل آپ ہے کس طرح درست ہے؟

اس کا شارح نے جواب دیا کہ ماتن نے ایسا اس لیے کیا تا کہ میری کتاب سے ہر قسم کے لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ لوگ کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ (اس کی تفصیل جزج میں آ رہی ہے)

(ب) حدودھا کی ضمیر کا مرجع: حدودھا میں ھا ضمیر کا مرجع کلمہ کی اقسام ثلاثہ

یعنی اسم، فعل اور حرف ہیں۔ اب ہر ایک کی تعریف ملاحظہ کریں:

اسم: وہ کلمہ ہے، جو مستقل کلمہ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے: رَجُلٌ۔

فعل: وہ کلمہ ہے، جو فی نفسہ کلمہ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے: ضَرَبَ۔

حرف: وہ کلمہ ہے، جو بذات خود معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ غیر کا محتاج ہو جیسے: مِنْ، اِلٰی۔

(ج) مراتب طبائع کے لحاظ سے متعلمین کی اقسام:

مراتب طبائع کے لحاظ سے متعلمین کی تین قسمیں ہیں:

۱- ذکی: یعنی وہ لوگ ہیں جو صرف اشارے سے بات سمجھ جاتے ہیں اور وہ تنبیہ و تصریح کے محتاج نہیں ہوتے۔

۲- متوسط: وہ لوگ ہیں جو اشارے کے ساتھ ساتھ تنبیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور صراحت کے محتاج نہیں ہوتے۔

۳- غبی: وہ لوگ ہیں جو انتہائی کند ذہن ہوتے ہیں یعنی اشارے اور تنبیہ سے بات نہیں سمجھ سکتے بلکہ صراحت کے محتاج ہوتے ہیں۔

رعایت کیسے؟ جب ماتن نے اقسام ثلاثہ کے درمیان وجہ حصر بیان کی تو اس سے ذکی لوگ تعریفیں سمجھ جائیں گے، جب قد علم سے تنبیہ کی تو اس سے متوسط قسم کے لوگ سمجھ جائیں گے اور بعد میں ہر ایک کی الگ الگ تعریفیں کیں تو اس سے غبی لوگ ان کی تعریفیں سمجھ جائیں گے۔

سوال نمبر4: **والاصل فی الفاعل ای ماینبغی ان یکون الفاعل علیہ ان لم یمنع مانع ان یلی الفعل المسند الیہ ای یکون بعدہ من غیر ان یتقدم علیہ شیء آخر ممن معمولاتہ لانہ کالجزء من الفعل لشدۃ احتیاج الفعل**

الیہ ۔ فلذلک جاز ضرب غُلَامُہٗ زَیْدٌ ...... وامتع ضرب غُلَامُہٗ زَیْدًا

(۱) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) مذکورہ قاعدہ اور اس پر مرتب کردہ تفریع کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(۳) ماتن نے فاعل کی جو تعریف اور مثال بیان کی ہے وہ تحریر کریں؟ نیز خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: فاعل میں اصل یعنی اس پر مناسب یہ ہے کہ اگر کوئی مانع موجود نہ ہو تو وہ اس فعل کے ساتھ ملا ہو جس کی طرف وہ مسند ہے۔ یعنی اس فعل کے بعد اس طرح ہو کہ فعل کے معمولات میں سے کوئی دوسری شئی فاعل پر مقدم نہ ہو' کیونکہ فاعل فعل کی جزء کی طرح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فعل فاعل کا شدید محتاج ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدٌ جائز ہے اور ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدًا منع ہے۔[1]

(ب) مذکورہ قاعدہ کی وضاحت

یہاں سے ماتن نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ فاعل میں اصل یہ ہے کہ وہ اس فعل کے ساتھ متصل ہو جس کی طرف وہ مسند ہے یعنی فاعل اور فعل کے درمیان فعل کا کوئی دوسرا معمول نہ آئے' کیونکہ فاعل فعل کی جزء کی طرح ہے اور جز میں اتصال ہوتا ہے۔ فاعل فعل کی جزء کی طرح اس لیے ہے، کہ فاعل کے بغیر فعل کچھ بھی نہیں۔ جب فاعل میں اصل یہ ہوا کہ وہ فعل کے ساتھ متصل ہو تو پھر یہ مثال "ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدٌ" جائز ہو جائے گی کیونکہ اس مثال میں غُلَامُہٗ کی ضمیر زَیْدٌ کی طرف راجع ہے اور زَیْدٌ فاعل ہے اور فاعل کا رتبہ فعل کے فوراً بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا صرف لفظوں میں اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے رتبۃً نہیں اور یہ جائز ہے۔ بخلاف ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدًا کے۔ اس ترکیب میں زید مفعول ہے، جو کہ لفظوں میں بعد میں ہے اور اس کا رتبہ بھی بعد میں ہے اور غلامہ کی ضمیر زید کی طرف لوٹنے کی وجہ سے لفظاً اور رتبۃً دونوں طرح اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے' جو کہ جائز نہیں۔ لہٰذا دوسری مثال منع ہوئی۔

(ج) فاعل کی تعریف ومثال:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:

ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدٌ: ضرب فعل غلامہ مضاف اور مضاف الیہ مل کر مفعول، زَیْدٌ فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال نمبر5: وترخیم المنادی جائز ای واقع فی سعۃ الکلام من غیر ضرورۃ شعریۃ دعت الیہ فان ادعت الیہ ضرورۃ فبالطریق الاولی

(۱) عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟

(۲) ترخیم منادیٰ کی تعریف ومثال تحریر کریں نیز بتائیں کہ کیا غیر منادیٰ کی ترخیم بھی جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں؟

(۳) ترخیم منادیٰ کی شرائط قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اور منادیٰ میں ترخیم جائز ہے۔ یعنی کلام وسیع میں واقع ہو اور بغیر ضرورت شعریہ کے جو اس کی طرف داعیہ ہو۔ اور ترخیم کی طرف ضرورت داعی ہو تو بطریق اولیٰ جائز ہے۔

تشریح: یہاں سے ماتن ترخیم منادیٰ کا حکم بیان کر رہے ہیں کہ منادیٰ میں ترخیم بغیر ضرورت بھی جائز ہے بلکہ کلام عرب میں کثیر واقع ہے لیکن اگر ضرورت ہو تو پھر منادیٰ کو مرخم کرنا تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

(ب) ترخیم منادیٰ کی تعریف: تخفیف کے لیے منادیٰ کے آخر سے کسی حرف کو حذف کرنا ترخیم منادیٰ کہلاتا ہے جیسے: یا حار، یا منص۔ اصل میں یَا حَارِثُ اور یَا مَنْصُوْرُ تھے۔

غیر منادیٰ کی ترخیم کا حکم: غیر منادیٰ میں اگر ضرورت ہو تو ترخیم جائز ہے اور اگر ضرورت نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔

(ج) ترخیم منادیٰ کی شرائط: ترخیم منادیٰ کی شرائط درج ذیل ہیں:

☆ منادیٰ مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔

☆ منادیٰ مستغاث نہ ہو۔

☆ منادیٰ جملہ نہ ہو۔

☆ دو امروں میں سے ایک کا پایا جانا:

علم ہو اور تین حروف سے زائد ہو

یا اس کے آخر میں تاء تانیث لاحق ہو۔

گویا ترخیم منادیٰ کی کل چار شرطیں ہوئیں،

تین وجودی اور ایک عدمی۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طلباء سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

﴿القسم الاوّل ...... بلاغت﴾

سوال نمبر 1: (۱) مفتاح العلوم اور تلخیص المفتاح میں سے ہر ایک کے مصنف کا نام اور تلخیص المفتاح کا مختصر تعارف تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) فصیح و بلیغ کے درمیان کیا نسبت ہے؟ اپنا مؤقف مدلل طور پر بیان کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: وارتفاع شان الکلام فی الحسن والقبول بمطابقته للاعتبار المناسب وانحطاطه بعدمها

(۱) عبارت کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں نیز اعتبار کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(۲) فائدہ خبر اور لازم فائدہ خبر کی تعریف کریں نیز تلخیص المفتاح کی روشنی میں صدق خبر اور کذب خبر کی تعریفات سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلیہ میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں اور مثال دیں؟ (۱۰)

(۲) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر 4: العلم ان کان اذعانا للنسبة فتصدیق والافتصور

(۱) مصنف نے علم کی تقسیم سے پہلے علم کی تعریف کیوں ذکر نہیں کی؟ شرح تہذیب کی روشنی میں جواب دیں، نیز علم کی تعریف لکھیں؟ (۱۰)

(۲) اذعان اور نسبت سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مصنف نے حکماء اور امام رازی میں سے کس کا مذہب اختیار کیا ہے؟ مدلل جواب دیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: (۱) کلی فصل کو مقوم کس لحاظ سے کہتے ہیں اور مقسم کس لحاظ سے؟ نیز بتائیں کہ فصل مقوم اور فصل مقسم کے درمیان کیا نسبت ہے؟ ۱۰

(۲) دو کلیوں کی باہمی نسبت کے حوالے سے چاروں اقسام اور ان کی امثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ (۲۵)

(۱) المفهوم ۔ (۲) معدولة ۔ (۳) دائمة مطلقة ۔ (۴) منفصلة حقيقية ۔ (۵) عكس مستوى ۔ (۶) شرطية متصلة ۔ (۷) شرطية منفصلة ۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

چھٹا پرچہ: بلاغت و منطق

﴿حصہ اول: بلاغت﴾

سوال نمبر 1: (۱) مفتاح العلوم اور تلخیص المفتاح میں سے ہر ایک کے مصنف کا نام اور تلخیص المفتاح کا مختصر تعارف تحریر کریں؟

(۲) فصیح، بلیغ کے درمیان کیا نسبت ہے؟ اپنا موقف مدلل طور پر بیان کریں؟

جواب: (الف) مصنفین کے نام: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) فصیح و بلیغ کے درمیان نسبت:

فصاحت اور بلاغت کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ان دونوں کی تعریفوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر بلیغ فصیح ضرور ہوتا ہے کیونکہ بلاغت کی تعریف میں فصاحت کا لحاظ ہوتا ہے لیکن اس کا عکس ضروری نہیں کہ ہر فصیح بلیغ بھی ہو اس لئے یہ ممکن ہے کہ ایک کلام فصیح تو ہو لیکن وہ مقتضی الحال کے مطابق نہ ہو۔ اب اس میں فصاحت تو ہے مگر بلاغت کا اس پر اطلاق نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 2: وارتفاع شان الكلام فى الحسن والقبول بمطابقته للاعتبار المناسب وانحطاطه بعدمها

(۱) عبارت کا ترجمہ و تشریح تحریر کریں نیز اعتبار کی وضاحت کریں؟

(۲) فائدہ خبر اور لازم فائدہ خبر کی تعریف کریں نیز تلخیص المفتاح کی روشنی میں صدق خبر اور کذب خبر کی تعریفات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حسن وقبول میں کلام کی شان کا بلند ہونا اعتبار مناسب کی مطابقت سے ہوتا ہے اوراس شان کا گر جانا اعتبار مناسب کی عدم مطابقت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

تشریح: یہاں ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ بلاغت کے مراتب بیان کر رہے ہیں۔ پھر بعض کے بعض پر اعلیٰ ہونے اور بعض کے بعض پر اسفل ہونے کو بھی بیان کر رہے ہیں۔

کلام حسن وقبول میں اس وقت بلند ہوگا جب کلام اعتبار مناسب کے مطابق ہوگا یعنی وہ کلام ایسے امر پر مشتمل ہو جو مخاطب کے حال کے مطابق ہو۔ ایسا کلام بلغاء کے ہاں حسن و قبول میں عالی شان ہوتا ہے۔ اگر کلام اعتبار مناسب کے مطابق نہ ہو تو ایسے کلام کی شان حسن وقبول میں کم ہو جاتی ہے مثلاً مخاطب کا انکار کرنا ایک حال ہے۔ لہٰذا کلام کو مؤکد کر کے لانا اس کے مناسب ہے کہ جتنا مخاطب کا انکار زیادہ ہوا تنا ہی زیادہ تاکید کے ساتھ کلام لایا جائے گا، تو اتنی کلام کی شان اعلیٰ وارفع ہوگی۔ اگر مخاطب منکر کے لیے کلام بغیر تاکید کے لایا جائے تو وہ کلام اعلیٰ نہ ہوگا بلکہ اس کا درجہ کم ہوگا۔

اعتبار مناسب: وہ امر ہے جس کا متکلم مقام کے مطابق و مناسب اعتبار کرے یعنی وہ کلام ایسے امر پر مشتمل ہو جو مخاطب کے حال کے مطابق ہو۔

(ب) فائدہ خبر ولازم فائدہ خبر کی تعریفیں:

مخبر کا اگر اپنی خبر سے مقصود مخاطب کو فائدہ دینا ہو تو اسے فائدہ خبر کہتے ہیں۔ اگر مخبر کا اپنی خبر سے مقصود مخاطب کو اس بات کی خبر دینا ہے کہ مخبر یا متکلم بھی خبر کو جانتا ہے تو لازم فائدہ خبر ہے۔

صدق خبر وکذب خبر کی تعریفات:

صدق خبر وکذب خبر میں علماء کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

جمہور کا مؤقف: خبر اگر واقع (خارج) کے مطابق ہو تو وہ صدق خبر اور اگر خبر واقع کے مطابق نہ ہو تو وہ کذب خبر ہے۔

نظام معتزلی کا مؤقف: خبر اگر مخبر کے اعتقاد کے مطابق ہو تو وہ صدق خبر ہے اگر چہ وہ اعتقاد واقع کے مطابق نہ ہو۔ خبر اگر اعتقاد کے مطابق نہ ہو تو وہ کذب خبر ہے اگر چہ وہ خبر واقع کے مطابق ہی ہو۔

گویا نظام کے نزدیک صدق خبر وکذب خبر کا معیار مخبر کے اعتقاد کی مطابقت اور عدم مطابقت پر ہے۔

جاحظ کا مؤقف: خبر اگر واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق ہو تو صدق خبر اور اگر واقع اور اعتقاد دونوں کے مطابق نہ ہو تو کذب خبر۔ ان دونوں صورتوں کے علاوہ خبر نہ سچی ہوگی اور نہ جھوٹی۔ گویا اس کے نزدیک خبر کی ایک تیسری قسم بھی ہے، جو نہ سچی ہے اور نہ جھوٹی۔

سوال نمبر 3: (۱) حقیقت عقلیہ اور مجاز عقلیہ میں سے ہر ایک کی تعریف تحریر کریں اور مثال دیں؟

(۲) ایجاز، اطناب اور مساوات کی تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) حقیقت عقلیہ: فعل یا شبہ فعل کا اسناد اس چیز کی طرف کرنا جس کے لیے وہ متکلم کے نزدیک ظاہر حال میں ہیں جیسے: مومن کا قول انبت اللہ البقل۔

مجاز عقلی: فعل یا شبہ فعل کا اسناد فعل یا شبہ فعل کے ایسے ملابس کی طرف کرنا جو ماحولہ کا غیر ہو۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہاں کوئی قرینہ بھی پایا جائے جیسے: عیشة راضية، يذبح ابناء هم۔

(ب) ایجاز کی تعریف: قلیل اللفظ اور کثیر المعنی عبارت کو ایجاز کہتے ہیں جیسے: قفانبك من ذكرىٰ حبيب ومنزل۔ اصل میں حبيبنا و منزله تھا۔

اطناب کی تعریف: کسی فائدے کی وجہ سے اصل مراد پر کسی کلمے کی زیادتی کو اطناب کہتے ہیں جیسے: اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا۔

مساوات: مرادی معنی کو برابر الفاظ کے ساتھ ذکر کرنا جیسے: وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر 4: العلم ان کان اذعانا للنسبة فتصديق و الافتصور

(۱) مصنف نے علم کی تقسیم سے پہلے علم کی تعریف کیوں ذکر نہیں کی؟ شرح تہذیب کی روشنی میں جواب دیں، نیز علم کی تعریف لکھیں؟

(۲) اذعان اور نسبت سے کیا مراد ہے؟ نیز بتائیں کہ مصنف نے حکماء اور امام رازی میں سے کس کا مذہب اختیار کیا ہے؟ مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) تقسیم علم سے پہلے تعریف علم نہ کرنے کی وجہ: ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ علم کی تعریف کے درپے یا تو تصور بوجہ ما پر اکتفاء کرتے ہوئے نہ ہوئے کیونکہ مقام تقسیم میں شئی کا تصور بوجہ ماہی کافی ہوتا ہے یا اس لیے کہ علم کی تعریف مشہور ہے تو شہرت کی بناء پر ترک کر دی یا پھر اس لیے کہ علم بدیہی شئی ہے اور بدیہی تعریف کا محتاج نہیں ہوتا۔

نوٹ: علم کی تعریف یوں کی جاتی ہے: کسی شئی کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔

(ب) اذعان اور نسبت سے مراد:

اذعان سے مراد اعتقاد اور یقین ہے اور اعتقاد کا مطلب ہے دل سے یقین کر لینا کہ مجہول موضوع کے لیے واقع میں ثابت ہے۔

نسبت سے مراد نسبت خبریہ ہے خواہ ثبوتی ہو جیسے: اس بات کا یقین کہ زید کھڑا ہے یا سلبی ہو جیسے: اس بات کا یقین کہ زید کھڑا نہیں ہے۔

مصنف کا مختار مذہب: مصنف نے حکماء کے مذہب کو اختیار کیا ہے، کیونکہ ماتن نے صرف نفس اذعان اور حکم کو تصدیق قرار دیا ہے۔ ان کے مجموعے اور طرفین کے تصور کو تصدیق قرار نہیں دیا جس طرح کہ امام رازی کا مذہب ہے۔

سوال نمبر 5: (۱) کلی فصل کو مقوم کس لحاظ سے کہتے ہیں اور مقسم کس لحاظ سے؟ نیز بتائیں کہ فصل مقوم اور فصل مقسم کے درمیان کیا نسبت ہے؟

(۲) دو کلیوں کی باہمی نسبت کے حوالے سے چاروں اقسام اور ان کی امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) فصل کو مقوم اور مقسم کہنے کی وجہ:

فصل کی نسبت جب اس چیز یعنی ماہیت کی طرف ہو گی جو اس کو خاص کر دے اور ماعداء سے ممتاز کر دے تو اس فصل کو فصل مقوم کہتے ہیں، کیونکہ ماہیت کی جز اور اس کے قوام اور حقیقت میں داخل ہوتی ہے، اس کو حاصل کرنے والی ہوتی ہے جیسے: ناطق انسان کے لیے فصل مقوم ہے۔ اگر فصل کی نسبت اس جنس کی طرف کریں تو اس کو فصل مقسم کہتے ہیں، کیونکہ وہ فصل جب اس جنس کے ساتھ ملتی ہے تو وہ اس جنس کی وجودی اور عدمی دو قسمیں بنا دیتی ہے جیسے: ناطق کی نسبت حیوان کی طرف کریں تو حیوان کی دو قسمیں ہو جائیں گی: حیوان ناطق (وجودی قسم) اور حیوان غیر ناطق (عدمی قسم)

(ب) اقسام نسبت کی تعریفات

دو کلیوں کے درمیان پائی جانے والی نسبت کی چار اقسام ہیں:

۱- تساوی: نسبت تساوی یہ ہے کہ دو کلیوں میں ہر ایک دوسرے کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے: انسان اور ناطق کے درمیان نسبت تساوی ہے۔

۲- نسبت تبائن: یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک دوسری کے کسی فرد پر صادق نہ آئے جیسے: انسان اور فرس کے درمیان تبائن کی نسبت ہے۔

۳- عموم و خصوص مطلق: یہ ہے کہ دو کلیوں میں ایک تو دوسری کے تمام افراد پر صادق آئے لیکن دوسری پہلی کے تمام افراد پر صادق نہ آئے بلکہ بعض پر صادق آئے اور بعض پر نہ آئے جیسے: انسان اور حیوان کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔

۴- عموم و خصوص من وجہ: عموم و خصوص من وجہ کی نسبت یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر ایک دوسری کے بعض افراد پر صادق آئے جیسے: حیوان اور ابیض کے درمیان۔

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(۱) المفهوم۔ (۲) معدولة۔ (۳) دائمة مطلقة۔ (۴) منفصلة حقيقية۔

(۵)عکس مستوی ۔ (۶)شرطیة متصلة ۔ (۷)شرطیة منفصلة ۔

جواب: ۱- **المفهوم:** جو کچھ ذہن میں حاصل ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں جیسے: ذات زید کا علم ذہن میں آئے۔

۲- **معدولہ:** وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حرف سلب قضیہ حملیہ کی کسی جزء کی جزء بنے جیسے: اَللّاحِیُّ جَمَادٌ۔

۳- **دائمہ مطلقہ:** وہ قضیہ موجبہ ہے، جس میں یہ حکم کیا جائے کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے ہمیشہ ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے: بِالدَّوَامِ کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ / بِالدَّوَامِ لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ۔

۴- **منفصلہ حقیقیہ:** وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے، جس میں تنافی یا عدم تنافی کا حکم صدق و کذب دونوں میں ہو جیسے: هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ۔

۵- **عکس مستوی:** قضیہ کی جزء اوّل کو جزء ثانی کی جگہ اور جزء ثانی کو جزء اوّل کی جگہ رکھ دینا اس طور پر کہ صدق اور کیف باقی رہے جیسے: لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ کا عکس مستوی لَا شَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ آتا ہے۔

۶- **شرطیہ متصلہ:** وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں حکم کیا جائے ایک نسبت کے ثبوت کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر یا ایک نسبت کی نفی کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر جیسے: کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا ۔ یا لَیْسَ الْبَتَّةَ اِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا۔

۷- **شرطیہ منفصلہ:** وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں مقدم و تالی کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا حکم کیا جائے جیسے: هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ یا لَیْسَ الْبَتَّةَ هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ مُنْقَسِمٌ بِمُتَسَاوِیَیْنِ۔

☆☆☆☆☆

(۵)عکس مستوی ۔ (٦)شرطية متصلة ۔ (۷)شرطية منفصلة ۔

جواب: ۱- المفهوم: جو کچھ ذہن میں حاصل ہو اس کو مفہوم کہتے ہیں جیسے: ذات زید کا علم ذہن میں آئے۔

۲- معدوله: وہ قضیہ حملیہ ہے جس میں حرف سلب قضیہ حملیہ کی کسی جزء کی جزء بنے جیسے: اَللَّاحِیَ جَمَادٌ۔

۳- دائمه مطلقه: وہ قضیہ موجبہ ہے، جس میں یہ حکم کیا جائے کہ محمول کا ثبوت موضوع کے لیے یا محمول کا سلب موضوع سے ہمیشہ ہے جب تک ذات موضوع موجود ہے جیسے: بِالدَّوَامِ کُلُّ اِنْسَانٍ حِیَوَانٌ/ بِالدَّوَامِ لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ۔

۴- منفصله حقيقيه: وہ قضیہ شرطیہ منفصلہ ہے جس میں تنافی یا عدم تنافی کا حکم صدق و کذب دونوں میں ہو جیسے: هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ۔

۵- عکس مستوی: قضیہ کی جزء اوّل کو جز ثانی کی جگہ اور جزء ثانی کو جزء اوّل کی جگہ رکھ دینا اس طور پر کہ صدق اور کیف باقی رہے جیسے: لَا شَیْءَ مِنَ الْاِنْسَانِ بِحَجَرٍ کا عکس مستوی لَا شَیْءَ مِنَ الْحَجَرِ بِاِنْسَانٍ آتا ہے۔

٦- شرطیه متصله: وہ قضیہ شرطیہ ہے جس میں حکم کیا جائے ایک نسبت کے ثبوت کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر یا ایک نسبت کی نفی کا دوسری نسبت کے ثبوت کی تقدیر پر جیسے: کُلَّمَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ النَّهَارُ مَوْجُوْدًا ۔ یا لَیْسَ اَلْبَتَّةَ اِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ طَالِعَةً کَانَ اللَّیْلُ مَوْجُوْدًا۔

۷- شرطیه منفصله: وہ قضیہ شرطیہ ہے، جس میں مقدم و تالی کے درمیان تنافی یا عدم تنافی کا حکم کیا جائے جیسے: هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ فَرْدٌ یا لَیْسَ اَلْبَتَّةَ هٰذَا الْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ اَوْ مُنْقَسِمٌ بِمُتَسَاوِیَیْنِ۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت) بنات کے
حل شُدہ پرچہ جات

درجہ عامہ سال اول	~~120/-~~	50/-
درجہ عامہ سال دوئم	~~120/-~~	50/-
درجہ خاصہ سال اول	~~140/-~~	60/-
درجہ خاصہ سال دوئم	~~140/-~~	60/-
درجہ عالیہ سال اول	~~120/-~~	50/-
درجہ عالیہ سال دوئم	~~140/-~~	60/-
درجہ عالمیہ سال اول	~~140/-~~	60/-
درجہ عالمیہ سال دوئم	~~140/-~~	60/-

شبیر برادرز ®
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006